جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ کہ رسالہ ہذا من تصنیف تاج العالمین عمدۃ المتکلمین

جناب [illegible] شاہ محمد رفیع الزمان صاحب قدس سرہ العزیز جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول [illegible]

بہ ازالۃ الشکوک والاوہام فی عقائد الحقہ اہل اسلام

سنہ ۱۳۰۹ھ

[illegible] ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ [illegible]

بفرمائش سیادت آثار شیخ بہاء الدین و شیخ گلزار علی و شیخ اکبر علی تاجران رئیس ضلع مرادآباد

در مطبع قیصری الہ آباد بمحلہ باندریہ باہتمام عبداللطیف طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي حقق لنا حقيقة الايمان ووفقنا باقراره باللسان وتصديقه بالقلوب والجنان والصلوة والسلام على من اشاع الدين في البوادي والعمران واسس بنيانه بالعقائد الحقة باحسن الدلائل والبرهان وعلى آله واصحابه الذين هم بذلوا جهدهم في قطع حبائل الشرك والطغيان واعلاء كلمة التوحيد والايمان *

امابعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہے ابو محمد ان المفتقر الی اللہ الاحد فخر الدین احمد الحسنی الحسینی نسباً والحنفی مذہباً والقادری النقشبندی طریقۃً کہ اندنون رسالہ تقویۃ الایمان مولفہ مولوی اسمعیل صاحب دہلوی مطبوعہ ۱۲۵۵ ہجری مطبع کلکتہ کا فقیر کے نظر سے گذرا چونکہ مولوی صاحب سے افراط او رتفریط عقائد حقہ اہل سنت وجماعت مین کہ نزدیک جمہور کے ثابت اور محقق ہے ظہور مین آئی اور بہت سی سوء ادبیان بنسبت انبیاء کرام سیما نبینا علیہ التحیۃ والسلام اور اونکے اہلبیت کی بنسبت سرزد ہوئین ناچار ہوکر فقیر نے کمر ہمت کی باندہ کے اونکی رفع افراط وتفریط مین سعی بلیغ کی تاکہ عوام وخواص اونکے دام فریب مین نہ آوین اور اپنے تئین عقاید حقہ اہل اسلام پر قایم رکھیں

اور نام اسکا اِزَالَۃُ الشُّکُوکِ وَالْاَوْہَامِ فِی الْعَقَائِدِ الْحَقَّۃِ لِاَہْلِ الْاِسْلَامِ
رکھا ناظرین زمانہ اور اہل علم سے امید ہے کہ اگر اسکو ملاحظہ فرماوین اور
موافق طریقہ اہل حق کے پاوین تو فقیر کی حق مین دعا خیر کرین اور جو کچھہ
خطا او قصور فقیر سے ظہور مین آیا ہو اوسکو بذیل عفو چھپاوین رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا مقدمہ بیان
مین حقیقت ایمانی کی پوشیدہ نرہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور
اطمینان قلبی سے اور اقرار شرط ایمان ہے نزدیک جمہور محققین کی نہ شطر
اور جزء ہے ایمان کا مگر نزدیک شمس الائمہ او فخر الاسلام کے پس مجرد اقرار
کافی نہ ہوگا واسطے نجات وایمان کے والّا لازم آتا ہے اس سے کہ سب منافق
مومن ہون اور حالانکہ ایسا نہین کیونکہ اللہ صاحب نے اون سے ایمان
کی نفی کی سورہ بقرہ مین فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ
بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ہُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ
بعض آدمیون سے وہ آدمی ہے کہ کھتا ہے ایمان لائے ہم اللہ پر اور پچھلے
دن پر حالانکہ وہ مومنین سے نہین اور اونکے حق مین یہ وعید شدید فرمائی
اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ بیشک منافقین
آگ کے نیچے درجے مین ہون گے ونیز عند الاکراہ اقرار ساقط ہو جاتا ہے
او تصدیق قلبی باقی اور اسیطرف اللہ صاحب نے سورہ نحل مین اشارہ فرمایا
مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ
وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْہِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ جو کوئی منکر ہوا اللہ کا پیچھے ایمان کے مگر وہ شخص کہ زور لایا گیا اوسپر ساتھہ
اجرائے کلمہ کفر کے اور حالانکہ قلب اوسکا مطمئن ہے ساتھہ توحید اور تصدیق
قلبی کے ولیکن جو کوئی دل کھولکر منکر ہوا اسواوپر اللہ کا غضب ہے اور
بڑا عذاب **فائدہ** اس آیہ سے معلوم ہوا کہ اقرار جزء ایمان نہین ہے الا
اجرائے کلمہ کفر سے ایمان باقی نرہے اور حالانکہ ایسا نہین جیسا کہ آیہ کریمہ سے
جانا گیا اور نیز مجرد علم اللہ و رسول کا بلا تصدیق قلبی ایمان نہین ورنہ لازم
آتا ہے کہ یہود اور نصاری بھی مومن ہوں اسواسطے کہ وہ سب باوصف
جاننے خدا کے اپنے دل مین یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرت رسول ہین جیسا اللہ
صاحب نے سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۤءَ
هُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ؁
ترجمہ جانتے ہین یہود و نصاری اونکو جیسا کہ جانتے ہین یہ لوگ اپنے بیٹونکو
اور بیشک ایکفریق اون مین سے چھپاتے ہین حق کو اور وہ جانتے ہین اور اللہ
صاحب نے سورہ انعام کے دوسرے رکوع مین ارشاد فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۤءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ترجمہ جو لوگ دیا ہمنے اونکو کتاب پہچانتے ہین وہ لوگ آنحضرت
کو جیسا کہ جانتے ہین وہ لوگ اپنے بیٹون کو انہین لوگون نے ٹوٹا اوٹہایا
اپنے ذاتون پر پس بھی لوگ نہین ایمان لانیوالے اس آیہ سے صاف ظاہر
ہوا کہ مجرد علم اللہ و رسول کا بلا تصدیق واسطے ایمان کے کافی نہین اور
ایمان دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی عبارت ہے ان کلمات
کی تصدیق سے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ

وَكُتُبِهٖ ترجمہ ایمان لایا مین اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے نامون اور صفتون
کے ساتھ ہے اور قبول کیا مین نے اوسکے سب احکام اور تفصیلی عبارت ہے
ان کلمات کی تصدیق ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ
بَعْدَ الْمَوْتِ ترجمہ ایمان لایا مین اللہ پر اور اوس کے فرشتون اور اوسکی کتابون
اور اوسکے پیغمبرون پر اور پچھلے دن پر کہ وہ قیامت ہے اور اندازہ نیکی
اور بدی کا اللہ صاحب کی طرف سے ہے اور ایمان لایا مین اوٹھنے پر بعد
موت کے واذا تمت المقدمۃ فہا انا اشرع فی المطلوب بعون اللہ المقلب
القلوب قولہ اما بعد سنا چاہیے کہ آدمی سارے اللہ کے بندہ ہین اور بندے
کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ بندگی نکرے وہ بندہ نہین اور اصل بندگی ایمان
درست کرنا ہے کہ جسکے ایمان مین کچھہ خلل ہے اوسکی کوئی بندگی قبول نہین اور
جسکا ایمان ٹھیک ہے اوسکے تھوڑی بھی بندگی بہت ہے سو ہر آدمی کو چاہیے
کہ ایمان کے درست کرنے مین بڑی کوشش کرے اور اوسکے حاصل کرنیکو سب
چیزون سے مقدم رکھے اَقُوْلُ بِاللّٰهِ التوفیق جو کچھہ فرمایا سب راست اور
بجا ہے کہ بے درستی ایمان کے کوئی عبادت مقبول نہین قولہ جو عوام الناس
مین مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کا سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو بڑا علم
چاہیے ہمکو وہ طاقت کہان کہ اونکا کلام سمجھین اور اوس راہ پر چلنا بڑے
بڑے بزرگون کا کام ہے ہماری کیا طاقت ہے کہ اوسکے موافق چلین بلکہ ہمکو
یہی باتین کفایت کرتی ہین جسپر چلے آتے ہین سو یہ بات بہت غلط ہے اسواسطے
کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین باتین بہت صاف صریح ہین انکا

سمجھنا مشکل نہین انتہی اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ یہ مغالطہ صریح ہے کیونکہ معنی اس
آیہ کے یہ ہین کہ قرآن مجید کی باتین صاف و صریح ہین بجہت موافقت ان آیتون کے
عقل سلیم سے اور دریا یہ کہ صاف و روشن ہین بجہت مطابقت اون آیات کے کتب سماویہ
سے جو یہود کے نزدیک بہی مسلم تہے نہ یہ کہ یہ آیات روشن ہین ہر عام پر سمجھنا اوسکا
بدون لغت دانی اور جاننے علم فصاحت و بلاغت و زبان عرب کے آسان و ممکن
ہے جیسا تفسیر فتح العزیز مین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا آیات بینات
یعنی دلایل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ و ہم از جہت مطابقت معنی آن آیات
با مقتضاء عقل سلیم و ہم از جہت موافقت آن آیات با کتب انبیاء پیشین کہ نزد یہود
نیز مسلم الثبوت است پس انکار این آیات از بیجائی تواند شد پس مشہور عوام بہت
صحیح ہے یہ بیچارے جو محض جاہل اور زبان سے بہی ناواقف کیونکر سمجھ سکتے ہین
بلکہ آیات قرآنی کو بخوبی سمجھنا اور اوسکے معنی کو پہونچنا تو اس زمانہ کے بڑے بڑے
عالمون سے بہی ممکن نہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشکواۃ کی کتاب العلم
مین رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَیْرُ فَقِیْهٍ اسپر دال ہے ترجمہ بہت سے اوٹھانے والے
فقہ کے فقیہ نہین یعنی اونکو طاقت فہمید نہین ہے اور قصیدہ امالی مین بہی کہ کتب
معتبرہ عقائد سے ہے لکہا ہے شعر جمیع العلم فی القرآن لکن + تقاصر
عنه افهام الرجال یعنی تمام علم قرآن مین موجود ہے لیکن قاصر ہے
اوس سے فہمید لوگون کی و نیز امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر
سورہ یوسف مین ایک حدیث طویل قرآن کی فضائل مین ذکر کی ہے کہ ایک جزو
اوس حدیث کا یہ ہے وَالْقُرْآنُ بَحْرٌ عَمِیْقٌ لَا یُدْرَکُ قَعْرُهٗ وَلَا یَبْلُغُ مُنْتَهَاهُ ترجمہ یعنی
قرآن دریاے عمیق ہے کہ نہین دریافت کیا گیا عمق اوسکا اور نہین پہونچا کوئی

اوسکے انتہا کو او مطلب اون عوام کا یہ ہے کہ ہم لوگ مطیع او مقلد ہین ایک امام
کے جو اونھون نے اپنے کتب مین کتاب اللہ او کتاب الرسول سے سمجھکر لکھا او فقہا
او علما نے ہمکو سکھایا او سپر چلتے ہین او تطبیق انکے کلام کی ساتھہ آیات بینات کے
ہمکو سخت مشکل ہے کیونکہ یہ آیات زبان عربی مین ہین او ان آیتونکا بین آور
واضح او آشکار ہونا نسبت زباندان عرب کے ہے نہ بہ نسبت ہمارے کہ ہم جاہل
او بے زبان محض ہین او نیز نظم قرآن منحصر آیات بینات مین نہین بلکہ سواے
اوس کے بہت سے اقسام ہین از انجملہ خاص[۱] عام[۲] مشترک[۳] ماول[۴] ظاہر[۵] نص[۶]
مفسر[۷] خفی[۸] محکم[۹] مشکل[۱۰] مجمل[۱۱] متشابہ[۱۲] حقیقہ[۱۳] مجاز[۱۴] تصریح[۱۵] کنایہ[۱۶] وغیرہ او صاف
صریح ایک قسم ہے ان اقسام سے اگر اوسکا سمجھنا مشکل نہین تو او اقسام کا سمجھنا
عوام بلکہ خواص کو بھی مشکل ہے او عوام او جہلا تو قرآن کی تلاوت پر بھی قادر نہین
پھر معنی سمجھنا اونکا نظم قران سے بلا سمجھاے دوسرے کے او نیز سخت دشوار
ہے او یہی مطلب ہین آیت قرآنی کا ہے کہ جو آپ سند لاتے ہین واسطے تعلیم
عولوم کے یعنی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ الخ
ترجمہ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانون مین ایک رسول اونھین مین سے
الخ کیونکہ حضرت صلعم جب تعلیم فرماتے تہے جنکو اللہ صاحب نے سعید ازلی کیا تہا
وہ باایمان ہوجاتے تھے او اونکو انحضرت کی تعلیم سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا
تھا اسیطرح اس زمانہ مین بھی علما کے زبان سے آیات قرآنی سنکر تفرقہ مابین
حلال او حرام کے کرتے ہین او حلال کو حلال او حرام کو حرام جانتے ہین قولہ
وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ
ترجمہ بے شک اوتارے ہم نے تیری طرف باتین کہلی او منکر اوس سے وہی ہوتے ہین

جو لوگ بے حکم ہین اقول باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین بذیل اس آیت کے لکھا ہے کہ یہود نے عہد کیا تھا کہ اگر ظاہر ہونگے محمد صلعم تو ہم ایمان لاوینگے پھر جب آنحضرت ظاہر ہوے اونپر تو انکار کیا اونکا پس اسواسطے انکو یہ حکم فرمایا وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ الخ مطلب عوام کا یہ ہے کہ ہم علما سے جو بات سنتے ہین اونپر عمل کرتے ہین اور وقوف اور اطلاع حقیقت احکام سے علما کو ہے اور اوسپر چلنا ہی بعینہ کام اونکا ہے اور ہم سب عوام اوس سے قاصر ہین نہ یہ کہ اوس سے بے حکم ہین اور اوسکو نہین مانتے پس ان عوام کو تحت اس آیت کی جو شان مین بے حکم یہود کے ہے سمجھنا اور اوس مین داخل کرنا خلاف آیۂ قرانی ہے قولہ یعنی ان باتون کا سمجھنا کچھ مشکل نہین بلکہ اونپر چلنا نفس پر مشکل ہے اسواسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اسلیے یہ لوگ جو بے حکم ہین اس سے انکار کرتے ہین اور اللہ اور رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہ چاہیے کہ پیغمبر لوگ نادانون کو راہ بتانے کو اور جاہلون کے سمجھانے کو اور بعلیون کے علم سکہانے کو آئے تھے اَقُولُ بِاللّٰهِ التَّوْفِيق اگر ان باتون کا سمجھنا کچھ مشکل نہوتا تو آپ مومنون کو کیون قوم یہود مین داخل کرکے فاسق اور بے حکم فرماتے اور یہ جو فرمایا کہ اوسپر چلنا نفس پر مشکل ہے امر واقعی ہے ورنہ مولوی صاحب تقلید ائمہ اربعہ کے چھوڑکر مجتہد مسلم الاجتہاد اپنے تئین نہ سمجھتے یہ سب احکام نفس کے ہین اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ اور جواب اس بے حکمی کا سابق گذرا اگر اللہ اور رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم درکار نہ تہا تو حضرت قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیون نازل ہوتا کہ حضرت علم لدنی رکھتے تھے اور جو زیادہ علم رکھتا ہے اوس سے تعلیم عوام و خواص بخوبی ظہور مین آتی ہے کیونکہ اپنی باتون کو پھیلا کر کے

اونکے ذہن مین مدعا کو جاگزین کرتا ہے جیسا کہ یہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین
اور یہی وجہ تھی کہ موسی علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کو مجمع البحرین مین حضرت
خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اونکو اللہ صاحب نے علم لدنی عطا فرمایا تھا
جیسا کہ قرآن مین اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا
وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ترجمہ اور دیا ہمنے اوسکو رحمت اپنے پاس سے
اور سکھایا اوسکو اپنے پاس سے علم اور کلام رسول اکثر تفسیر حضرت قرآن کی
ہے جو علم اوس مین درکار ہے اسمین کسیقدر کم اوس سے کیونکہ یہ بہ نسبت اوسکے
مفصل ہے غرضکہ بے علم کی تعلیم بہت دشوار ہے اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبر صلعم راہ بتانی
اور علم سکھانے اور سمجھانے کو آئے تھے راست اور بجا ہے قولہ یعنی یہ اللہ
کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ ان سب بے خبرون کو خبردار
کیا اور ناپاکون کو پاک اور جاہلون کو عالم اور احمقون کو عقلمند اور راہ بھٹکے
ہوؤن کو سیدھی راہ پر لایا اقول وباللہ التوفیق تمام غور اور انصاف
ہے کہ اگر کوئی نادان ایسی عبارت لکھی کہ اوس سے صراحۃً بے ادبی بہ نسبت
اللہ اور رسول کے ظہور مین آوے تو محمول اوسکی نادانی اور حمق پر ہوگا کہ
کہ یہ شخص نادان اور احمق ہے اور جناب مولوی صاحب کہ مجتہد مسلم الاجتہاد
اس فرقہ وہابیہ کے ہین انکی زبان سے ویسا ہی کلمہ بہ نسبت خدا اور رسول کے
کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ ان سب بے خبرون کو خبردار کیا کیونکر صادر ہوا
ظاہر امنشا اسکا بجز انانیت اور اتباع نفس و ہوا کے کیا تصور کیا جاوے
کیونکہ مولوی صاحب بڑے عالم ہین کیا اتنا بھی نہین جانتے کہ ثابت بن
قیس کہ اونکے کان مین کچھ گرانی تھی اور حضرت صلعم کے حضور مین بات باواز

ملسدت کرتے تے جو سو ہم بے ادبی تھے اسوجہ سے اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ
لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۞ ترجمہ اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازین نبی کی آواز
سے اوپر اور اون سے نہ بولو کھڑک کر جیسے کھڑکتے ہو ایک دوسرے پر کہین اکارت
نہ ہوجاوین تمھاری کئی اور تمکو خبر نہ ہو جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی ہین جنکے دل جانچے ہین اللہ نے ادب کیواسطے
اونکو معافی ہے اور نیگ بڑا اور بے ادبی ہمارے اردو زبان مین صاف
ظاہر ہے کیونکہ کلمہ اس نے اور ان نے بہت ایسے شخص کو زبان نہیں کہتے ہین
کہ جو بالکل ذلیل و خوار ہو تلفظ ان کلمات سے خوف زوال ایمان ہے والحق
ما قال من ترک الادب فقد رد عن الباب یعنی جس نے ادب کو چھوڑا وہ کیا گیا دروازہ
سے اور اسی طرف اشارہ ہے امتحان قلب اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْ
بَهُمْ لِلتَّقْوٰى کمال تعجب ہے کہ آپ کے چچا صاحب یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب
دہلوی اپنی تفسیر عزیزی مین جابجا ایسا تحریر فرماتے ہین کہ اللہ صاحب حضرت سے بندہ
اور مولوی صاحب زبان سے یمین ایسا فرماتے ہین دونون صاحبون کے کلام
مین فرق بڑا ہے اور منشا اسکا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے اتباع اونکی چھوڑ کر
بنفس نفیس اجتہاد پر کمر باندہی ہے بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + قولہ
جو کوئی یہ آیت علم سے پڑھتے ہون سمجھنے لگے کہ پیغمبر کی بابت سوائے عالمون کے کوئی نہین

سمجھ سکتا ہے اور انکی راہ پر سوائے بزرگون کے کوئی نہین چل سکتا سو اسنے
اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ
انکا کلام سمجھکر عالم ہو جاتے ہین اور گمراہ لوگ انکی راہ پر چلکر بزرگ بنجاتے ہین
اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق غرض قائل یہ ہے یعنی پیغمبر صلعم کے بات یعنی حدیث
سوائے علماء کے کوئی نہین سمجھتا کیونکہ حق فہمید علماء ہی کے واسطے ہے کہ
وہ زبان عربی سے واقف ہین یا یہ غرض ہے کہ یہ مرتبہ فہمید علماء ہی کو ہے
اور ہم اون کی تعلیم سے واقف ہوتی ہین جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا
اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ یعنی نہین ڈرتے اوس کے بندون
سے مگر علماء مطلب اسکا یہ ہے کہ حق خوف خشیت علماء ہی کو ہے اور خوف عوام
اونکے مقابلہ مین کچھہ نہین یہ کلام ان کا اسی آیت پر حمل کیا جاویگا اور تمامی
مسلمین کو منکرین اور کافرین مین داخل کرنا شان علماء سے نہایت بعید ہے
مردآخرین مبارک بندہ ایست اور جواب دوسرے فقرہ کا بھی اس پر
قیاس کرنا چاہیئے کہ غرض اوسکے اظہار کمال علماء اور بزرگونکا اور اپنا اظہار
قصور اور عجز ہے کیون کہ شان مسلمین سے انکار آیت قرآنی بمراحل دور ہے اور
یہ جو فرمایا کہ جاہل لوگ انکا کلام سمجھکر عالم ہو جاتے ہین اور گمراہ لوگ اونکی راہ
پر چلکر بزرگ بنجاتے ہین کچھہ تنگ نہین اَلصُّحْبَۃ تُوَثِّرُ جو صحبت علماء کی کرتے ہین وہ عالم
ہو جاتے ہین **قولہ** اس بات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک سخت بیمار
پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اوس سے علاج کر
وہ بیمار یہ جواب دے کہ اوسکے پاس جانا اور اوس سے علاج کرنا بڑے بڑے
تندرستونکا کام ہے مجھہ سے کیونکر ہو سکے کہ مین سخت بیمار ہون سو وہ بیمار

بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے اسواسطے کہ حکیم تو بیماروں
ہی کے علاج کرنے واسطے ہے جو تندرستوں کا علاج کیا کرے اور اونہیں کو اوسکی
دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھہ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہیکا غرض جو کوئی بہت
جاہل ہو اوسکو اللہ اور رسول کے کلام سمجہنے مین زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بڑا
گنہگار ہو اوسے اللہ اور رسول کے راہ پر چلنے مین زیادہ کوشش چاہیئے سو ہر
خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کرین اور اوسکو سمجہین
اسی پر چلین اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹہیک کرین **اقول و باللہ**
التوفیق یہ مثال مطابق مثل لہ کے نہین اس واسطے کہ یہان حکیم کہان موجود
ہے کہ جسکے پاس جاکر اوسکے کلام کو پوچہین مگر اوسکا کلام اور وہ زبان عربی ہے
اور سمجہنا اس کلام کا سوائے علما اور مجتہدین کے نہیں ممکن نہین پس جو
ہمارے امام صاحب کہ جنکو امام ابی حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ وہ
مجتہد مسلم الاجتہاد اکثر خلایق ہین اور اونکے صاحبین کہ اونہون نے تمام
احکام عبادات او معاملات کے بخوبی اپنی کتابون مین بیان کردیئے اب انسے
کون ماہر تر ہے کہ جن کے پاس جاکر تحقیق قرآن اور حدیث کرین اور جو عوام شود
لیاقت فہم زبان عربی کے نہین رکہتی کہ اوسکو پوچھکر علاج امراض بدنی و نفسانی
اور روحانی کرین تا تزکیہ و تصفیہ نفس حاصل ہو اور بدولت اوس کے فلاح اور
نجات ہو بلکہ اس جا مثال مطابق مثل یہ ہے کہ کلام اللہ اور رسول کا مثل بحر
عمیق ہے کہ اوس سے عبور کرکے انسان کو اپنے منزل مقصود تک پہونچنا سخت
دشوار ہے مگر باعانت علماے دین کیونکہ عبور دریا الا ساحل سے بدون ناخدا
کے کہ وہ اپنے جہازون مین آدمیون کو بٹہلا کر منزل مقصود کو پہونچاتے ہین

پھر بھی چونکہ راہ خطرناک ہے اور خوف غرق ہر آگے پیش ہے اسواسطے قریب منزل کی پہونچکر ایک رستہ بتان کو کہ وہ عارف جزئیات دریا ہوتا ہے اوسکو اپنے ساتھ لیکر باعانت اوسکی منزل تک فنان کو پہونچادیتے ہیں پس یہی حال علماے دین کا بنسبت کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے ہے کہ ہر ایک حتی الامکان اپنی تعلیم وتلقین سے ہر شخص کو راہ راست پر لاتے ہیں اور جب اونکو کسی مسایل مین شکوک واقع ہوتے ہین تو وہ رجوع طرف امام صاحب کے کہ وہ عارف مسائل دریاے کتاب وسنت مین کرتے ہین اور باستعانت اونکے منزل مقصود کو پہونچتے ہین اور تمام خلایق کو پہونچاتے ہین اور تفسیر کتاب او سنت با لراے نہین کرتے کہ یہ دین مین ممنوع ہے **قوله** اب سننا چاہیے کہ ایمان کے دو جز ہین خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول خدا کو خدا سمجھنا اسیطرح ہوتا ہے کہ اوسکا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسیطرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے اس پہلی بات کو توحید کہتے ہین اور اسکے خلاف کو شرک دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہین اور اوس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہیے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک اور بدعت سے بہت بچے کہ یہی دو تو چیزین اصل ایمان مین خلل ڈالتے ہین اور باقی گناہ اون سے پیچھے ہین کہ وے اعمال مین خلل ڈالتے ہین اور جاہیے کہ جو کوئی توحید اور اتباع سنت مین بڑا کامل ہو اور شرک اور بدعت سے بہت دور اور لوگون کو جس کے صحبت سے یہی بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر اور استاد سمجھے سو اس لیے کتنی آیتین اور حدیثین کہ جنمین بیان توحید اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک اور بدعت کی اس رسالہ مین جمع کین اور ان آیتون اور حدیثون کا ترجمہ اور انکے

حاصل معنی کا بیان زبان ہندی سلیس مین کر دیا تاکہ عوام اور خواص اس سے فائدہ برابر اوٹھاوین اور جنکو اللہ توفیق دیوے سیدھی راہ پر ہو جاین اور بتانے والے کو وسیلہ نجات ہووے آمین یارب العلمین

اقول و باللہ التوفیق سبحان اللہ جناب مولوی صاحب تو بڑے متبع قرآن و حدیث کے ہین اور جو کچھ فرماتے ہین انھین قرآن و حدیث سے استنباط کرکے ارشاد کرتے ہین جب ایمان کے دو جز و ہوئے ایک خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اور مجموع دونون جزو کا یہ ہوا کہ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اب اسجا یہ سوال ہے کہ آیا یہ کسی آیت کا ترجمہ ہے یا کسی حدیث کا اگر آیت کا ترجمہ ہے تو وہ کون آیہ ہے اور اگر حدیث کا ترجمہ ہے تو وہ کون حدیث ہے بیان اوسکا ضرور ہے اور ظاہرا یہ خلاف مذہب جمہور ہے جیسا کہ مقدمہ مین اور بحث فائدہ سابقہ کے جانا گیا اور ظاہر ہے کہ کیونکہ صرف خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول واسطے ایمان کے کافی ہوگا کہ اسجا نہ تصدیق قلبی ہے اور نہ اقرار اس لیئے کہ جاننا مرادف دانستن ترجمہ لفظ علم کا ہے اور یہ امر باتفاق محققین ثابت ہے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق بما جاء بہ النبی صلعم من عند اللہ اور اقرار سے یعنی ایمان عبارت ہے اعتقاد اون چیزون سے جسکو حضرت رسول صلعم اللہ کے نزدیک سے لائے اور اوسکے اقرار سے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ نحل مین فرمایا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ترجمہ کوئی منکر ہوا اللہ کا پیچھے ایمان کے مگر وہ شخص کہ زور لایا گیا اوسپر اور اوسکا جی ثابت ہے

کلمہ کفر کے اور حالانکہ قلب اوسکا مطمئن ہے ساتھہ تصدیق قلبی کے
پس اس آیۃ سے یہہ امر تحقیق ہوا کہ ایمان عبارت تصدیق سے ہے
اور وہ کسی حالت مین ساقط نہین ہوتی اور اقرار ساقط ہو جاتا ہے نہ صرف
جاننے خدا اور رسول سے جیسا مولوی صاحب نے فرمایا ولو سلنا کہ
صرف خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول ایمان ہو مگر یہ تفسیر جو مولوی صاحب نے
فرمایا کہ رسول کو رسول جاننا اسطرح پر ہوتا ہے کہ اسکے سوا کسیکی راہ
نہ پکڑے یعنی اوسیکی راہ پر چلے دوسرے کی راہ پر نہ چلے اس سے لازم آتا ہے
کہ عمل بالارکان جزو ایمان ہو حالانکہ عمل بالارکان باتفاق علما حنفیہ
جزو ایمان نہین ہے اسوجہ سے کہ کتاب اللہ اور کتاب الرسول مین
عطف اعمال کا ایمان پر آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ اور یہ امر بدیہی ہے کہ
مابین معطوف و معطوف علیہ مغایرت ضروری ہے کما لایخفی علی من لہ
ادنی مسکۃ فی العلم اور نیز جب کہ اتباع سنت جزو ایمان ہوا تو لازم آتا ہے
کہ کل محمدی مومن نہ ہوں اسلئے کہ کوئی متبع کل سنت کا نہین ہے
اور لازم ہوگا کہ کل فرقہ اسلامیہ دائرہ اسلام و ایمان سے خارج ہو جائین
اور یہ خلاف حدیث اور مذہب محققین ہے پس تعریف جامع نہ ہوگی اور اگر
کوئی خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانے اور ساتھہ اسکے شرک بھی نہ
کرے اور متبع سنت بھی ہو اگرچہ وہ اعتقاد و تصدیق نرکھتا ہو تعریف
مذکور سے لازم آتا ہے کہ وہ بھی مومن ہو حالانکہ وہ ہرگز مومن نہین بجہت
نہ ہونے تصدیق کے کہ وہ راس ایمان ہے پس تعریف مولوی صاحب

سے کہ مانع بھی نہ ہوئے اور یہ جو فرمایا ہے کہ اسکے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے کسیکی راہ نہ پکڑنے سے کیا مطلب ہے آیا مراد اوس راہ سے راہ شیطان ہے تو مسلمنا اور اگر یہ مراد ہے کہ صحابہؓ کی راہ یا ائمہ اربعہ کی تو غیر مسلم کیونکہ خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَصحَابِی کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّہِم اقتَدَیتُم اِہتَدَیتُم یعنی حضرت نے فرمایا کہ صحابہ میرے مثل ستارون کے ہین پس ساتہہ جن ایک کے اونمین سے اقتدا کرو تم سب راہ پاوگے اور نیز اتباع سنت بے روایت صحابہ ممکن نہین کیونکہ کل احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ روایت ان حضرات کے مندرج قرطاس ہوئین اور جامعین اونکے بخاری ہون یا مسلم یا ابوداود یا غیر ذلک من الرواۃ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ داخل ہین حدیث خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَہُم ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَہُم مین یعنی فرمایا اس حدیث مین حضرت صلعم نے کہ بہترین زمانہ کا میرا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ ہے جو میرے زمانہ سے ملا ہے پھر وہ زمانہ جو اوس زمانہ سے ملا ہے تو پھر جب امام صاحبؒ داخل بعض قرون کے ہوئے تو تابعین ہونگے یا تبع تابعین تو اونکی اقتدا بعینہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسکی تحقیق پر فرقان مجید ناطق ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ آل عمران مین اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِاِبرٰہِیمَ لَلَّذِینَ اتَّبَعُوہُ وَہٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَاللہُ وَلِیُّ المُؤمِنِینَ ترجمہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ بیتحقیق اولی اور اسبق آدمیون سے ابراہیم کے ساتہہ وہ لوگ ہین کہ پیروی اوتہائی ابراہیم علیہ السلام کے اور اپنے بال بچون کو شہر بابل مین چھوڑ کر حضرت ابراہیم کے ساتہہ چلے گئے اور بعد اونکے یہ نبی اور جو لوگ کہ ایمان لائے حضرت پر

اور اللہ دوست ہے مومنین کا تو دیکھو کہ اتباع مومنین ساتھہ ابراہیم کے بواسطہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی اور اللہ ان سب مومنین کا دوست ہے اور اتباع دوستان خدا کی عین اتباع خدا اور رسول ہے اور جواب باقی عبارت کا اجوبہ سابقہ او نیز اس بیان سے ظاہر او آشکارا ہے حاجت مکرر بیان کی نہین **قولہ** اول معنی شرک اور توحید کے سمجھنا چاہئے تا برائی بھلائی انکی قرآن و حدیث سے معلوم ہو سنا چاہئے کہ اکثر لوگ پیرون کو اور پیغمبرون کو اور امامون کو اور شہیدون کو اور فرشتونکو اور پریون کو مشکل کے وقت پکارتے ہین اور انسے مرادین مانگتے ہین اور انکی منتین مانتے ہین اور حاجت برانی کے لئے نذر و نیاز کرتے ہین اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹون کو انکی طرف نسبت کرتے ہین کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی حسن بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین پھر انکے جینے کے لئے کوئی کسیکے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسیکے نام کی بدھی کوئی کسیکے نام کے کپڑے پہنتا ہے کوئی کسیکے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسیکے نام کے جانور ذبح کرتا ہے کوئی مشکل کیوقت کسی کی دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتون مین کسیکے نام کی قسم کھاتا ہے غرضکہ جو کچھہ ہندو اپنے بتون سے کرتے ہین سو وہ سب کچھہ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء انبیا امامون شہیدون سے اور فرشتون اور پریون سے کر گذرتے ہین اور دعوی مسلمانی کا کئے جاتے ہین سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوی **اقول و باللہ التوفیق** پوشیدہ نرہے یہ بات کہ مطلق پکارنا انبیا اور اولیاء کا شرع مین بلحاظ مقابلہ خدا کے بلکہ بلحاظ برکات اسمیہ کے کہ

اللہ تعالی با برکت اون کے اسماء کے بلا کوٹالتا ہے ممنوع نہین اور جو قرآن مین نفی دعا بغیر اللہ کی وارد ہوئی مراد اوس دعا سے عبادت ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے اس آیۂ کریمہ مین ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ الخ اس آیۃ مین تدعون سے مراد تعبدون ہے ترجمہ یعنی وہ لوگ کہ عبادت کرتے ہین سوائے اللہ کے کہ نہ ضرر پہونچاتے ہین اونکو نہ نفع چنانچہ یہ معنی تفسیر بغوی مین تصریح مذکور ہے اور ذکر اسکا آیندہ آویگا اور نذر و نیاز دوستان خدا کے باب مین معنی کہ ثواب کھانے پینے کا دوستان خدا کو ہدیہ کرنا نزدیک حنفیہ کے جایز اور مشروع ہے اس مین کچھ قباحت نہین اور یہ افعال جو عوام بلا کے ٹالنے کیواسطے اپنے مبیتون کو اونکے طرف نسبت کرتے ہین جواب اسکا بہ تفصیل تمام شرح اسامی مین انشاء اللہ ابھی ذکر کیا جاویگا فلینظر اے بھائیو بگوش ہوش سنو تا بخوبی حقیقت ان ناموں کی ظاہر اور آشکار ہو جانا چاہیے کہ عبد کے دو قسم ہین ایک بندہ خالق اور ایک بندۂ مخلوق بندۂ خالق یعنی جیسے عبد اللہ و عبد الرحمن وغیرہ علی ہذا جب عبد اضافت کیا جاویگا طرف اللہ کے تو مراد اوس سے معنی حقیقی عبد کے لیے جاوینگے یعنی پوجنے والا اللہ کا اور عبد مخلوق کی بھی دو قسم ہین قسم پہلی وہ کہ جسکی اضافت طرف مخلوق کے صحیح و درست نہین ہے جیسے عبد الحارث یعنے عبد الشیطان یہان بھی معنی حقیقی مراد ہین یعنی پوجنے والا شیطان کا اور اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اپنی ناخوشی سورۂ اعراف مین نسبت آدم و حوا کے ظاہر کی اور ارشاد کیا ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا
خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا
صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ
شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ وہ ایسا اللہ ہے کہ
پیدا کیا تمہارے تئین ایک ذات واحدہ سے اور اوس ذات واحدہ
سے جوڑا اونکا تا یہ کہ ٹھہرے نزدیک اوسکے پس جسوقت ڈہانپ لیا اوس نے
زوجہ کو حاملہ ہوئی وہ حمل ہلکا پس گذرے اوسپر ایام حمل کے پس جسوقت
زیادہ بوجھل ہوئی دعا کیا اون دونون نے اللہ سے اگر عطا کریگا تو ہمکو
لڑکا نیکبخت ہر آئینہ ہم دونو ہونگے شاکرین سے اور جب عطا کیا اون
دونو کو لڑکا گردانا اونہون نے شریک اللہ کا یعنی نام اوسکا عبدالحارث
رکھا یعنی بندہ شیطان کا پس برتر ہے اللہ اوس چیز سے کہ ساجھے
کرتے ہین اللہ کا نامون مین اسیطرح لکھا ہے تفسیر عباسی اور کبیر اور معالم
التنزیل اور بیضاوی اور جلالین اور حسینی وغیرہ مین لیکن شرح مواقف
مین لکھا ہے کہ اکثر مفسرین ثقات پر ہین کہ خطاب بیچ آیت ہو الذی خلقکم
کے واسطے قریش کے ہے نہ واسطے آدم کے اور اس واقعہ کو بیجان قصے کو
جد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین نسبت کی ہے اور رکھا
مراد نفس واحدہ سے قصے ہین اور جعل منہا زوجہا سے بی بی اون کی
عربیہ قریشیہ اونکی جنس سے نہ یہ بات کہ پیدا کیا اوسکو قصے سے اور ان دونون
کا اشتراک یہ ہے کہ نام رکھا لڑکونکا عبد مناف اور عبدالعزی اور عبدالدار
اور عبد شمس اور ضمیر یشرکون کی راجع ہے طرف ان دونون اور

اونکی اولاد کے اور اوپر اس تقدیر ضمیر جعلا کی راجع نہین ہے طرف آدم و
حوا کے اور بر تقدیر صحت رجوع ضمیر جانب ان دونون کے پس کہان ہے
دلیل شرک کی الوہیت مین اور شاید کہ مراد شرک سے آیت مین میلان
ہے جانب بندگی شیطان اور اوسکی وسوسہ کے ساتھہ رجوع کی اوس سے
جانب خدا کے بلا اطاعت شیطان کے اوسکے فعل مین اور یہ میل کہ متفرع
ہے وسوسہ پر داخل نہین تحت اختیار کے پس نہوگا گناہ اور سوا اس کے
اور بہی وجہ تنزیہ آدم و حوا کے شرک سے اسی کتاب مین مذکور ہے جسکو
اطلاع اوسپر منظور ہو اس کتاب مین دیکھلے تمام ہوا خلاصہ عبارت شرح مواقف
کا اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انبیا علیہم السلام شرک اور کفر سے
معصوم اور پاک اور صاف ہین اور معنی حقیقی شرک کے تسمیہ فی الشرک مین
یہی معنی ہین اسواسطے کہ سواے مشرکین کے اپنے تئین کون عبد الشیطان
کہیگا اور الوہیت مین ساتھہ اللہ تعالی کے شریک کریگا اور دوسرے قسم عبد
مخلوق کے کہ اضافت کیجاتی ہے جانب مخلوق کے یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی
نے وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن
يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ترجمہ اور
بیاہ دو رانڈون کو اپنے مین سے اور لایق والونکو غلامون اپنے مین سے
اور لونڈیون اپنے مین سے اگر ہونگی فقیر حاجت روائی کریگا اونکی اللہ اپنے
فضل سے اور اللہ کشایش والا اور جاننے والا ہے اس جا اللہ صاحب نے
نسبت غلامون اور لونڈیون کے جانب مخاطبین کے فرمائی اگر یہ اضافت
عبید کی طرف مطلق مخلوق کے ممنوع ہوتی تو یہ نسبت عبید کے طرف عام آدمیون

کیون فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ یہ نسبت عبد کے طرف سایر مخلوقات کی
صحیح و درست ہے اور یہ جزا کفر ہے کہ وہ جہاد کے درمیان مین گرفتار
ہو کر لونڈی و غلام تمام آدمیون کے ہوے اور مبتذل و محقر ہو کر سر بازار
بک گئے اور اسیطرح پر نسبت عبد کیطرف سایر ابنیا کے مثل عبد النبی و عبد الرسول
جایز و صحیح ہے کیونکہ یہ سو نہین درم ناخریدہ غلام و لونڈی ان حضرات
کے ہین اور اسکی مثال ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ ایک شخص آپ کیخدمت مین
ایک لڑکی کو لیکر آوے اپ اوس سے پوچھی کہ یہ تمہارا لڑکا ہے اور وہ
اوسکے جواب مین یہ کہے کہ یہ آپ کا غلام ہے تو معنی اسکے یہ ٹھہرے کہ آپ کا
خادم ہے نہ یہ کہ آپ کا پوجنے والا اور استعمال اس معنی کا اس مقام مین
مجازی ہے نہ حقیقی اور سابق گذرا کہ منجملہ اقسام نظم قرآن کے ایک حقیقت
ہے دوسرے مجاز کہین معنی حقیقی مراد ہوتے ہین جیسے عبد اللہ و عبد الحارث
مین جیسا سابق گذرا کہ اضافت اول جایز و اضافت دوم ناجایز اور یہ
دو تو اضافت لونڈی و غلام کے طرف آدمیون کے یا اضافت عبد کی
طرف انبیاء و اولیاء کے نسبت مجاز ہے یعنی مراد اس سے خادم ہے و
مدار بخش و سالار بخش وغیرہ یہ سب نام مہمل ہین اس واسطے کہ قاعدہ فارسی
مین بسبب اسم اور امر کو ملا کر ترکیب دیتے ہین تو اوسکے معنی اس فاعل ترکیبی
کے ہوتی ہین اور اس صورت مین یہ معنی ہونگے کہ مدار کا بخشنے والا اسیطرح
فارسی مین دلدوز و جانسوز کے معنی ہین کہ دل کا سینے والا و جان کا جلانیوالا
تو اسجا یہ معنی بالکل غیر مقصود ہے اور التفات طرف معنی غیر مقصود کے
اصلا جایز نہین ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے نام رکھنے والے اکثر جہال ع

وبلے تمیز ہوتے ہین جنکو معنی سے کچھہ واسطہ نہین ہے ونیز علم ونام
مین معنی غیر مقصود ہوتے ہین پس اس صورت مین یہ اعتراض ایسے
نامونپر بے محل ہے اور نہ ایسے نام کے رکھنے والے مشرک ہین اور
اگر بفرضنا ہون بھی تو اوسپر کوئی آیتہ وحدیث چاہیے تاکہ اعتراف
کرکے ان جہال مومنین کو مشرکین مین داخل کرین اور فی زماننا
جہال جو کچھہ کہ اعمال بہ نسبت پیرون وشہیدون وغیرہ کے کرتے ہین
خلاف مشروع ہے اور غیر جائز نہ یہہ کہ شرک کیونکہ شرک عبارت ہے
اس سے کہ مستحق عبادت کا سولے اللہ کے دوسرے کو ٹھرانا جیساکہ
عقائد نسفی وعقائد جلالی مین مذکور ہے یا اونکو واجب الوجود سمجھنا جیسا کہ
خدا تعالے کو سمجھتے ہین اور یہہ مومنین نہ انکو خدا جانتے ہین اور نہ واجب الوجود
اور یہی معنی شرک کے تفسیر کبیر مین صراحتہً مذکور ہے بخلاف مشرکین وکافرین کے
ایک کو دوسرے پر قیاس کرکے حکم کفار ومشرکین کا مسلمانو نمین جاری
کرنا بعید انصاف سے ہے اور نیز تخلیط احکام اصلا شرع مین جائز نہین
قولہ بیچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف مین وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ
بِاللّٰہِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِکُوْنَ - ترجمہ اور نہین مسلمان ہین اکثر لوگ مگر
کہ شریک کرتے ہین یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہین سو شرک مین
گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانیوالا ان لوگون کو کہے کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو
اور افعال شرک کے کرتے ہو یہہ دونون راہین کیون ملائے دیتے ہو
اسکا جواب دیتے ہین کہ ہم تو شرک نہین کرتے ہین بلکہ اپنا عقیدہ انبیا واولیا
کی جناب مین ظاہر کرتے ہین شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیا واولیا پیرواشہید

شہیدون کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یون تو ہم نہین سمجھتے بلکہ اونکو ہم اللہ ہی کا بندہ جانتے ہین اور اوسیکا مخلوق اور یہہ قدرت تصرف کی اوسی نے اونکو بخشی ہے اور اوسی کی مرضی سے عالم مین تصرف کرتے ہین اور انکا پکارنا عین اللہ کا پکارنا ہے اور اونسے مدد مانگنی عین اوسی سے مدد مانگنی ہے اور وے لوگ اللہ کے پیارے ہین جو چاہین سو کرین اور اوسی کی جناب مین ہمارے سفارشی ہین اور وکیل اور اونکے ملنے سے خدا ملتا ہے اور اونکے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم انکو مانتے ہین اوتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہین اور اسطرح کی خرافاتین بکتے ہین اور ان باتونکا سبب یہہ ہے کہ خدا و رسول کی کلام کو چھوڑکر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹھی کہانیون کے پیچھے پڑے اور غلط رسمونکی سند پکڑی اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کرتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتین کرتے تھے اللہ صاحب نے اونکی ایک نہ مانی اور اونپر غصہ کیا اور اونکو جھوٹھا بنایا چنانچہ سورہ یونس مین اللہ صاحب فرماتا ہے وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ اور پوجتے ہین ورے اللہ سے ایسی چیز کو کہ نہ کچھہ فائدہ دیوے و نہ کچھہ نقصان اور کہتے ہین کہ یہہ لوگ ہمارے شفارشی ہین اللہ کے پاس کہہ کیا تم بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہین جانتا وہ آسمانونمین نہ زمین مین سو وہ نرالا ہے انسے جنکو یہہ شریک

بتاتے ہین فائدہ یعنی جنکو لوگ پکارتے ہین اونکو اللہ نے کچھہ قدرت
نہین دی نہ فائدہ پہونچانی کی نہ نقصان کر پہونچنے کی اور یہہ جو کہتے ہین کہ
یہہ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس سو یہہ بات اللہ نے نہین بتائی
پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو کہ اوسکو بتاتے ہو جو وہ نہین جانتا
اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین مین کوئی کسیکا ایسا
سفارشی نہین کہ ماننے اور اسکو پکارنے تو کچھہ فائدہ یا نقصان پہونچے بلکہ
انبیا اور اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار مین ہے انکے پکارنے
نہ پکارنے سے کچھہ نہین ہوتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو سفارشی
بھی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے اقول وباللہ التوفیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امین تھے آسمان و زمین مین اور آپ دعائے
اتباع آنحضرت کا رکھتے ہین اسیکا نام اتباع ہے کہ جو آیتین حق مشرکین مین
ہون اوسکو حق مومنین مین ٹھہراکر اونکو داخل مشرکین کرتے ہین اور آیۃ کریمہ کا
ترجمہ بالرائے فرماتے ہین اور حالانکہ تفسیر بالرائے ہرگز جائز نہین بلکہ فاعل
اسکا مستحق وعید ہے جیساکہ مشکوۃ مین وارد ہے من قال فی القرآن
برایہ فلیتبوأ مقعدہ فی النار ترجمہ جسنے کہا قرآن مین اپنی عقل سے
پس چاہئے کہ ڈھونڈھے اپنی جگہہ بیٹھنے کی آگ مین اور یہہ جو معنی آپ نے لکھا
اس آیۃ کریمہ کی لکھے ہین یہہ تفسیر جدید بالرائے ہے کسی مفسر نے ایسا ترجمہ
نہین کیا کیونکہ آیۃ اول مین مراد مایومن سے صرف اقرار ہے یعنی اقرار نہین
کرتے اکثر ہین مشرکین کے ساتھہ اللہ کے مگر وہ کہ شریک کرتے ہین ساتھہ اللہ
کے جیساکہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے فالمعنی انہم کانوا یعرفون بوجود

اللہ ولئن سألتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ
الا انھم کانوا ینتسبون لہ شریکا فی المعبودیۃ یعنی بیہ ہین کہ تحقیق
مشرکین تھے اقرار کرنیوالی ساتھہ وجود اللہ کے اور اگر پوچھے اے محمد اونسے کسنے
پیدا کیا آسمان اور زمین کو ہر آئینہ کہتے ہین کہ اللہ نے مگر تحقیق وہ لوگ تھے
کہ نسبت کرتے تھے واسطے اللہ کے شریک معبودیت مین اور اوبھی تفسیر مین مذکور ہے
واحتجت الکرامیۃ بھذہ الآیۃ علی ان الایمان عبارۃ عن
مجرد الاقرار وجوابہ معلوم واللہ اعلم انتہی ترجمہ یعنی اور دلیل لاتے ہین
کرامیہ اس آیۃ سے اثبات پر کہ تحقیق ایمان عبارت ہے مجرد اقرار سے
اور جواب اوسکا جانا گیا ہے بیچ کتاب عقائد و کتب کلامیہ کے یہہ معنی
لغوی ہین اور حال معنی اصطلاحی کا مقدمہ مین مذکور ہوا پس مسلمانون کو
تحت اس آیت کے جو شان مین مشرکین کے ہے داخل کرنا مقتضاء آیت
نہین ہے اور اگر مؤمن سے مراد مسلمون ہوتے جیسا مولویصاحب نے
فرمایا تو رب العزت یون ارشاد فرماتا کہ لایشرک اکثرہم باللہ الا وہم مسلمون
کیونکہ ایمان ان مسلمانونکا مقدم ہے انکے افعال پر جسکو مولویصاحب نے
نسبت بشرک کیا اور مراد یعبدون من دون اللہ سے یدعون
لینا جیسا کہ فائدہ مین زیب تحریر ہوا محض خلاف ہے پس مؤمنین تحت
اس آیۃ کے داخل نہین اسواسطے کہ کوئی مومنین سے عبادت غیر اللہ کی
نہین کرتا جیسا کہ ترجمہ اس آیۃ سے ظاہر ہوگا اب تحقیق اس آیۃ کریمہ
ویعبدون من دون اللہ الخ بگوش ہوش سننا چاہیے اللہ تعالی توفیق
خیر دے مسلمانونکو کہ بموجب یستمعون القول فیتبعون احسنہ کی اتباع

تحقیق تغیر کرین ترجمہ آیۃ کریمہ کا یہ ہے اور پوجتے ہین مشرکین اور بت پرست سوائے
اللہ کے اصنام اور بتونکو کہ نہین ضرر پہونچاتے ہین اونکو اور نہین نفع دیتے ہین اونکو
اور یہ کہتے ہین کہ یہ اصنام شفاعت کرنیوالے ہمارے ہین الخ اور یہ معنی اہل
انصاف کے نزدیک دلیل صاف ہے اسپر کہ لفظ ما سے مراد غیر ذوی العقول ہے
خود انبیا اور اولیاء وغیر ذلک اس سے خارج ہین چنانچہ تفسیر بغوی وغیر ذلک من التفاسیر
یہ معنی صاف ظاہر اور ہویدا ہے جسکو شک ہوا وسمین دیکھ لے پس جو مولوی صاحب نے
تحت اس آیۃ کریمہ کے لکھا اصل سے ساقط ہوا اور کچھ حاجت تردید کی نہین اسکی سوا
کوئی اور آیۃ کریمہ واسطے اثبات مطلب کے لانی چاہئے کہ اوس سے شاہد مطلوب مولوی صاحب
کا کسی تشین ہووے ورنہ خرط القتاد سوائے اس مطلب کے اولیا اپنا ہاتھ مارنا ہے مخت
خار دار پر قوله وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ
زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ
كَاذِبٌ كَفَّارٌ ترجمہ اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین ورے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہین کہ
ہم پوجتے ہین انکو سو اسی لئے کہ نزدیک کردین ہمکو اللہ کیطرف مرتبے مین بیشک اللہ
حکم کریگا اونمین اس چیز مین کہ جسمین وے اختلاف ڈالتے ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا
جھوٹے ناشکر کو فائدہ یعنی جو بات یہی تھی کہ اللہ اپنے بندے کیطرف سب سے زیادہ
نزدیک ہے سو اوسکو چھوڑکر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی
نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسیکے سب مرادین پوری کرتا ہے اور سب
بلائین ٹال دیتا ہے سو اسکا حق نہ پہچانا اور اسکا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اوروں سے
چاہنے لگے پھر اس دلی راہ مین اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہین سو اللہ ہرگز انکو راہ نہ دیگا
اور اس راہ سے ہرگز اوسکی نزدیکی نہ پاوینگے بلکہ جون جون اس راہ مین چلینگے تون تون

اس سے دور ہوتے جاوینگے اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے
گو کہ یہی جانکر کہ اسکی سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے
اور جھوٹھا اور ناشکر انتہی۔ اَقُولُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق حاصل آیت یہ ہے کہ کفار
اور مشرکین نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا دوست اور حمایتی اصنام اور بتونکو ٹھہرایا تھا اور
یہہ کہتے تھے کہ پوجنا ہمارا انکو اس غرض سے ہے کہ یہ سب ہمکو نزدیک کرینگے طرف
اللہ کے مرتبہ مین اوسکے جواب مین اللہ صاحب نے فرمایا کہ بیشک اللہ حکم کرتا ہے
انمین اوس چیز کا کہ وہ لوگ بیچ اوسکے اختلاف کرتے ہین بیشک اللہ نہین ہدایت
کرتا ہے اوس شخص کو کہ جو حد سے زیادہ گذرنیوالا ہے اپنے اعمال و افعال مین اور بڑا
جھوٹھ کا بولنے والا یہ آیت بھی حق کفار مین ہے یہ سب جزاے اعمال مشرکین و کفار
کی ہے کیونکہ انکا عقیدہ بتونکے ساتھہ اسطرحپر تھا کہ انکو بڑا اپنا دوست او حمایتی
سمجھتے اور کہتے تھے کہ انکی پرستش مین ہمکو بڑے بڑے مراتب اللہ کے پاس ملینگے اور
انواع انواع کی قربت حاصل ہوگی اسواسطے اللہ صاحب نے پھر کہیان آیت آیندہ
مین سنا دی اور اس آیت کو انبیا اور اولیا سے کچھہ علاقہ نہین اور قیاس انکا
بتون اور بت پرستون پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ انبیا اور اولیا کو اپنا
دوست جاننا اور اونکے احکام کو ماننا عین اللہ کے احکام کو ماننا ہے اور قربت اونکے
موجب قربت اللہ رب العالمین اور باعث حصول مراتب ہے فافہم اور جو کچھہ
مولویصاحب نے اپنے فائدہ مین افادہ فرمایا وہ سب اس سے رد ہوگیا اور آئندہ
زیادہ اس سے تصریح اس توسل کی ظہور مین آویگی قولہ اور اللہ صاحب نے
سورۂ مومنون مین فرمایا قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ
عَلَیْهِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ . ترجمہ کہہ کون ہے

وہ شخص کہ اسکے ہاتھہ مین ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرلیتا ہے اور اوسکے مقابل
کوئی حمایت نہین کرسکتا اگر تم جانتے ہو سو وہی وہمین کہدینگے کہ اللہ ہے پھر کہان
خبطے ہوئے جاتے ہو فائدہ یعنی جب کافرونسے پوچھیے کہ سارے عالم مین تصرف کسکا ہی
کہ اسکے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہو سکے تو وہی یہی کہینگے کہ یہہ اللہ ہی کی شان ہے پھر
اورونکو پوجنا محض خبط ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسیکو عالم مین تصرف
کرنیکی قدرت نہین دی ہے اور کوئی کسیکی حمایت نہین کرسکتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا
کے وقت کے کافر بھی اپنے بتونکو اللہ کے برابر نہین جانتے تھے بلکہ اوسیکا مخلوق اور اوسیکا
بندہ سمجھتے تھے اور اونکو اوسکے مقابل طاقت ثابت نہین کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور
منتین ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اونکو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی کفر و شرک انکا
تھا سو جو کوئی کسی سے یہہ معاملہ کرے گو کہ اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو
ابوجہل اور وہ شرک مین برابر ہے پھر سمجھنا چاہیے کہ شرک اسی پر موقوف نہین کہ کسیکو
اللہ کے برابر سمجھے اور اوسکے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزین اللہ صاحب نے
اپنے واسطے خاص کی ہین اور اونہین اپنے بندونکے ذمہ پر بندگی کے نشان ٹھہرائی ہین
وہ چیزین اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اوسکے نام کا جانور کرنا اور اوسکی منت ماننی
اور مشکل کیوقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر جاننا اور تصرف کی قدرت ثابت کرنی سو
ان باتون سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اوسیکا مخلوق
اور اوسیکا بندہ جانے اور اس بات مین انبیاء اولیاء جن شیطان بھوت پری مین کچھہ
فرق نہین یعنی جس سے کوئی یہہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ انبیاء اولیا سے کرے
خواہ پیرون اور شہیدون سے خواہ بھوت اور پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے
والون پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وے لوگ اولیا انبیا سے یہہ معاملہ

کرتے ہین چنانچہ سورہ براۃ کی گیارہوین رکوع مین فرمایا ہے انتہےٰ اقول وبا للہ
التوفیق سابق اسکی تصریح ہو چکی کہ اقرار مشرکین کا زبانی تھا اور ویسے تصدیق کرتے
تھے اسیواسطے اللہ تعالے نے انکو فرمایا کہ خبطی ہوئے جاتے ہو بخلاف مومنین کے کہ وہ
ویسے تصدیق رکھتے ہین کہ سواے اللہ کے دوسرے کو کب پرستش کرینگے اور اپنا معبود
سمجھینگے پس انکو کفار پر قیاس کرکے داخل مشرکین کرنا خلاف عقل ودانش ودین ودیانت ہے
اور سلمنا کہ اللہ ہی کے ہاتھ مین ہے سب تصرف آسمان وزمین کا اور وہی حمایت کرتا ہے اور
اوسکے مقابل مین کوئی حمایت نہین کرسکتا اسیواسطے اللہ صاحب نے انکو خبطی بنایا
کہ باوصف اس اقرار لسانی کے خبطی ہو کر دیوانونکی طرح تم انکو پوجتے ہو کہ اونہین کسیطرحکا
تصرف نہین ہے بخلاف انبیاء واولیاء کے کیونکہ اونکے تصرفات کی تحقیقات آپکے چچا صاحب
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب خاتم المحدثین نے اپنی بعض کتابون مین لکہا ہے کہ انبیا علیہ
السلام جارحہ نبوت اور اہل بیت رسول اللہ صلعم جارحہ ولایت مین جیسا کہ حضرت نوح
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ انہون نے ساڑہے نوسو برس دعوت کے انمین سے سوائے اسی
آدمی کے اور کوئی ایمان نہ لایا اور انواع انواع کی تکلیف حضرت کو دیتے تھے کہ تمام بدن
زخمی کردیا اوسوقت ناچار ہو کر آپ نے اونکے حق مین بددعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ
مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا ترجمہ یعنی اے رب میرے نہ چھوڑ زمین پر کافرون سے بسنے والا
حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور کہا کہ یانبی اللہ یہ بددعا آپنے حق کفار مین کی
اب نصیب دوستونکی کیا ہے تو آپ نے فرمایا رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ترجمہ
اے میرے رب مغفرت کر میری اور میرے ماں باپ کی اور جو داخل ہو میرے گھر مین ایمان
اور بخشدے مومنین اور مومنات کو اور نہ زیادہ کر بے انصافون کو مگر ہلاکت الہی

تمام انبیاء کے حالات مین واقع ہوا ہے الا نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کہ صفت اونکی
بالمومنین رحیما ہے اپنی امت کی ہلاکت نہین چاہتے جب جنگ احد مین کفار نے حضرت کے دندان
پیشین شہید کیے حضرت عمر رض نے ناخوش ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکے حق مین بددعا کیجیے انحضرت نے
ہاتھ اوٹھا کر ارشاد فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ترجمہ یا اللہ ہدایت
کر میری قوم کو کہ یہ سب انجان ہین یہ سراسر رحمت و رافت جناب سید المرسلین
کی تھی کہ باوصف احتمال ظلم و جفا کفار کے اونکے حق مین بد نچاہا اب حضرت مولفینا
کہ تبع حضرت صلعم کی ہین اسکی خلاف چاہتے ہین کہ ان مومنین کو آیتین کہ حقمین
کفار کے نازل ہوئی ہین اونپر قیاس کرکے داخل جہنم کرین واہ واہ اسیکا
نام اتباع ہے بجز دعوی بے بود کے کیا عرض کیا جاوے اور دیکھیے کہ جب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور غار حرا مین رہے صبح کو عبد اللہ ابن اریقط
دیلمی شتر کو بموجب فرمانے آپ کے حضرت کی خدمت مین حاضر لائے حضرت
اوسپر سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق اونکے ہم ردیف ہوئے اور دوسرے
اونٹ پر عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اریقط سوار ہوکر چلے مکیون نے اس امر کا
اشتہار دیا تھا کہ جو محمدؐ صاحب کو لاوے اوسکو سو اونٹ دینگے چنانچہ سراقہ
بن مالک نے تعاقب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا اور راہ مین جاکر
حضرت سے ملاقی ہوا اور چاہا کہ تیر ترکش سے نکالکر حضرت پر مارے فی الفور
اوسکے گھوڑے کے آگے کے دو پاون زمین مین دہنس گئے اوسنے گھوڑے کو
آواز دی وہ فی الفور نکل گیا اوسنے اپنے دلمین تصور کیا کہ کام میرا اچھا ہوگا
جب پھر سنبھلکر آگے بڑہا اور قریب آنحضرت کے اگر چاہا کہ کچھ ضرب پہونچاوے
حضرت ابو بکر صدیق کہ ہم ردیف آنحضرت کے تھے روتے تھے اور حب رافت

نگاہ کرتے تھے مگر آنحضرت اصلا التفات نفرماتے تھے اور متوجہ الی اللہ تھے
کہ چارون پاؤن اوسکے گھوڑے کے زمین مین دہنس گئے تب اوسنے عرض
کی کہ یا رسول اللہ مین اس حرکت سے باز آیا میرے حقمین آپ دعا فرمایئے کہ
میرا گھوڑا نکل جاوے اوسوقت آپ رجوع بحق ہوئے اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اَطْلِقْ
فَرَسَهٗ اِنْ كَانَ صَادِقًا بمجرد دعا فرمانے آنحضرت صلعم کے گھوڑے نے جست کی
اور باہر آیا اور وقت برآمد کے ایک آواز نہایت سخت دی اوسنے سمجھا کہ کار
محمدؐ کا بالا ہوگا دیکھو کیسے جارحہ نبوت ہین کہ جنسے ایسا تصرف ظہور مین آیا و نیز
حال جارحہ نبوت سنئے کہ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا و علیہ السلام والصلوٰۃ جب
نبویل بادشاہ سے رخصت ہوکر حضرت سارہ کو لیکر جانب مصر چلے چونکہ حضرت
سارہ نہایت حسین تھین خیال اسبات کا آیا کہ یہہ بادشاہ جابر ہے ایسا نہو کہ
کچہہ صدمہ پہونچاوے آپ نے اونکو صندوق مین بٹھلا کر مقفل بند کیا جب قریب
مصر پہونچے تو بواب شہر نے روکا اور روک کر سب اسوال کی تلاشی لی جب نوبت
بصندوق پہونچی آپ نے اونکو روکا نہ مانا اور اونکو بھی ساتھ اپنی بادشاہ کے قریب
لیگئے بادشاہ نے جب دیکھا بعد غسل و تبدیل پوشاک کے خلوت مین لیجا کر دست
درازی کرنا چاہا آپ نے بد دعا دی ہاتھ اوسکا خشک ہوگیا پھر اوسنے عہد کیا
کہ مین ایسا نکرونگا پھر ہاتھ اوسکا حضرت سارہ کی دعا سے اچھا ہوگیا اور حضرت
ابراہیم باہر شہر کے بیٹھے حضرت سارہ کی جدائی سے بہت مغموم اور مہموم ہوکر متوجہ
بحق ہوئے اور فرمایا کہ یارب العالمین جب نمرود نے مجکو دست و پا باندہ کر آگ
مین ڈالا مین نے صبر کیا اب سارہ کو بے دیکھے صبر نہین آتا اوسوقت حضرت
جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بموجب ارشاد اللہ کے حجاب درمیان حضرت

سارہ اور حضرت ابراہیم کے اوٹھا دیا حضرت ابراہیم نے اونکو دیکھا کہ بادشاہ
مصر نے پھر ارادہ دست درازی کا کیا تھا پھر آپ نے بد دعا دی آنکھ سے اندہا
ہو گیا اور ہفت اندام سیاہ ہو گئے بادشاہ نے عرض کیا کہ یا سارہ آپ دعائے
خیر کیجئے مجھسے اب ایسی حرکت نہو گی اونہون نے فرمایا کہ یہ بد دعا میری نہین
بلکہ دعا ابراہیم کی ہے فی الفور بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو بلا کر درخواست کی کہ آپ دعا کیجئے
کہ مین صحیح ہو جاؤن اور پھر ایسی گستاخی نکرونگا آپ نے اوسکے حق مین دعا کی فی الفور
صحیح و سالم ہو گیا و باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور جو کچھہ کہ ارادہ بے حرمتی نسبت
حضرت سارہ کے ظہور مین آیا تھا اوسکے عوض مین حضرت ہاجرہ کو دیا اور بہت سا
مال و اسباب بکمال عزت اور حرمت تمام رخصت کیا چنانچہ حقیقت اسکی بعض
تفسیر مین مذکور ہے دیکھو یہ تصرفات نبی اللہ ہین اگر کوئی کہے کہ یہ تصرفات خدا
کے ہین اور منجملہ معجزات نبی کے ہین اور بلا قصد نبی کے یہہ ظہور مین آتے ہین تو اسمین
آپ کی کیا بزرگی ہے کہو نگا کہ جو کچھہ ہوتا ہے سب بارادہ و حکم خدا کے ہوتا ہے
مگر بظاہر جس سے یہ امر ظہور مین آتا ہے وہ مصدر اس امر سے بزرگ ہو جاتا ہے
اور اوسکو سب لوگ بزرگ اور اچھا جانتے ہین جیسے حضرت ابراہیم اور سائر انبیا
اب حال جارحہ ولایت کا سنئے کہ جب حضرت شرحبیل بن حسنہ مع لشکر
قریب دمشق کے پہونچے قلعہ دمشق کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا اور کفار نے انحضرت
اور اونکی جماعت کو بحقیر سمجھکر عرض کیا کہ آپ کیا کر سکتے ہین فرمایا کہ اللہ کے ایسے
بندے ہین کہ ایک اشارہ مین تمھارے قلعہ کو گرا دیتے ہین اور آپ نے انگشت
مبارک سے اشارہ قلعہ کو فرمایا فی الفور چارون دیوارین گر گئین دیکھو جارحہ
ولایت اسکو کہتے ہین جو تصرف حضرت سے ظہور مین آیا یہہ اللہ ہی کی طرف

اور سواے اسکے بہت سے خرق عادات اور اہل اللہ سے صادر ہوئی ہین
کہ ذکر سب کا منجر بطوالت رسالہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تصرفات نسبت
انبیا علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کے ہین نہ نسبت تینوں کی اور نفی ایک کی
مستلزم نفی دوسری کی نہین اور ہونہین تو بلحاظ اس تصرفات کے کہ جو انبیا اور
اولیا سے صادر ہوئے انکو اپنا معبود نہین سمجھتے اور نہ انکو کوئی پوجتا ہے بخلاف
مشرکین کے کہ وہ سب انکو پوجتے ہین اور اپنا معبود سمجھتے ہین اور نفی معبود باطلہ کی
انکی کلمہ سے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے خود ظاہر و آشکار ہے
کہ کوئی مستحق عبادت نہین سواے اللہ کے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے لہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ مجرد اقرار اس کلمہ کا ساتھ
تصدیق قلبی کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے دخول جنت کے
وافی و کافی ہے اور یہی ایمان ہے جیسا کہ تمام کتب عقائد مین مذکور ہے اور نزدیک
امام صاحب کے اعمال جزو ایمان نہین اور اگر کوئی مستحق عبادت کا انبیا و اولیا و امام کو جانے
اور واجب الوجود سمجھے وہ بیشک مشرک و کافر ہے اور بموجب آیہ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ کے یعنی
اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور طلب کرو اللہ صاحب کیطرف وسیلہ اور جہاد کرو بیچ راہ
اوسکے شاید کہ تمہارا بھلا ہو اگر اللہ صاحب سے بوسیلہ انکی دعا کرے تو بیشک دعا قبول
ہوگی جیسا کہ حدیث مشکوۃ شریف مین آیا ہے کہ حضرت کے زمانہ مین صحابہ کرام بوسیلہ
آنحضرت کے نزول باران چاہتے پانی برستا بعد اسکے صحابہ بوسیلہ چچا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے دعا مانگتے تو انکی برکت سے پانی برستا اب اگر مسلمان بھی اسیطرح کی
دعا کرین تو کیا قباحت ہے اور اگر خود بنفس نفیس ان حضرات سے دعا مانگین تو البتہ شرع مین جائز نہین اور

قیاس ان حضرات کا بتون پر قیاس مع الفارق ہے اسواسطے کہ اصنام سب نجس
ہین اونمین کسیطرح کی بزرگی نہین اور یہہ حضرات متبرک اور پاک ہین اب ایک کو
دوسرے پر قیاس کر کے نسبت شرک اور کفر کیجانب مسلمین کی کرنا گردن زدنی
کی مارنی ہے کیونکہ اللہ صاحب نے بتون کے حق مین یہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ یعنی پرہیز کرو تم ناپاکی سے کہ وہ سب بت ہین اور ان
حضرات کے حق مین یہہ فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ
الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا یعنی اللہ چاہتا ہے کہ لیجاوے تمسے ناپاکی کو اے
اہل بیت اور پاکیزہ کرے تمکو حق پاکیزگی کا تو وسیلہ پاکونکا موجب نجات ہے اور
سبب حصول مقاصد اور پاکون کو ناپاک پر قیاس کر کے احکام اونکا اونپر جاری
کرنا پاکون سے بہت بعید ہے اور نیز یہہ حضرات تو مظہر تصرفات ہین اور سوا ے
انکے اصنام مظہر مہلکات اور غیر کو سجدہ خواص نہین کرتے اور عوام تو کالانعام ہین
اگر سجدہ کرین تو حرام ہے نہ شرک جیسا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے ذیل آیہ
فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ کے تحریر فرمایا بحث دوم آنکہ حقیقت سجدہ پیشانی بر زمین
رسانیدن ہست و این معنی در شرع برای غیر خدا جائز نیست و در انجا قبل از نزول آیہ

این فعل برای حضرت آدم علیہ السلام امر فرمودہ اند و چہ این امر چیست جوابش
آنکہ پیشانی را بر زمین رسانیدن بچند طریق واقع می شود یکی آنکہ برای ادای عبودیت
باشد و این نحو در جمیع ادیان و جمیع ملل برای غیر خدا حرام و ممنوع و بیچگاہ جائز نشدہ
زیرا کہ از محرمات عقلی است و محرمات عقلیہ بتبدیل ادیان و ملل متبدل نمی شوند
لیکن آنکہ این نوع تعظیم مشعر نہایت تذلل است و غایۃ تذلل برای کسی سزاوار است
کہ در غایۃ عظمت باشد و غایۃ عظمت آنست کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت

حق است در هیچ مخلوقی یافته نمی شود دوم آنکه برائے تکریم و تحیه باشد مانند سلام
و سر خم کردن و این معنی باختلاف رسوم و عادات و تبدیل ازمنه و اوقات مختلف
است گاهی جائز است و گاهی حرام در امتهاے سابقه جائز بود چنانچه در قصه حضرت
یوسف علیه السلام و اخوان ایشان واقع شده که خرّوا له سجّدًا و در شریعت ما این طریق هم
فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است بدلیل احادیث متواتره که درین باب وارد شده و سجود
فرشتگان برائے حضرت آدم علیه السلام همین طریق بود اور کسیکے نام کے جانور ذبح کرنیسے کیا
مراد ہے آیا یہ کہ وقت ذبح کے نام غیر اللہ کا لینا مثلاً یہ کہنا بسم اللات والعزی تو بیشک حرام ہے
اور گوشت اوسکا مردار اور اگر یہ مراد ہے کہ کسیکے نام سے جانور کو مشہور کیا پس باسم اللہ ذبح
کیا جاوے تو حلال ہے جیسا کہ تمام تفاسیر مین مثل بیضاوی و احمدی و تفسیر کبیر و تفسیر
جلالین وغیرہ کی لکھا ہے ورنہ حرام اور جبکہ اسطرح کا ذبیحہ نزدیک اکثر مفسرین کے حلال ہی
تو اختلاف بعض سے حرام نہین ہو سکتا اسکو حرام و شرک کہنا زیادتی علی الکتاب ہے
اور منتین ماننے کے اقسام مین اگر اس طور سے منت ماننے کہ یا اللہ اگر ہمارا مریض صحیح ہو
تو اس قدر توشہ پر فاتحہ شیخ عبد الحق ردولوی علیه الرحمه کا کر کے محتاجونکو دینگے
اور ثواب اسکا شیخ کی روح کو بخشینگے اور کچھ خود بھی کھاینگے تو بلاشک و شبه درست ہے
کہ یہ جاننا خدا ہے ہی نہ شیخ ہے اور ثواب پہونچانا کسی دوست خدا کو باعث رضائے
خدا ہے نہ باعث گناہ و شرک اور فاتحہ کا جواز تو آپ کے چچا صاحب نے کہ محدث
دہلوی ہین اپنی تفسیر مین جائز رکھا ہے اور کوئی شخص انبیا و اولیا کو سوا خدا کے
حاضر و ناظر نہین سمجھتا اور جو سمجھے تو اوسکا حکم وہی ہے کہ مولوی صاحب نے تحریر فرمایا
اور حال تعرضات کا بالا گذرا قوله اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا

اِلٰهًا وَّاحِدًا سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ترجمہ ٹھہرایا اونھون نے مولویونکو
اور درویشونکو اپنا مالک ورے اللہ سے اور مسیح مریم کے بیٹے کو حالانکہ انکو تو
حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی نہین کوئی مالک سواے اللہ کے سو
وہ نرالا ہے انکے شریک بنانے سے الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْق یہہ افعال
یہود و نصاری کے تھے کہ یہود نے حضرت عُزیرؑ کو بیٹا اللہ کا کہا اور نصاری نے
حضرت مسیح کو بیٹا اللہ کا ٹھہرایا چنانچہ ذکر اوسکا سابق گذرا اور اہل سنت نے اصلا
کسی دانشمند اور علما کو یا کسی درویش کو اپنا رب نہین بنایا سُبْحٰنَکَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ اور یہہ جو کچھہ افراط و تفریط انسے اعمال مین ظہور مین آتی ہے عادی
ہے نہ اعتقادی اسواسطے کہ جب انسے کچھہ پوچھئے کہ تم غیر اللہ کو عبادت کرتے ہو
تو جواب مین اسکے یہہ کہتے ہین کہ ہم یہہ بات نہین کرتے بلکہ ہم اللہ ہی کو معبود
مطلق جانتے ہین مگر چونکہ سب لوگ ایسی تعظیم و تکریم کرتے ہین ہم بھی ایسا کرتے
ہین اور اگر برا ہو تو ہم چھوڑ دین چنانچہ اکثرون نے جب اوسکی برائی جانی چھوڑ دیا
اور جو گرفتار نفس و ہوا کے مکر و دام شیطان مین گرفتار ہے اور سابق گذرا کہ یہہ
سب کبائر ہین اور اوسکی واسطے اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ
الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ترجمہ کہہ تو اے بندے
میرے کہ جو حد سے گذرے اپنے اعمال مین انکو ارشاد ہوتا ہے کہ نا امید مت ہو رحمت
اللہ سے بتحقیق اللہ بخشیگا سب گناہ تمہارے بتحقیق اللہ مغفرت کرنیوالا ہے
اور رحم والا اور جو ترجمہ مولویصاحب نے ذیل مین اس آیہ کریمہ اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَهُمْ الخ کے لکھا وہ خلاف ہے اسی جہت سے تمام مومنین کو مشرک ٹھہرایا

کیونکہ جو تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ تابعداری کی اونہون نے
علما اور درویشونکی حرام کرنے اوس چیز مین کہ جسکو اللہ تعالے نے حلال کیا تھا
اونپر اور حلال کرنے اوس چیز مین کہ جسکو اللہ تعالے نے حرام کیا تھا اونپر یا یہہ
اطاعت کے سجدہ کرتے مین اونکو اور کہا مسیح ابن مریم کو بیٹا اللہ کا اور حکم کئے
گئے تھے یہہ لوگ مگر اسقدر کہ پوجین اللہ کو یعنی معبود اونہون نے معبود برحق مگر اللہ پاک ہے وہ اللہ
اوپر تر ہے اوس سے کہ اوسکا شریک کرتے ہین پس مطلب انکا یہ ہے کہ وہ سوا اللہ کے
کسیکو اپنا خدا نہین کہتے اور جو چیز کہ اللہ صاحب نے اوسکو حلال کی ہے علما اور
درویشون کے کہنے سے حرام کہتے ہین اور جس چیز کو حرام کیا ہے حلال پس شرک کہنا
بعید از فہم و فراست و دور از عقل و کیاست ہے اور جو سند سورہ مریم سے
لاتے وہ سب راست و بجا ہے مگر مورد اسکے وہی یہود و نصاری ہین کہ جو یہہ کہتے
تھے قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی وہ سب کہ لیا اللہ نے ولد اوسکے جواب مین
اللہ تعالے نے سورہ مریم مین ارشاد فرمایا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝
وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ ترجمہ تم آگئے ہو بھاری چیز مین ابھی آسمان پھٹ پڑین اس بات سے
اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑین پہاڑ ڈھ کر اسپر کہ پکارتے ہین رحمن کے نام پر
اولاد اور نہین لایق ہے رحمن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہین آسمان اور
زمین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہو کر اوس پاس اونکا شمار ہے اور
گن رکھے ہے اونکی گنتی اور ہر کوئی اونمین آویگا اوس پاس قیامت کے

قیامت کے دن اکیلا ط اب معتقدین حضرت مولوی صاحب ملاحظہ فرمادین
کہ کون مسلمان ہے جس نے ٹھہرایا اللہ کے واسطے لڑکا اور کس فقیر و دانشمند
کو اپنا خدا کہا اور یہ جو فرمایا یعنی کوئی فرشتہ و آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ
نہین رکھتا بیشک اس جنس غلامی مین کہ عبارت بندہ و بندگی سے ہے سب
شریک ہین مگر رتبہ مین متفاوت جیسے انسان کہ اسکا رتبہ اور ہے اور فرشتونکا
اور اسواسطے کہ خواص بشر رتبہ مین زاید ہین خواص ملائک سے اور عوام
بشر رتبہ مین گھٹکر ہین عوام ملائک سے جیسا کہ کتب عقاید مین مذکور ہے اور
حال تصرفات کا بھی سابق مذکور ہوچکا ہے ہان اگر کوئی مخلوق کسی مخلوق
کو اللہ کے برابر ذات و صفات مین سمجھی تو بیشک وہ مشرک ہے مثلاً
ایک صفت علم ہے کہ کسی بشر کو برابر خدا کے علم نہین مگر جسکو جسقدر علم عطا ہو
وہ اللہ او سکو جانتا ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے آیۃ الکرسی مین ارشاد
فرمایا ہے یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ
بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ط ترجمہ جانتا ہے اون اشیا ؤنکو کہ جو
سامنے اوس کے ہین اور پیچھے اوسکے اور نہین احاطہ کرتے ہین ساتھ کسی
شئے کے علم اوس کے سے مگر وہ چیز کہ چاہا اللہ صاحب نے **فائدہ**
اس آیت سے جانا گیا کہ اللہ کے علم کے برابر کسیکو احاطہ علمی نہین مگر اوسقدر
کہ اللہ نے چاہا اور عطا کیا اور اسیطرح جیسا اللہ کی قدرت کے برابر کسیکو
قدرت نہین مگر جسکو قدرت عطا فرمائی بیان ان سب کا آیندہ مذکور
ہوگا منتظر رہنا چاہیے **قولہ** اور اس کے تبضہ مین ہر چیز ہے کچھ مقدور
نہین اسکا اور وہ ایک آن مین آپہی تصرف کرتا ہے کسیکو کسی کے قابو

مین نہین دیتا اور رہہ کوئی اپنے معاملہ مین اسکے روبرو اکیلا اکیلا حاضر
ہونیوالا ہے کوئی اسکا وکیل وحمایتی نہین بنے والا ان مضمون کی آئین
قرآن شریف مین اور بہی بیسیکرون ہین جس نے ان دو چار آیتون کی
بہی معنی سمجہ لیے وہ شرک و توحید کے مضمون سے خبردار ہوگیا۔
اقول باللہ التوفیق پوشیدہ نرہے یہ بات کہ ہرچند آدم و ملائکہ وانبیا
واولیا اور سوا اُنکے بہ نسبت اللہ کے سب عاجز و بے مقدور ہین
اور فاعل حقیقی وہی ہے مگر بجہت صدور خوارق عادات اور کرامات یا
معجزات کہ انبیا علیہم الصلواۃ والسلام سے صادر ہوئی یہ سب عطایا ے
رب العزت ہے کہ انبیا واولیا اور دیگر مقربین کو عطا ہوئین اور اور ونکو
ایسی قدرت عطا نہوئی حقیقت مین وہ مصدورات خدا سے ہے مگر
مجازاً نسبت اسکے طرف انبیا واولیا کے کیجاتی ہے کہ یہ معجزہ فلانی نبی کا ہی
اور یہ کرامت فلانے ولی کی ہے اور انہین امور سے مراتب انبیا واولیا
کے معلوم ہوتے ہین اور دوسرے اشخاص حصول ان مراتب سے قاصر
و بیمقدور ہین اور اس مین بہی کچہہ شک نہین کہ ایک ایک مین تصرف اوسیکا
ہے لیکن بسبب ظہور ان تصرفات کے مظہر تصرفات اور مظہر حق اور
مظہر عون کہلاتے ہین اور سوا اُنکے کفار کے معبود کہ اونکو اللہ تعالی
نے اتنی بہی طاقت نہین دی کہ اپنی مکھی آپ سے دور کرین جیسا اللہ صاحب
نے سورہ حج مین فرمایا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَا
سْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ
یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ

شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ
یعنے اے لوگو ایک کہاوت کہی ہے اوسکو کان رکھو جنکو تم پوجتے ہو اللہ
کے سوا ہرگز نہ بنا سکین ایک مکھی اگرچہ ساری جمع ہون اور اگر کچھ
چھین لے اونسے مکھی چھوڑا نہ سکین وہ اوس سے بودا ہے چاہنے
والا اور جنکو چاہتا ہے یہ حال ان کفار کے بتون کا ہے کہ وہ لوگ
طاقت اسکی نہین رکھتے کہ کسی ادنی سے ادنی مخلوقات کو مثل مکھی کے
پیدا کرین اگرچہ سب یہ لوگ متفق اور مجتمع ہون خلقت مین توبھی یہ بات
نہین ہوسکتی اور اگر مکھی بھی کچھ چاٹ جاوے تو نہ چھین سکین بخلاف اور
مظاہر الٰہی کے کہ جنکا سابق مین ذکر ہوا اور ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ صاحب
نے سورہ آل عمران مین نسبت بعض مظاہر حق و مظاہر تصرفات کے ارشاد
فرمایا ہے۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ
بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ
فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى
يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ
وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَ
رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ
فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ

ترجمہ جب کہا فرشتون نے اے مریم اللہ تجکو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کے جسکا نام مسیح عیسی مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا مین اور آخرت مین اور نزدیک والون مین اور باتین کریگا لوگونسے جب ما کے گود مین ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا او نیکبختون مین ہے بولے اے رب کہان سے ہوگا مجکو لڑکا او مجکو نہین ہاتھ لگا کسی آدمی نے کہا اسیطرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اسکو کہ ہوجا وہ ہوتا ہے اوسکہا ویگا اوسکو کتاب او کام کی باتین اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کے طرف کہ مین آیا ہون تم پاس نشان لیکر تمہارے رب کا کہ مین بنا دیتا ہون تمکو مٹی کی صورت جانور کی پھر اوسمین پھونک مارتا ہون تو وہ ہوجاوے اوڑتا جانور اللہ کے حکم سے او چنگا کرتا ہون جو اندھا پیدا ہوا او کوڑھی او جلاتا ہون مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہون تمکو جو کہا کر آؤ او جو رکھہ آؤ اپنے گھرون مین اسمین نشانی پوری ہے تمکو اگر تم یقین رکہتے ہو آپ مقلدین مولوی صاحب کے ملاحظہ کرین او نظر غور دیکھین کہ کیسی کیسی قدرت اللہ صاحب نے اپنے نبیون کو عطا فرمائی ہے اور آپ تو فرماتے ہین کہ اللہ کے دینے سے بھی قدرت نہین ہوتی ایسا اعتقاد رکھنا بھی عناد ہے او حق پوشی ہے لَنِعْمَ مَا قَالَ اولیا را ہست قدرت از الہ + تیر جستہ بازمی آرد ز راہ اور دیکھین کہ اللہ صاحب نے اپنے بندونکو

کیسی کیسی قدرتین عطا فرمائی کہ جسکا بیان حضرت قرآن مین موجود ہے
جسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے واسطے لانے تخت بلقیس کے حکم فرمایا
اور ارشاد کیا سورہ نمل مین قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا
قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ
قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ط وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝
قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ
يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا
مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ط وَمَنْ شَكَرَ
فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ط وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝
ترجمہ بولے اے دربار والو تم مین کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت
پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہوکر بولا ایک رکس جنون مین
سے مین لا دیتا ہون وہ تمکو پہلے اس سے کہ تم اوٹھو اپنی جگہہ سے اور مین اوسکے
زور رکھتا ہون معتبر بولا وہ شخص جسکے پاس تہا ایک علم کتاب کا مین لا دیتا ہون
تمکو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تمہارے طرف تمہارے آنکھہ پھر جب دیکھا
وہ دہرا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے میرے جانچنے کو کہ
مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی
ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہی نیکذات حضرت مولوی صاحب نے
اپنے ترجمون مین پاکون اور ناپاکون کو برابر کرکے حکم ایک کا دوسرے پر
جاری کیا اور صاحبان ان نعمتون کے شکر گذار تھے اور ناپاک لوگ تو کافر
نعمت ہین وہ کیف شکر گذاری کرتے ہین سواے کفران نعمت کے دیکھو

ان دونون نے لفظ انا اور انی ارشاد فرمایا کہ مین ایسا ایسا کرتا ہون اور
کرونگا اور اوسی فرعون باغی اور طاغی نے یہی کہا۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی
دیکھو دونون انا مین کچھہ فرق ہے یا نہین اور جو فرق کرتے ہین وہ یہہ فرماتے
ہین ف این انا ۔ رحمت اللہ ازو فا ✣ ان انا ر لعنت اللہ ازقفا ✣
لکہ اب یہ بات تحقیق کیا چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزین
اپنے واسطے خاص کر رکھی ہین کہ اس مین کسیکو شریک نہ کیا چاہیے سو وے
باتین بہت ساری ہین مگر کئی باتونکا اس مقام مین ذکر کرنا اور اونکو قرآن
و حدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے باقی باتین ان پر قیاس کرکے لوگ سمجھہ
لین سو اَوّل بات یہ کہ ہر جگہہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت
رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے مین ہو یا اوجالے مین آسمانون
مین ہو یا زمین مین پہاڑون کی چوٹی پر ہو یا سمندر کے تہ مین یہ اللہ ہی کی
شان ہے اور کسیکی یہ شان نہین سو جو کوئی کسیکا نام اوٹھتے بیٹھتے لیا کرے
اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ مین اسکی دہائی دیوے
اور دشمن پر اوسکا نام لیکر حملہ کرے اور اوسکے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے
یا اوسکی صورت کا خیال باندھے اور یون سمجھے کہ جب مین اسکا نام لیتا ہون
زبان سے یا دل سے یا اوسکی صورت کا یا قبر کا خیال باندھتا ہون تو وہین
اوسکو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی بات میری چھپی نہین رہسکتی
اور جو مجھپر احوال گذرتے ہین جیسے بیماری یا تندرستی کشایش اور تنگی
مرنا اور جینا غم اور خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے
مونہہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل مین

گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے تو ان سب باتوں سے شرک ہو جاتا ہے
اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں اسکو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ
کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہوتا ہے
خواہ یہ عقیدہ اولیا انبیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام امام زادے
سے خواہ بھوت پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے
ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا

اقول وباللہ التوفیق - فقیر کے نزدیک یہ سب مسلم اور راسپر ایمان ہے
مگر حق سبحانہ تعالی اپنے وسعت علمی سے جب کوئی بندہ مشکل کے وقت نام
اوس کے حبیب کا زبان پر لاتا ہے اور اوسکو یاد کرتا ہے مثلاً کہتا ہے
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فی الفور حق سبحانہ تعالی اوسکا پکارنا سنکر
حل مشکل کرتا ہے کما فی حصن الحصین وَاِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَلْيَذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ
اِلَيْهِ - ترجمہ اور جب سو جاوے پاؤں کسیکا بس چاہیے کہ یاد کرے بہت
پیارے آدمیوں میں سے طرف اپنی نقل کے یہ موقوفاً ابن سنی نے اور
ظفر جلیل میں تحت الفائدہ یہ لکھا ہے کہ یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہووے
خوشی نزدیک اوسکے پس کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب سے زیادہ
محبوب ہیں کذا ذکرہ العلی اور کتاب فضائل اہلبیت اور اصحاب میں یہ لکھا
ہے کہ جب کسی صحابی کا پاؤں سو جاتا وہ کلمہ یا رسول اللہ کا کہکر پاؤں پر
طمانچہ مارتے فی الفور جھونجھنی رفع ہو جاتی یہ برکت اسمی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با وصف علم وسیع کے اپنے اصحاب
کو ذکر محبوب ترین کا آدمیوں سے تعلیم فرمایا اور کلمہ احب الناس کا عام ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہون یا دوسرے انبیا اور اولیا مثل سیدنا عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیر ذالک اور اس جا آنحضرت نے فلیذکر اللہ نفرمایا
اور اگر یہ وجہ ہوتی جو مولوی صاحب نے فرمائی تو ضرور آنحضرت فلیذکر اللہ
فرماتے کیونکہ اللہ صاحب نے اونکو پیدا کیا اور اونکی واسطے ہیجدہ ہزار عالم
ظہور مین لایا پس اللہ کو چھوڑ کر کہ خالق سب کا ہے ذکر احب الناس کیون تعلیم
فرماتے شاید یہ حدیث مولوی صاحب کے نظر سے نہین گذری اور کیونکر نہ
گذری ہوگی اسلیے کہ مولوی صاحب بڑے محدث مسلم الاجتہاد اس زمرہ کے
ہین مگر اسیواسطے اوخال مومنین کے زمرہ مشرکین مین اغماض کرتے
ہین اور بقلم خود انصاف ہے عجب کہ اونکی اشکل یعنی سوجانا پانؤن کا کھو
مارنے سے یا پانؤن کو زمین پر رفع ہوجاتے ہی تو بڑی بڑی مشکلون مین
انبیا اور اولیا کہ وہ مظہر الٰہی اور مقصود کون ہین اونکے نام کا ختم پڑھنا کیونکر
قوی التاثیر اور سریع الاثر ہوگا گو وہ نہین یا نہین اور سننا کتاب سے
ثابت ہے کتاب مدارج النبوۃ مین لکھا ہے اور ترجمہ اوس عبارت کا خوفا
للطوالت لکھا جاتا ہے کہ طبرانی معجم صغیر مین حدیث میمونہ سے نقل کرتا ہے اور
کہا کہ سنا مین نے ایک رات آنحضرت سے لبیک لبیک تین مرتبہ جس جگہہ کہ
وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے نصرت نصرت تین مرتبہ جب باہر تشریف
لائے عرض کیا مین نے یا رسول اللہ کسی بات کرتے تھے آپ آیا تھا کوئی کہ بات
کرتے تھے اوسکے ساتھ فرمایا کہ یہ خبر بنی کعب تھی خدا سے کہ مجھ سے مدد چاہتا
ہے اور کہتا ہے کہ قریش نے مدد بنی بکر کے کیا حتی کہ میرے سینہ ہو ڈالکر لاتے
اور بعد تین روز کے عمرو ابن سالم خزاعی مع چالیس سوار کے مکہ معظمہ

مدینہ منورہ مین آیا آنحضرت کو اوس واقعہ سے خبر دی جو واقعہ ہوا تہا اور استغاثہ
اور استنصار کیا اوسوقت آنحضرت اوٹھے کہینچتے ہوے چادر مبارک کو زمین
پر اور فرماتے تھے کہ فتحیاب نہوگا جب تک کہ مین مدد نہ دونگا تمکو اوس چیز
مین کہ اوسمین اپنے نفس کو مدد دیتا ہون انتہی اس بیان سے یہ بات ثابت
ہوئی کہ اعانت و نصرت چاہنے نبینا صلعم سے وقت مشکل کے حالت غیبت
مین صحیح و درست ہے۔ یہ حال سماعت آنحضرت کا حال حیات مین تھا
اور نہ سننا آنحضرت کا بعد وفات کے کسی کتاب سے ثابت نہین بلکہ
ظاہر امر خلاف اوس کے ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین ارشاد
فرمایا ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور یہہ آیہ کریمہ صاف
دال ہے اس بات پر کہ اللہ جسکو چاہے اہل قبور سے سنا دے پس آنحضرت
کہ تمام عالم سے اعلی اور اجل ہین اور اپنے قبر مین زندہ موجود ہین اگر حال
سے وقوف اور اطلاع پاوین تو ہوسکتا ہے فقط تمام لینا انبیا علیہم السلام
کا وقت مشکل کے واسطے کفایت مہمات کے کافی ہے جیسا سابق مذکور ہوا اور
وہ مشکل عام ہے اس بات سے کہ بیماری ہو یا اور مشکلات ظاہریہ اور باطنیہ
اور سر اسمین یہ ہے کہ یہ بزرگوار مظہر حق ہین اور ظاہر مظہر سے جدا نہین۔
ولنعم ما قال + مردان خدا خدا نباشند + لیکن ز خدا جدا نباشند +
یہ معجزات جو کچہہ آپ سے ظہور مین آے متعلق بذات آنحضرت تہے حالت
حیات مین لیکن اسماء انبیا اور دیگر اولیا کہ صدور کرامت کا اون سے
بہت ظہور مین آیا جیسے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ و سیدنا شیخ عبد القادر
جیلانی کہ یہ لوگ ظلال ذات ہین وقت مشکل کے اور وقت حملہ کے دشمن پر

اور اونکی دُہائی دیتے بلا کے مقابلہ مین اور نام اونکا اوٹھتے بیٹھتے لینا اور
اونکے نام کا ختم پڑھنا یا اونکے صورت کا خیال باندھنا یہ سب داخل تحت
فلیذکر احب الناس الیہ کے ہے کیونکہ ذکر عام ہے کہ زبان سے ہو یا دل سے
یا بتصور و فکر کہ یہ سبب بلا کو ٹالتا ہے اور تفصیل اوسکے ازالہ انیدہ سے
آشکار ہے الازالۃ الاوسائل فی تفریق المظاہر الحقۃ من الانبیاء والاولیاء
والباطلۃ من الطواغیت والاصنام وغیرہا جاننا چاہیے کہ جو کچھ عالم مین
پنہان وآشکار ہے یہ سب آثار مبدء آثار ہے اور اس بات کا سواے
دہریہ کے سب کو اعتقاد اور اقرار ہے اور دلیل اسپر وجود معمار واسطے
بنا اور مکان کے کالشمس علی النصف النہار ہے انمین سے حضرت انسان
کہ خلقت انکی احسن التقویم فی الکتاب المبین ہے اور اہل اسلام کو اسپر
اعتقاد اور یقین ہے اور قرآن سے خلافت اوسکی ثابت جیسا کہ سورۂ
بقرہ مین فرمایا رب العزت نے واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض
خلیفۃ اور کہنا اونکا قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن
نسبح بحمدک ونقدس لک اور جواب دینا اللہ صاحب کا اونکو قال
انی اعلم ما لا تعلمون یہ اشارہ ہے اسطرف کہ ہم انسان کو ایسا جامع کمالات
اور مدرک کلیات وجزئیات ظہور مین لاوینگے کہ مظہر اور پرتو ہمارے
صفات اور اسماء اور افعال کا ہوگا اور سر تا قدم ادراک چنانچہ اسپر حدیث
جو مشکواۃ شریف مین مذکور ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ شاہد عادل اور
برہان کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولاد آدم بہت سے مظہر حق وجزو
برکت ا: ربت سے مصدر فیوض وعون ہین اور کتنے گونگے بہرے

اندہے انجان بے عقل و منظہر باطل ہین قسم اول جیسے انبیا علیہم التحیہ والسلام
کہ جملہ مظاہر حق و مرآت جمال مطلق ہین کیونکہ جو صفات کاملہ اور اسما اور
افعال رب العزت مین موجود ہین آثار اوس کے سب اُنمین جلوہ گر ہین
جیسے حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام کہ یہ
سب آثار اوسکے صفات اور اسما اور افعال کے ان مظاہر مین موجود
ہین بخلاف قسم ثانی کے اور نسبت قسم اول کے بہ نسبت جناب باری کے
ایسی سمجھنی چاہیے کہ وہ بمنزلہ بحر قلزم اور دریاے لاساحل کے ہے اور
انمین سے بعض دریا اور بعض نہار اور بعض جدول اور بعض چشمہ کہ
یہ سب اتصال اور قرب بحر لاساحل سے رکھتے ہین اسیطرح سے حال عامہ
مومنین کا کہ وہ اتباع اور پیروی صالحین کرتے ہین اور صالحین اتباع
پیغمبر صلعم کے اور پیغمبر صاحب اللہ صاحب کے مطیع اور فرمانبردار
ہین اور بموجب آیہ کریمہ اللہ ولی المومنین کہ وہ سورہ آل عمران مین
موجود ہے اللہ سب مومنین کا دوست ہے اور پکارنا دوست کا دوست
کو وقت مشکل کے خوش آتا ہے مثلاً ایک شخص نبیا صلعم کو پکار کر اپنی عاجزی
اور معصیت بیان کرے اور اون سے مدد چاہی تو اللہ فی الفور اوسکے
حاجت پر مطلع ہو کر حاجت روائی اوسکی کرتا ہے اور یہی معنی ہین مظہر
حق اور مظہر عون کے کہ اللہ تعالی ان صور تو مین مشکل اوسکی آسان
کرتا ہے بخلاف اصنام اور بتون کے کہ مظہر باطل اور شیطان ہین اور
اومین شیطان حلول کرکے ایک عالم کو قبایح اور برائیون مین ڈالتا ہے
اور راہ راست سے بہکا کر ایک عالم کو کفر اور شرک مین مبتلا کرتا ہے

نعوذ باللہ من ذالک اور نسبت انکے یہ نسبت بحر لاساحل کے نسبت حقیر اور
اور کٹرے کی ہے کہ وہ قلتین سے بھی کم ہو کہ بعد بڑہنے دریاے لاساحل
اور اوسکے گھٹنے کی جو کچھ پانی حقیر اور گڑہون مین رہ جاوے کہ اصلا اوس
سے منفعت شرعا ممکن نہین کما قال السعدی علیہ الرحمۃ + ہمیلان جو برنگیرد قدیم +
وجودیست بے منفعت چون عدم + اور یہی معنی ہے اس آیہ کریمہ کے و
یعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاءنا عند اللہ
قل اتنبؤن اللہ بما لا یعلم فی السموات والارض سبحانہ وتعالی عما یشرکون پس
ایسا مظہر قبح کے پکارنیوالے تمامہ شرک ہین نہ مظہر حسن اور زین کے پکارنے
والے کیونکہ وہ برابر علم خدا کے کسی کے علم کو نہین سمجھتے اور جو سمجھے وہ مشرک
ہے اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پکارنا عند الشرع دو قسم ہے ایک
پکارنا خدا کا کہ وہ حاضر و ناظر ہے سنتا اور دیکھتا اور دوسرے قسم ندا
نداے مومنین ہے اللہ کے دوستونکو جیسا ابھی گذرا والا لازم آویگا کہ التحیات
کا پڑہنا کہ اوس مین پکارنا نبی کا موجود ہے جیسا آئندہ آویگا شرک فی العبادۃ
اور وہ اصلا جایز نہین فافہم اور ظفر جلیل مین ہے وان ارادعونا فلیقل
یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ترجمہ اور جو چاہے
مدد غیبی اللہ تعالی کے جانب سے کسی امر مین پس چاہے کہ کہے اے بندو
خدا کے مدد کرو میرے اے بندو خدا کے مدد کرو میری اے بندو خدا
کے مدد کرو میری نقل کے یہ طبرانی نے اپنے فائدہ مین فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب کوئی چیز گم کرے یا چاہے مدد اور حال یہ کہ وہ ایسی زمین
مین ہو کہ کوئی ہمنشین اوسکا نہین ہے پس چاہے کہے یا عباد اللہ اعینونی

پس اللہ تعالی کے بندے ہین کہ ہم نہین دیکھتے کذا ذکر العلی والفخر
یعنی اسیطرح ذکر کیا علی اور فخر نے وقد جرب ذالک ترجمہ یعنی تحقیق تجربہ
کیا گیا ہے یہ امر نقل کی ہے یہ طبرانی نے فایدہ مین قول راوی کا ہے
اور میرک شاہ نے بعض علمار ثقات سے نقل کی ہے کہ یہ حدیث حسن
ہے اور محتاج ہین طرف اس کے تمام مسافر اور مشایخ سے روایت کی
گئی ہے کہ یہ مجرب ہے اس مقدمہ مین اور نزدیک سے ساتھہ اوسکے
فتح مقصود پر اسیطرح ذکر کیا ہے فخر اور علی نے اور پہلے اس کے
ظفر جلیل شرح حصن حصین مین لکہا ہے واذ انفلتت دابتہ فلینادِ
اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ ترجمہ اور جب بہاگ جاوے جانور کسی کا
پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میرے اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزار نے
ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے اس کے ساتھہ لفظ رحمکم اللہ کا بہی
زیادہ نقل کیا ہے لیکن موقوفا یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے **فائدہ**
مراد بندون خدا سے رجال الغیب ہے ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات
ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب
بہاگ جاوے جانور کسیکا جنگل مین سے چاہیے کہ کہو یا عباد اللہ احبسوا
یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یعنی اے بندگان خدا روکو اسکو
پس تحقیق اللہ کے بندے زمین مین ہین کہ روکتے ہین اوسکو پس ایک
بزرگ سے منقول ہے کہ جانور اونکا بہاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے
تھے اونہون نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالی جانور اونکا پہیر لایا کذا
ذکر العلی والفخر اور بہید اس استعانت مین عباد اللہ سے یہ ہے کہ یہ

سب مظاہر عون اور استعانت ہین جیسا تفصیل اسکی عنقریب اویگی
ورنہ حق سبحانہ تعالی حقیقۃً قضاے حاجت بندگان کی خود کرتا ہے
فتفکر بس بیان احادیث سے ندائے بندگان خدا وقت مدد اور قضاے
حاجت کے صحیح اور درست ٹھہرے اور شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے
شرح فتوح الغیب مین لکھا ہے و اما امداد و اعانت بعضے از خواص
کمل اولیاء را بوجود حیات معنوی باقی است ؎ قد مات قوم وہم
فی الناس احیاء ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ؛ ثبت است
بر جریدۂ عالم دوام ما ؛ و این امرے محقق است نزد ارباب طریقت
و اہل کشف و در قواعد و احکام شریعت چیزے منافی آن نیست
و در مواضع دیگر درین مقام زیادہ برین کلام واقع شدہ و دینجا
کہ محل گفتگو نیست اینقدر بس است و این سخن در اولیا رست اما انبیاء
صلوات اللہ وسلامہ علیہم بحیات حقیقی دنیاوی حی و باقی و متصرف
اند و اینجا سخن نیست جبکہ یہ بات ثابت ہوئی جاننا چاہیے کہ ندا کے تین
قسم ہین اول یہ کہ عبادت مع الندا ہو جیسا کہ طریقہ بت پرستون کا
ہے اور یہ شرک ہے کیونکہ وہ مظہر باطل اور شیطان ہین دوسرے
یہ کہ ندا مع الاستشفاع اور یہ مشروع ہے اس واسطے کہ انبیاء اور
اولیاء مظہر حق اور رحمن ہین جیسا کہ عنقریب بیان استشفاع مین
آویگا تیسرا یہ کہ مطلق ندا ہو اگر بنظر استمداد ہے تو جائز ہے اگر بنظر اسکے
ہے کہ وہ حاضر و ناظر برابر خدا کے ہین تو یہ بھی شرک ہے اور اگر
برابر خدا کے نجانے اور اعتقاد اوس غیر کا ہو تو حرام ہے جیسا خاتم المحققین

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے بذیل آیہ وایاک نستعین زیب تحریر فرمایا ہے کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد و او را مظہر عون الہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در ان نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جایز و روا است و انبیاء و اولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر اور سابق حدیث خلق اللہ آدم علی صورتہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء کرام مظاہر حق ہین اور ظل رحمٰن بقصور انکا حق سے جدا نہین اور یہ سب وسیلہ ہین واسطے جریان فیوض کے لطایف سالک پر اسواسطے کہ سلوک طریق اور راہ بدون رفیق کے ممنوع اور حدیث مشکوۃ مین موجود ہے اسیطرح سلوک طریق باطن بلا وسیلہ ممکن نہین کیونکہ راہ پرخطر ہے اور شیطان راہزن اور صور خیالیہ ان حضرات کے باعث امن و امان مکر شیطان سے ہے اور کچھہ اوس مین حرج نہین اور وسیلہ موجب فلاح و رستگاری سالک کا ہے کما قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے کہ معتمد اور معتبر عند الفریقین ہین ان امور کو جایز کہا و نیز بیان مظاہر حق اور باطل سے جو کچھہ آیندہ مولوی صاحب نے لکھا وہ بھی صاف باطل ہوگیا اور عدم تفرقہ مابین اولیاء اور انبیاء اور امام اور امام زادے اور بھوت پری کے باعث اسکا بے ادبی اور بے امتیازی ہے مابین مظاہر حق اور باطل کے اور اللہ کے برابر سمجھنا

اولیاء اور انبیاء کا اصلا ہو نہین سکتا ہے کیونکہ علم حق سبحانہ تعالی کا بالذات اور اصلی ہے اور آنحضرت کا علم بالغیر اور ظلی ہے و نیز حسابق گذرا کہ آثار سید آثار کے اور ظلال اور عکوس صاحب ظل کے کب اوس کے برابر ہو سکتے ہین اور تعظیم اور تکریم ان حضرات کے باعتبار مظہریت اور ظلیت کے خود حدیث سے ثابت ہے اور اکرام ظل عین اکرام ذی ظل ہے اور اہانت ظل عین اہانت ذی ظل ہے کما فی المشکواة فی کتاب الامارة عن ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان السلطان ظل اللہ فی الارض روایت ہے ابن عمر سے تحقیق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بادشاہ سایہ اللہ کا ہے زمین مین آور روایت زیادہ اوس کتاب مین یہ ہے من اہان سلطان اللہ فی الارض اہانہ اللہ یعنی جس شخص نے اہانت کی بادشاہ اللہ کے جو زمین ہے تحقیق رسوا کریگا اوسکو اللہ تعالی پس انبیاء کرام خصوصًا نبینا صلعم کہ سلطان دین اور دنیا کے ہین اونکی تعظیم اور اکرام عین تعظیم وتکریم حق تعالی کی ہے اور اونکی اہانت اور رسوائی باعث اہانت اور رسوائی اہانت کرنے والے کے کہ اللہ اوسکو رسوا کریگا

ازالتہ ثانیہ مما بقی من الازالة الاولی پوشیدہ نرہے کہ جو کچھ یہ فقیر نے اس کتاب مین درباب اکرام وتعظیم انبیاء علیہم السلام کے مثل احاطہ علمی و قدرت اور ارادہ اور سمع اور علم غیب اور اتصال نفع اور ضرر اور شفاعت عظمی وغیرہ کے بیان کیا اور اونکا جارحہ نبوت اور اولیاء اللہ کا جارحہ ولایت ہونا اور ظہور کشف وکرامت کا اون سے مقصود ان سب سے تفرقہ مابین مظاہر حقہ اور باطلہ کے ہے اور یہ مقصود نہین کہ جب ان حضرات مین کمالات صوریہ اور معنویہ ثابت ہون تو یہ سب برابر خدا کے ہوگئے تاکہ اس سے شرک لازم آوے

اور آجتک حضرت کی امت مین سے کسی نے اللہ کا بیٹا کہا اور نہ آنحضرت کو
الوہیت مین شریک کیا جیسا یہود نے حضرت عزیز کو ابن اللہ کہا اور نصاری
نے حضرت عیسی کو ابن اللہ کہا ہان فرقہ نصیریہ نے البتہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو اللہ کہا اس طور پر کہ روح اللہ نے حلول کیا حضرت علی مین پہر
ہوگئے اللہ یہ فرقہ البتہ مشرک اور کافر ہے کسی کو اس مین شک و شبہہ
نہین اور باقی فرقہ امامیہ جو کچھ بدعت مثل نقل روضہ حضرت سید الشہداء
حضرت امام حسن و حسین علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام کے ظہور
مین لاے باعث صدور جرائم و معاصی کے ہوئے و نیز بعض افعال ہین
مثل سجدہ مرتکب حرام نہ یہ کہ داخل مشرکین ہوے کہ اونکی نجات کیطرح
ممکن نہین ولنعم ما قال سے جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند * جیسے نقل روضہ بدعت ہے اسیطرح
مدار صاحب اور سالار صاحب کے جہنڈے کہڑا کرنے اور اون کے
بہوبہو قبر بنانے اور ہر سال اونکی شادی کرنا یہ سب بدعت ضالہ ہے
مرتکب ان امور کا مرتکب فعل حرام ہے ارتکاب ان امور سے اجتناب
ضرور ہے نہ یہ کہ مرتکب ان معاصی کے مشرک ہین اور ابدالآباد جہنم
مین رہین اور یہ جزاے شرک و کفر ہے جیسا اللہ صاحب نے سورہ
شعرا مین ارشاد فرمایا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب
سلیم وازلفت الجنۃ للمتقین وبرزت الجحیم للغاوین وقیل لہم اینما کنتم تعبدون
من دون اللہ ہل ینصرونکم او ینتصرون فکبکبوا فیہا ہم والغاون وجنود
ابلیس اجمعون قالوا وہم فیہا یختصمون تاللہ ان کنا لفی ضلال مبین اذ

تسویکم برب العالمین و ما اضلنا الا المجرمون فما لنا من شافعین ولا
صدیق حمیم فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین۔ ترجمہ جس دن نہ کام
آوے کوئی مال اور بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ پاس دل چنگا لیکر اسحاب تفسیر بغوی
مین یہ لکھا ہے کہ مراد قلب سلیم سے دل خالص ہے شرک و شک سے
لیکن گناہ پس نہین کوئی خالی اوس سے اور کہا بغوی نے یہ قول اکثر
مفسرین کا ہے اور کہا سعید ابن مسیب نے قلب سلیم وہی قلب صحیح ہے
اور وہی قلب مومن ہے اس واسطے دل کافر اور منافق کا مریض ہے
کما قال اللہ تعالی فی قلوبہم مرض انتہی اور قریب کیجاویگی جنت واسطے
پرہیزگارون کے اور ظاہر کیجاویگی دوزخ واسطے کافرون کے اور
کہیگا واسطے اونکے کہان ہے وہ جنکو تم پوجتے تھے سوا اللہ کے آیا
روکتے ہین وہ تمکو عذاب سے یا بدلہ لے سکتے ہین یعنی جمع کیے جاوینگے
دوزخ مین وہ سب شیاطین اور سب لشکر شیاطین کے کہینگے گمراہ
شیطان کے اور حال یہ کہ وہ بیچ اوس کے جھگڑتے ہونگے ساتھ
معبودون کے قسم ہے اللہ کی مقرر تھے ہم صریح گمراہی مین وقتیکہ ہم گنتے
تھے تمکو رب سارے عالم کا اور عبادت کرتے تھے تمہاری اور نہین گمراہ
کیا ہمکو مگر شیاطین نے پس نہین ہے واسطے ہمارے کوئی شفاعت
کرنے والا ملائکہ اور نبیین اور مومنین سے اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا
سو کسیطرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والون مین اس تفسیر سے یہ
بات معلوم ہوئی کہ قلب سلیم عبارت ہے اوس قلب سے کہ خالی ہو شرک
اور شبہہ سے اور اسی کو مومن کہتے ہین لیکن گناہ سے کوئی بشر خالی

ہمین اور یہ بھی بات معلوم ہوئی کہ مراد برابری کرنے سے یہ ہے کہ اونہون
نے من دون اللہ یعنی اصنام کو پروردگار تمام عالم کا ٹھرایا تھا اور کوئی
سو من اپنے معظمین کو پروردگار تمام عالم کا نہین گنتا بلکہ اونکو واسطہ
درمیان اپنے اور درمیان پروردگار کے سمجھتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہ
کمال مرتبہ بلندی مین ہے اور انسان کمال مرتبہ پستی مین ہین پس ایک
شخص درمیان خالق کے ایسا چاہیئے کہ وہ کامل مکمل ہو کہ اوس مین
جہت بلندی اور پستی دونون ہون اور وہ نہین مگر انبیا کرام علیہم
السلام ہین خصوصًا نبینا صلعم کہ جامع صفات کاملہ تھی اور جو صفت
افرادی افرادی اور انبیا علیہم السلام مین تھین وہ سب ذات بابرکات
مین مجتمع ہوئین پس آنحضرت جہت ملکیت سے احکام صوری ومعنوی
اللہ رب العزت سے تلقی بالقبول کرتے اور اپنی امت کو جہت مناسبت
بشریت کے تعلیم فرماتے اور حصول ان دو جہت پر آیہ قرآنی اور
حدیث گواہ اور شاہد عادل ہے لیکن آیہ قرآنی قل انما انا بشر مثلکم
یوحی الی الخ اور حدیث لست کاحدکم عند ربی اس امر پر دال ہے پس
ذات بابرکات آنحضرت صلعم کے واسطے حصول فوائد صوری ومعنوی
کے وافی وکافی ہے کیونکہ اکثر صحابہ کرام جو حضرت کی خدمت مین مشرف
ہوتے انقطاع کلی دنیا ومافیہا سے حاصل ہوتا کہ اس زمانہ مین اور ونکو
چلہ مین حاصل نہین پس یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت جامع صفات بشریت
اور ملکیت کے تھی اور جیسا ذات بابرکات آپ کے بموجب آیہ کریمہ
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین واسطے تمام عالم کے سراسر رحمت تھی

اسیطرح اسم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا اور آخرت میں
باعث نجات اور امن وامان ہر غم والم اور دافع بلیات وحل مشکلات
کا ہے اور جب آنحضرت صلعم رحمت تمام عالم کی ہوئی اور رحمت اللہ
کے بموجب آیہ کریمہ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قریب ہے ساتھ
نیک کارون کے پس آپ حضرت صلعم ساتھ نیک کارون کے قریب
ہین نہ بعید بخلاف مظاہر باطلہ کے کہ اوس کے تفصیل سابق گذرے کہ
انکو مثل حقیر سمجھنا چاہیے کہ وہ رحمت حق سے بعید ہے کہ کسیکو اون کی
ذات سے نفع دنیا و آخرت کا اصلا متصور نہین اور حضرت رب العزت
سے کہین گے کہ اگر بھیجے ہم دنیا مین جاتے تو ایمان لاتے ہذا ہو الفرق
بین الانبیاء والاولیاء والاصنام و عابدیہم اور جس نے یہ فرق نہ کیا
پس وہ داخل تحت اس آیہ کریمہ کے ہوا یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم
غیر الحق ولا تتبعوا اہواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا واضلوا عن سواء
السبیل اس بیان سے معلوم ہوا کہ انسان بجہت صدور جرائم وعصیان
کے بعید اور دور حضرت رب غفور سے ہے اور بموجب آیہ ونحن اقرب الیہ
من حبل الورید کے حق سبحانہ تعالی بہت قریب ہے اور کیا خوب کہنے
والے نے کہا ع دوست نزدیک تر از من بمن ست ٭ وین عجب تر کہ من
از روے دورم نظر اسی بعد اور دوری کے واسطے رسول صلعم اور
اونکے اہلبیت کا ضرور ہوا اور یہی سبب ہے و عا مین کہ بدون درود کے
دعا درمیان آسمان اور زمین کے معلق رہتی ہے اور جو دعا درمیان
دو درود کے ہو وہ قبول و منظور رب العزت کے ہوتی ہے و نیز بیان

حدیث حنظلہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تصور اور برزخ ان حضرات کا اور
انکے ناموں کا عند اللہ ذکر شریک لطائف ملک الامر ہے کما لا یخفی علی
اہل العلم والنہی - **قولہ** دوسری بات یہ کہ عالم مین ارادہ سے تصرف کرنا
اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا اور روزی کی
کشایش اور تنگی کرنی تندرست اور بیمار کردینا فتح اور شکست دینی اقبال
اور ادبار دینا مرادین پوری کرنی حاجتین بر لانی بلائین ٹالنی مشکل مین
دستگیری کرنی برے وقت مین کام آنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے
اور کسی اولیا انبیا کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہین
جو کوئی کسی اور کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادین مانگے
اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتین مانے اور مصیبت کے
وقت اسے پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے اسکو اشراک فی التصرف
کہتے ہین یعنی اللہ کا سا تصرف کسی کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ
یون سمجھے کہ اللہ ہی نے ایسی قدرت اسکو بخشی ہے خواہ ان کاموں کی
طاقت اسکو خود بخود ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے **اقول وباللہ
التوفیق** اللہ کے برابر علم یا تصرفات کسی اور کے واسطے ثابت کرنا
بیشک شرک ہے کیونکہ احاطہ علمی اللہ کے برابر کسی کو نہین ہے مگر جسکو
جسقدر تصرف اور علم عطا کیا اور چاہا کسیکو بہت اور کسیکو تھوڑا جسقدر
چاہا یہ سب آیت قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ شرح وبسط انکا فصول آیندہ مین
جواب اسکا دیا جاویگا **قولہ** تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ
نے اپنے لیے خاص کیے ہین کہ انکو عبادت کہتے ہین جیسے سجدہ اور رکوع

کرنا اور ہاتھ باندھکر کھڑے رہنا اور نام پر مال خرچ کرنا اور اوس کے
نام کا روزہ رکھنا اور اوس کے گھر کے طرف دور دور سے قصد کرکے
سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اوس
گھر کی زیارت کو جاتے ہین اور رستہ مین اوس مالک کا نام پکارنا اور
نامعقول باتین کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے وہان جاکر
طواف کرنا اور اوس گھر کے طرف سجدہ اور اوسکی طرف جانور لیجانا
اور وہان منتین ماننی اور اوسپر غلاف ڈالنا اور اوسکی چوکھٹ کے
آگے کھڑے ہوکر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادین
مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اوس کے دیوار سے اپنا مونہہ اور
چھاتی ملانا اور اوسکا غلاف پکڑکر دعا کرنی اور اوس کے گرد روشنی
کرنی اور اوسکا مجاور بنکر اوسکی خدمت مین مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی
اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان لوگون
کے لیے درست کرنا اور اوس کے کنوین کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر
ڈالنا آپس مین بانٹنا غائبون کے واسطے لیجانا رخصت ہوتے وقت اولٹے
پاؤن چلنا اور اوس کے گرد و پیش کی جنگل کا ادب کرنا یعنی وہان شکار
نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اوکھاڑنا مواشی نہ چوگانا یہ سب کام اللہ
نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندون کو بتائے ہین پھر جو کوئی کسی پیر
پیغمبر کے یا بھوت و پری کے یا کسی کی سچی یا جھوٹی قبر کو
یا کسی کے تھان یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو
یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا انکے نام کا روزہ

رکھے یا وہان ہاتھہ باندھکر کھڑا ہوئے التجا کرے مرادین مانگے یا جانور
چڑہاوے یا ایسے مکان مین دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہان
روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑہاوے اونکے نام کی چھڑی کھڑی
کرے اونکی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جہلے اوسپر شامیانہ کھڑا کرے
رخصت ہوتے وقت اولٹے پاؤن چلے چوکھٹ کو بوسہ دیوے
وہان چادر رنکر بیٹھے ایسے مقاموں کی گرد پیش کے جنگل کا ادب کرے
اور ایسی قسم کی باتین کرے سو اسپر شرک ثابت ہوتاہے اسکو اشراک
فی العبادہ کہتے ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی کرے پہر یون سمجہے کہ یہ
آپہی اس تعظیم کے لایق ہین یا یون سمجہے کہ انکی اس طرحکی تعظیم کرنے
سے اللہ خوش ہوتاہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلین کہول
دیتاہے اس مین ہر طرح شرک ثابت ہوتاہے چوتہی بات یہ کہ اللہ صاحب
نے اپنے بندون کو سکہایاہے کہ اپنے کامون مین اللہ کو یاد رکہین
الی **قولہ** ان چارون طرحکے شرک کا صریح قرآن وحدیث مین ذکر
ہے اس لیے اس مین پانچ فصل مقرر کی ہین **اقول وباللہ التوفیق**
جواب شرک فی العلم والتصرف والعبادۃ والعادۃ کا بخوف طوالت
رسالہ اور بلحاظ اوسکی تکرار کے ابہی چہوڑا گیا انشاء اللہ تعالی فصول
آیندہ مین جو مولوی صاحب واسطے اثبات مدعا کے لاے جواب دیا جائیگا فلینتظر
قولہ پہلی فصل بچنے مین شرک سے یعنی اس فصل مین مجمل شرک کی برائی
کا ذکر ہے قال اللہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون
ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ ترجمہ کہا اللہ تعالی

نے سورہ نسا میں بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہراے اس کا
اور بخشتا ہے جو رہی اس سے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا
سو بے شک راہ بھولا دور بہک کر۔ اقول وباللہ التوفیق
سب راست و بجا ہے لیکن یہ یقین جاننا چاہیے کہ مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ
اللہ کی شان کی آگے چمار سے بھی ذلیل ہے الخ اقول وباللہ التوفیق پوشیدہ
نرہے یہ بات کہ دعوی مولویصاحب کا باطل و بلا دلیل اور دروغ بے
فروغ ہے اسواسطے کہ کوئی دلیل قوی کتاب اللہ و کتاب الرسول سے
نہیں لائے کہ شاہد مطلوب وسے آغوش میں آوے اور فقیر کے نزدیک
خلاف پرچیہ اور برہان حدیث اور حضرت قرآن سے موجود از انجملہ ایک یہ ہے
کہ حق سبحانہ تعالی شان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سورہ الم نشرح میں
ارشاد کرتا ہے کہ رفعنا لک ذکرک اور مولویصاحب یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب نے بذیل اس آیہ کے لکہا ہے کہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ بلند کیا ہے نے
تمہارے ذکر کو کہ جامعیت تمکو باین رتبہ میسر ہوئی کہ ظل مرتبہ الوہیت کا ہوا
تو اور اسی جامعیت سے منفرد اور طاق بر آیا تو اب تجھکو ساتھہ اللہ کے یاد کرتے
ہیں مثلاً کہتے ہیں اللہ و رسول نے ایسا فرمایا کہ واجب الاطاعت ہے اور علی ہذا
القیاس در حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے
پوچھا کہ میرے ذکر کو کسطرح بلند کیا ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کے ذکر کو
اپنے ذکر کے قریب کیا ہے اذان اور اقامت اور التحیات اور خطبہ اور کلمہ طیب
اور کلمہ شہادت اور اطاعت میں جیسا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور حرمت
معصیت میں جیسا کہ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ

خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا یعنی ہمیشہ رہینگے بیچ ہمیشہ جگہ ذکر اللہ کا ہے ذکر رسول مقبول کا بھی ہے مگر
آخر اذان مین صرف لا الہ الا اللہ اور وقت ذبح کے صرف بسم اللہ اور وقت عطسہ کے
صرف الحمد للہ کہتے ہین ازانجملہ یہہ ہے کہ سورہ والضحیٰ مین آپ کی شان مین ارشاد
ہوا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنی تحقیق قریب ہے عطا کریگا تمکو رب
تمہارا کہ راضی ہو جاوگی اور شرح اسکی جو کچھہ حضرت شاہ صاحب نے بذیل اس
آیت کے لکھا ہے جواب آیندہ مین آویگا اسجا منتظر رہنا چاہیے اور ازانجملہ
یہہ ہے کہ اللہ صاحب نے پارہ سیقول مین آپ کی شان مین ارشاد کیا فَلَنُوَلِّیَنَّکَ
قِبْلَةً تَرْضٰهَا یعنی پھیرینگے ہم واسطے تیری یک قبلہ کو کہ اوس سے راضی ہوجائیگا
تو اور سوا اسکے بہت سے شواہد اور دلائل حضرت قرآن مین مذکور ہین بنظر طول
اختصار کیا اور حدیث مین آپ کی شان مین ارشاد ہوا کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ
الْاَفْلَاكَ یعنی اگر نہوتی ذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ پیدا کرتا مین آسمان
و زمین کو اس بیان سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ تمامی انبیا بموجب آیہ فضلنا بعضھم
علے بعض ایک دوسرے سے چھوٹے اور بڑے ہین مگر ان سب مین رتبہ نبینا صلے
اللہ علیہ وسلم کا افضل اور اعلی ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظل مرتبہ
الوہیت ہین اور اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ خود حق سبحانہ تعالی اونکی
خوشنودی کا ڈھونڈہنے والا ہے اور سوا انکے اور انبیاء کرام اوسکی خوشنودی ڈھونڈہنے
ہین کیونکہ حضرت ابراہیم کو اللہ صاحب نے خلیل کا خطاب دیا اور حضرت کو حبیب کا
اور یہی فرق ہے مابین خلیل و حبیب کے جو اوپر بیان ہوا جب عظمت اور عزت اور
بزرگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین مخلوق کے بمنزلہ وزیر کی شہنشاہ سے
ہوا اور مقام محمود عبارت اسی سے ہے اور جو شخص ظل خدا ہو اللہ اوسکی

رضا جوئی کرے اور جو باعث ایجاد عالم ہوا اوسکے مقابلہ مین ایسا کلام کرنا کہ ھمہ مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہے باعث خسران وحرمان کا ہے نعوذ باللہ من ذلک یہہ جواب اوس تقدیر پر ہے کہ اگر مراد شان سے عزت اور بزرگی ہو ظاہر قول مولویصاحب سے کہ وہ چمار سے ذلیل ہے یہی مفہوم ہوتا ہے اور اگر مراد شان سے فعل و رکام ہو کہ معنی لغوی اوسکے یہی ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ رحمن مین ارشاد فرمایا ہے کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاْنٍ یعنی ہر روز اللہ بیچ ایک کام کے ہے یعنی کسیکو مارتا ہے کسیکو جلاتا ہے اور کسیکو تخت پر بٹھلاتا ہے اور کسیکو تخت سے اوتارتا ہے وغیر ذالک غرض کہ جو امور دنیا مین ظہور مین آئے ہین اور آوینگے اور جو امور بعد مرگ کے قبر سے لیکر تا حشر و نشر و ثواب و عقاب جو کچھ ظاہر اور آشکارا ہوگا سب اللہ ہی کی شان ہے اور موید اس قول کا وہ ہے جو تفسیر بغوی مین نقل کیا سلیمان دارانی سے اس آیت مین وَقَالَ سُلَيْمَانُ الدَّارَانِي فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ كُلَّ يَوْمٍ لَهٗ اِلَى الْعَبِيْدِ بِرٌّ جَدِيْدٌ ترجمہ یعنی کہا سلیمان دارانی سے کہ ہر دن اللہ صاحب کو نسبت اپنے بندون کے نکوئی جدید اور تازہ ہے اب مولویصاحب اللہ جلشانہ کی نہی بر جدید کو ملاحظہ کرین اور نیز حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ کو بھی پیش نظر کرین تو یہہ بات معلوم ہوجاویگی کہ شان ظاہر بدون مظہر کے معلوم نہین ہوتی کسواسطے کہ جبتک مظہر ظہور مین نہین آیا شان اوسکی پردہ کتمان مین تھی اور جب اول نور محمدی پیدا ہوا اور تشعشعات اوس نور کا بمراتب تمام مخلوقین ظاہر ہوا تو یہہ شان محمدی عین شان اللہ کی ہے اور توہین اوسکی توہین خدا و رسول اور توہین دونونکی کفر اور زندقہ ہے کما لا یخفی علے اہل العلم اور کیا اچھا کہا ہے کہنے والے نے جو این شان الہی ہمہ از وی بمعاذ اللہ کہ وامن جہنم انداختہ اللہ سبحانہ تعالی ہم سبھون کو توفیق دے کہ اقتیاز معنی توحید و شرک مین کرین اور اس مغالطہ عظیم مین نہ پڑین اور

اپنے تئین دین و دنیا مین ایسی باتون سے ورطہ ہلاکت مین نہ ڈالین قولہ آدمی مین بڑے سے بڑا عیب یہہ ہے کہ اپنے بڑون سے بے ادبی کرے **اقول وباللہ التوفیق** سبحان اللہ مثل مشہور ہے کہ حق برزبان جاری ست اس مقام پر خود مولوی صاحب کی زبان سے حق جاری ہوا کہ اپنی بڑون کی نسبت بڑی بے ادبی کی اس سے بڑھکر کوئی بے ادبی نہوگی کہ جو پہنچکر کفر تک پہونچے **وَهَلْ هٰذَا اِلَّا اِتِّبَاعُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى** قولہ اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰهَ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ مشکوۃ کے باب الکبائر مین لکہا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہہ کہ پکارے تو کسیکو اللہ کی طرح کا ٹہہراکر حالانکہ اللہ ہی نے تجکو پیدا کیا ❊ ف ❊ یعنی کہ جیسا اللہ کو سمجھتے ہین کہ وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اوسکے اختیار مین ہین او مشکل کیوقت یہی سمجھکر اوسکو پکارتے ہین سو کسی اور کو اوسیطرحکا سمجھکر ہرگز نہ پکارنا چاہیے کہ یہہ سب سے بڑا گناہ ہے اول تو یہہ کہ یہہ بات خود غلط ہے کہ کسیکو کچھہ حاجت برلانیکی طاقت ہوے یا ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے دوسرے یہہ کہ ہمارا جب خالق اللہ ہی ہے اور اوسنے ہمکو پیدا کیا تو ہمکو بہی چاہیے کہ اپنے کامون پر اوسیکو پکارین اور کسی سے ہمکو کیا کام کہ اوسکو ستاوین جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اوسی سے رکہتا ہے دوسرے بادشاہ سے بہی نہین رکہتا اور کسی چوہڑی چمار کا تو کیا ذکر **اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق** اور یہہ جو کہا کہ جیسا کہ اللہ کو سمجھتے ہین کہ وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر الخ کوئی مسلمان اپنے بڑونکو پیغمبر ہون یا پیر مثل اللہ کے حاضر و ناظر نہین جانتا اور نہ اونکو حاضر و ناظر جانکر پکارتا ہے بلکہ اپنی دعاؤن کو بوسیلہ انبیا و اولیا وغیرہ بزرگان دین کی اللہ ہی سے مانگتا ہے ہان اگر کوئی ایسا کرے تو

بیشک وہ مشرک ہے جیسا تفصیل اسکی ازالہ سابقہ مین گذری اور ہر چند کہ خالق ہمارا
اور تمام عالم کا اللہ ہی ہے مگر ہماری غلامی اور اونکی غلامی مین بہت بڑا فرق ہے
کہ اوسکو ہر ایک ادنی و اعلی و جاہل و عالم خوب بوجھتا ہے مثال اوسکی ایسی ہے کہ
ایک شخص کے بہت سے غلام ہین مگر بعض بعض غلام ایسے ہین کہ مولی اونسے راضی
ہے اور وہ مولی سے اور بہت غلام ایسے ہین کہ اونسے ایسی رضا و خوشنودی
مولی سے نہین ہر چند کہ نسبت غلامی مین سب برابر ہین مگر بعضونکو بہ نسبت آقا کے
وجاہت اور قبولیت ظاہر ہے اور بعضونکو نہین اور جسکو نہین وہ بوسیلہ اونکے
دعا مانگتا ہے اور اوس سے فی الفور مطلب اسکا حاصل ہوتا ہے اور اللہ اوسپر رحم
کرتا ہے اور یہہ مغالطہ عظیم ہے کہ اپنے تئین غلامی مین مثل انبیا کے سمجھکر اونسے پروا
نہ رکھنی اور یہہ فرق وہ ہے کہ جسکو اللہ صاحب نے سورہ نحل مین خود ارشاد فرمایا ہے
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا
فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ
اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ پرایا مال نہین مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک
جسکو ہمنے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اوسمین سے چھپے
اور کھلے کہین برابر ہوتے ہین سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہین جانتے
ف یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جسکو جو چاہے سو دے اور بت مالک نہین کسی چیز کا
بلکہ آپ پرایا مال ور نیز آگے اسکے اللہ صاحب نے فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ
اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ
لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
ترجمہ اور بتائی اللہ نے ایک مثال دو مرد ہین ایک گونگا کچھ کام نہین کرسکتا اور وہ

بو جہ یہ اپنے صاحب پر جسطرف اوسکو بھیجے کچھ بھلا نہ کر لاوے کہین برابر ہے وہ اور
ایک شخص جو حکم کرتا ہے انصاف پر اور ہے سیدھی راہ پر ؎ ف ؛ یعنی خدا کے
دو بندے ایک بت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو
اللہ کی راہ بتاوے ہزارونکو اور آپ بندگی پر قائم ہے اور سوائے اسکے بہت
سی آیتین واحادیث ہین کہ اوس سے بھی تفاوت مراتب اور منازل عباد صاف
مفہوم ہوتے ہین جیسا کہ اللہ صاحب نے سورہ فاطر مین فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ
ترجمہ پھر ہمنے وارث کئے کتاب کی وہ جو چنے ہمنے اپنے بندون مین سے پھر کوئی اونمین
برا کرتا ہی اپنے جانکا اور کوئی اونمین ہے بیچ کی چال پر اور کوئی اونمین ہے کہ آگے بڑہ گیا لیکر خوبیان
اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی فائدہ یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئے ایکا ور چنے بندے
یعنی یہ امت اونمین تین درجے بناتے ایک گنہگار ایک میانہ ایک اعلی سب کو گنا اپنے بندونمین امید ہے
کہ آخر سب بہشتی ہین رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معافی ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑہے سو
سب سے آگے بڑہے اللہ کریم ہے اوسکے یہان کمی نہین مثال قرآنی سے کہ اللہ
صاحب نے اوسکو بیان فرمایا اوس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ بت گونگا اور بیقدر
محض ہے اور مملوک دوسرے کا ہے اوس سے کسیطرحکا فائدہ نہین بخلاف رسول
و دیگر برگزیدگان کی اب جو شخص رسول کو مقام بت کے رکھے اور احکام بت رسول صلعم پر
جاری کرے تو وہ منکر اس آیت کا ہے اور مشکل کیوقت انبیا و اولیا کو وسیلہ گردانا
ثابت ہے جیسا کہ سورۂ نساء مین اللہ صاحب فرماتے ہین وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٭ ترجمہ اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا آئے تیرے
پاس اللہ سے بخشوائی اور رسول انکو بخشواتا اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان
دیکھیے کہ اس جا اللہ صاحب نے قبول توبہ اور نزول رحمت کو اپنے موقوف علیہ
گنہگار ذکی استغفار اور حضرت رسول صلعم کے استغفار پر ٹہرایا
یہ آیت صاف دال ہے اس امر پر کہ دنیا و آخرت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وسیلہ
نجات ہین پس جو شخص آنحضرت کو اپنے برابر سمجھکر احتیاج اونسے نرکھے اوسکو خسارہ
دنیا و آخرت ہے اور نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب جذب القلوب الے
دیار المحبوب مین بصفحہ ۲۰۹ بعبارت فارسی لکہا ہے بنظر انصاف دیکھنا چاہیے
تو حقیقت استشفاع و استعانت و استمداد کی بخوبی واضح ہو جاویگی کہا شیخ نے
اما توسل و استشفاع بحضرت سید رسل و استعانت و استمداد بجاہ وحبا باو صلے
اللہ علیہ وسلم فعل انبیا و مرسلین و سیرت سلف و خلف بیانین است چہ پیش از ان
وقت کہ روح پاکش لباس جسمانیت پوشید و چہ بعد ازان وقت ہم در حیات دنیوبیہ و ہم
در عالم برزخ و ہم در عرصہ قیامت کہ انبیا و مرسل را مجال نطق تا بدم زدن نباشد
وی صلے اللہ علیہ وسلم فتح باب شفاعت کند اولین و آخرین را مستغرق بحار نعمت و مغمور انوار رحمت
گرداند و در استمداد از جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم درین چہار موطن اخبار و آثار ورود
پیوستہ اما اول کہ توسل باو ست پیش از نشاء انسانیہ و دائرۂ خلقیت از جملہ احادیث و
اخبار کہ دران وارد شدہ این حدیث است عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ علماے حدیث
تصحیح آن کردہ اند کہ چون از آدم صفی اللہ علیہ السلام آن خطیہ سر زد از براے اعتذار و
توبہ آن گفت یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ٭ از درگاہ مجیب الدعوات
فرمان آمد چگونہ شناختی تو محمد را صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہنوز جوہر روحانیش را در صدف

جسمانیت نہ در آوردم گفت خداوندا تو سیدانی بروزیکہ مرا بید قدرت خود
پیدا کردی و نفخ روح علوی در قالب بشریت من نمودی سر برداشتم
بر قوایم عرش نوشتہ دیدم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ از آن روز
شناختم کہ وے ترا بندہ ایست کہ محبوب ترین خلق است
نزد تو و مقرب ترین حضرت تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان آمد چون
او را در درگاہ من وسیلہ مغفرت آوردی گناہ تو بخشیدم یا آدم اگر محمد نہ
نمی بود ترا پیدا نمی کردم و در بعضی روایات آمدہ کہ کلماتیکہ آدم صفی از
درگاہ عزت تلقی نمودہ و سبب توبہ و مغفرت او گشتہ چنانچہ بمنطوق
آیہ کریمہ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ است این بود کہ
اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اِغْفِرْ لِیْ سبکی گوید کہ چون توسل باعمال
صالحہ باوجود آنکہ فعل انسان است و بقصور نقصان موصوف جائز باشد
در درگاہ رحمت مقبول و مستجاب گردد تشفع بہ پیغمبر خدا
کہ حبیب و محبوب خدا است بطریق اولی بود ؎

یَا اَکْرَمَ الرُّسُلِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ * سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

و اما ثانی کہ توسل بجناب وے است در دنیا مدت حیات وے صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشتر است از آنکہ حصر آید در خبر است
کہ مردے ضریر البصر پیش آنحضرت آمد و عرض نمود یا رسول اللہ
دعا کن تا خدائے تعالے عافیت نصیب من گرداند فرمود اگر اصبارت
خواہی دعا کنم تا چشم تو بینا گردد اگر اجر آخرت خواہی صبر کن کہ
آن بہتر است برائے تو گفت دعا کن یا رسول اللہ فرمود تا وضو کند

واین برخواند اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ترمذی گفته است هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وبیهقی نیز تصحیح آن کرده بازیادت این عبارت در آخر این حدیث که فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ واخبار درباب توسل واستمداد ارباب حاجات بجناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مثل سعت رزق وحصول اولاد ونزول مطر ورضاے عیش وامثال آن بسیار است اما ثالث که توجه واستمداد وتوسل بدوست بعد از وفات وے نیز آثار وارد و یافته طبرانی در معجم کبیر از عثمان بن حنیف روایت می آرد که مردے بود که او را نزد عثمان بن عفان حاجتے بود که روا نمی شد وعثمان بن عفان رضے اللہ عنہ اصلا بحال او نظر التفات نمی گماشت آن مرد حال خود را بعثمان بن حنیف برد وصورت علاج آن بازجست گفت بمتوضا رو وضو کن وبمسجد در آ و دو رکعت نماز بگذار وبگو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ حَاجَتِیْ بعد ازان حاجت خود را عرضه کن آن مرد برفت وبدانچه وے فرمود عمل کرد بعد ازان بردر عثمان بن عفان آمد ودربان پیش آمد ودست او را بگرفت

و بر عثمان در آورد و وے او را بفراش خاص خود نشاند
و حاجت پرسید هر چه حاجت او بود روا کرد و گفت بعد
ازین هر حاجتے که ترا باشد بگو تا روا کنم آن مرد خوشحال از پیش عثمان رضی الله عنه
بر آمد و نزد عثمان بن حنیف رفت و گفت جزاک الله خیرا اگر تو چیزی بعثمان در باب
قضاے حاجت من گفتی که اینچنین ساخت و پیش ازین بحال من اصلا التفات
نمیکرد گفت و الله من هیچ با وے نگفتم بجز آنکه رسول خدا را دیدم
صلے الله علیه وسلم که ضریرے پیش وے آمد و دعا خواست تا چشم او بینا گردد
و تمام الحدیث سابق را سوق نمود پس بر آن قیاس نمود که توسل بوے
صلے الله علیه وسلم سبب قضاے حاجت و سبب انجاح مرام است و قاضی
عیاض مالکی رحمة الله علیه در کتاب شفا می آرد که در میان ابو جعفر خلیفه و امام
مالک در مسجد رسول الله صلے الله علیه وسلم مناظره افتاد و شاید که ابو جعفر
در اثناے سخن آواز خود بلند کرد مالک گفت یا امیر المومنین در مسجد پیغمبر خدا
صلے الله علیه و آله وسلم چرا آواز بلند میکنی و حق تعالی در کتاب خود قومی را
ادب مینماید و میگوید لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الآیة و
قومی دیگر را مدح میکند و میفرماید اَلَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى بدانکه حرمت پیغمبر خدا
صلے الله علیه و آله وسلم بعد از موت مثل حرمت اوست در حیات خلیفه را
بگفته او انزورتی پدید آمده و در خضوع و استکانت افزود و گفت یا
ابا عبد الله در وقت دعاء توجه بقبله کنم یا روے برسول آرم گفت چرا روے
از پیغمبر گردانی و وے وسیله تست و وسیله پدر تست آدم صفی الله

نزد خدای عز و جل استقبال به پیغمبر کن و طلب شفاعت از وے کن تا شفیع
تو گردد و در باب آداب زیارت استحباب استقبال بدان حضرت و توسل
بدو و دعا در حضرت وے و رعایت غایت ادب و نهایت خضوع مذکور گردد
ان شاء الله تعالی و در ذکر قبر فاطمه بنت اسد ام علی ابن ابی طالب مذکور شد که
آنحضرت در قبر وے درآمد و گفت بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي
و درین حدیث دلیل است بر توسل در هر دو حالت نسبت بآنحضرت صلی الله
علیه وسلم در حالت حیات و نسبت بانبیا علیهم السلام بعد از وفات و چون
توسل بانبیاے دیگر صلوات الله علیهم اجمعین بعد از وفات جائز باشد نسبت بسید
انبیاء علیه افضل الصلوة و اکملها بطریق اولی جائز باشد بلکه اگر بدین حدیث
توسل باولیاے خدا نیز بعد از وفات ایشان قیاس کنند دور نیست مگر آنکه
دلیلے بر تخصیص حضرات رسل صلوات الرحمن علیهم اجمعین قائم شود وَاَیْنَ الدَّلِیْلُ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ و ابن ابی شیبه بسند صحیح آورده است که در زمان عمر رضی الله عنه
قحطی بتاد شخصے بقبر شریف نبوی آمد و گفت یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ
فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا آنحضرت در خواب آمد و فرمود برو بعمر بشارت ده که باران
خواهد شد و این نوع توسل طلب دعا است ازان حضرت از پروردگار تا این
حاجت منقضی گردد چنانچه در حالت حیات بود چنانکه مضمون عبارت یَا مُحَمَّدُ
اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی لِیْ مشعر است بدان فافهم
و ابن جوزی روایت کرده است که در وقتے اهل مدینه را قحطی شدید رسید شکایت
بعائشه صدیقه بردند رضی الله تعالی عنها فرمود بقبر شریف رسول الله صلی الله
علیه وسلم بیایند و دریچه از وے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر وے آسمان

حایلی نباشد التجا آن کروند که وے اشارت فرمود باران بسیار شد وامر وے
رضی الله عنها بکشادن دریچه رمزے واضح است بآنکه موجب فتح باب مطلوب
دعا وسوال آنحضرت است صلے الله علیه وسلم از درگاه رب العالمین جل جلاله
وازین قبیل است سوال سائل از حضرت وے که گفت اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي
الْجَنَّةِ یعنی سوال میکنم از حضرت تو که از پروردگار خود درخواست کنی وشفاعت
فرمائی تا مرا بسعادت مرافقت تو در جنت مشرف گرداند- امّا رابع که توسل بسرور
انبیا است صلے الله علیه واله وسلم در عرصات قیامت بوسیله شفاعت احادیث
درین باب متواتر است واجماع علما بر آن منعقد ودر باب توسل الصالحین
باعتبار علاقه که ایشان راست بجناب سید المرسلین صلعم نیز اخبار وآثار آمده چنانچه
قصه استسقاء عمر بعباس رضی الله عنهما اثبات آن میکند در خبر صحیح از انس بن مالک
آمده است که چون قحط می شد وامساک باران روی می نمود عمر رضی الله عنه در استسقا
توسل بعباس میکرد عم رسول صلے الله علیه وآله وسلم ورضی الله تعالے عنه ومیگفت خداوندا
چون پیش ازین قحط سال میشد توسل به پیغمبر تو میکردیم تو آب میفرستادی اکنون
توسل بعم پیغمبر تو میکنیم صلے الله علیه وسلم پس بفرست برای ما آب ودر روایت از
ابن عباس آمده که عمر رضی الله عنه گفت خداوندا ما استسقا میکنیم بعم پیغمبر تو و
استشفاع می نمائیم به پیری وے وعباس رو بما . خود گفت خداوندا این قوم توجه
بمن آورده اند از جهت نسبتی که مرا به پیغمبر تست خداوندا مرا نزد ایشان شرمنده مکن
ودرین معنی گفته است عباس بن عتبه ابن ابی لهب بعمی سَقَى اللهُ الْحِجَازَ وَاَهْلَهُ
عَشِيَّةَ يَسْتَسْقِي بِشَيْبَتِهِ عُمَرُ + در نیل مطالب وفوز رغائب که نزد استغاثه
وطلب از مرقد منور سرور انبیا صلے الله علیه وآله وسلم محتاجان ومسکینان را

رو نموده است اخبار و آثار بسیار آمده محمد ابن المنکدر گوید مردے پیش پدر من
هشتاد دینار ودیعت نهاد و بجهاد رفت و اذن داد که اگر ترا حاجت افتد ازینها
خرج کن پدر من نزد احتیاج از آن خرج کرد چون آن مرد باز آمد مبلغیکه نهاده بود
طلب کرد پدر در اداے آن درماند و با وے گفت که فردا بیا تا جواب تو گویم این گفت
و شب در مسجد شریف نبوی صلے الله علیه واله وسلم بیتوتت کرد و زبانی در حضور
شریف و گاهے پیش منبر استغاثه نمود و فریاد کرد ناگاه در تاریکی شب مردے پیدا شد
و صره هشتاد دینار بدست وے داد بامداد مبلغ را بآن مرد داد و از زحمت مطالبه خلاص
یافت و امام ابوبکر ابن مقری گوید که من و طبرانی و ابوالشیخ هر سه در حرم شریف مصطفوی
بودیم و جوع بر ما غلبه کرده بود و روزے و شبے همین حال گذشته چون وقت عشا در رسید
بحضور قبر شریف رفتم و گفتم یا رسول الله الجوع همین کلمه گفتم و برگشتم و من و ابوالشیخ بخواب
رفتیم و طبرانی نشسته انتظار چیزے می برد ناگاه یکمرد علوی آمد و در بزد و با وے دو غلام
بدست هر کدام زنبیلی و در وے چیزهای کثیر از طعام و تمر و جز آن بنشست و با ما بخورد و
باقی ماند هم پیش ما بگذاشت و گفت اے قوم مگر شما شکایت پیش رسول الله
صلے الله علیه واله وسلم کردید همین ساعت آنحضرت را در خواب دیدم که مرا فرمود تا چیزے
بر شما حاضر آوردم و ابن الجلاء میگوید بمدینه رسول الله صلے الله علیه وسلم در آمدم و یک
دو فاقه بر من گذشته بود بقبر شریف استاده و گفتم اَنَا ضَیْفُكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ
و بخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلعم رغیفی بدست من داد نصفه را هم در خواب خوردم چون
بیدار شدم نصف دیگر در دست من باقی بود و ابوبکر اقطع گوید بمدینه در آمدم و
پنج روز بر من گذشت که طعام نچشیدم رو بروے قبر شریف رفتم و گفتم اَنَا
ضَیْفُكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ بعد ازان در خواب می بینم که سرور انبیا می آید و ابوبکر بر یمین

وعمر رضی اللہ عنہما و علی ابن ابیطالب در پیش علی رضی اللہ عنہ مرا میگوید برخیز کہ پیغمبر
آمد رفتم و بوسہ در میان دو چشم او دادم رغیفی بمن داد خوردم چون بیدار شدم
پارہ از وے در دست من بود و احمد بن محمد صوفی گوید کہ سہ ماہ در بادیہ گشتہ بودم
و پوست بدن من ہمہ ترقیدہ بمدینہ آمدم و برآن سرور و صاحبیہ سلام کردم
صلے اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہما و بخواب رفتم آنحضرت را در خواب دیدم کہ
می فرماید احمد آمدی چہ حال داری گفتم اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِیْ ضِیَافَتِکَ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ فرمود دست بکشا کشادم دراہم چند در دست من نہاد بیدار شدم دراہم
در دست من بود ببازار رفتم و فطیر و فالودہ خریدم و خوردم و ببادیہ در شدم
و امثال این حکایت بسیارست و اکثر آن از مشائخ صوفیہ آمدہ کہ محرمان اسرار
و مقربان درگاہ حضرت رسالت پناہ اند صلے اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم
و اکثر در انچہ باکل و ضیافت تعلق دارد یا بنفس نفیس خود متکفل آن شدہ
یا بیکی از اہل بیت کرام امر فرمودہ و بہ بیگانہ نفرستاد چنانچہ مقتضی کرم است
سے اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری + بدرگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن +
+ حَاشَا اَنْ یُحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ + اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمٍ +
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تتمیم مقررست کہ ازین مواطن اربعہ کہ توسل و اعتماد
بحضرت سید العباد صلعم در آنہا واقع است موطن اول کہ توسل بروح
مقدس وست پیش از لبس جسمانیت مخصوص بجناب وست و ہیچ یکی از انبیا
و اولیا را درین منقبت عظمی با وے مشارکتی و مساہمتی نیست و عدم ورود
نص در غیر آن حضرت درین باب کافی است اما توسل بجناب وے در نشأۂ
حیات دنیوی ظاہر است کہ از خصائص آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

نیست بلکہ بعض تابعان او راکہ بشرف متابعت و نسبت قربت او مشرف اند چنانچہ
آل واصحاب و دیگر اولیاء امت رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز ثابت است ثبوت
کرامت و تصرف ایشان در مکتوبات کہ ما نحن فیہ فردے از افراد اوست در اثبات
مطالب کافی است واز توسل عمر بن الخطاب بعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما
در قضیہ استسقاء نیز بظہور می پیوندد و ہیچکس را از علما در وے خلافی معلوم و متحقق نیست
وکذالک توسل و استمداد بوسیلہ شفاعت روز آخرت انبیا و اولیاء و صالحین امت را
نیز جائز است چنانچہ در کتب عقاید ذکر یافتہ اما ترک و توسل در عالم برزخ و موطن
قبر در اختصاص بحضرت قدسی سمات انبیا و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین
متردد است و ظاہر جواز اوست در غیر ایشان از اولیاء اللہ و صلحاے امت واللہ اعلم
از جہت عدم جواز توسل در حالت حیات باضمیمہ بقایاے روحیت و شعور و ادراک
و قرب و منزلت او عند اللہ کہ بایمان و عمل صالح و شرف اتباع سید رسل حاصل
شدہ با آنکہ حقیقت معنی توسل و استمداد سوال و دعاء است از جناب صمدیت
بوساطت محبتی و کرمی کہ بدین بندہ خاص دارد یا طلب التماس از روحانیت این
بندہ دعا و خواہش را از حضرت بوسیلہ قربتی و کرامتی کہ مراو راست در آن درگاہ
و در ورود نص صریح در وے حاجت نیست از جہت وجود بقاے ذات متوسل بخلاف موطن
اول بلکہ عدم ورود نص بر منع آن کافی است نعم اگر دلیل قاطع بر اختصاص آن
بحضرت انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اقامت یا بر منع آن درست آید و انظاہر
عدم الدلیل المذکور اگر گویند کہ موت برایمان و حصول قرب الہی در غیر شخص معصوم
معلوم و متیقن نیست گوئیم بقاے آن در آنہاے کہ ببشر اند از ان خصوصا و عموما
مقطوع بہ است یَجُوزُ التَّوَسُّلُ بِهِمْ وَلا قَائِلَ بِالْفَضْلِ با آنکہ ورود آثار

ونقل اخبار از مشائخ کبار کہ ارباب کشف و محرمان اسرار عالم مثال اند حاسم مادہ
این شبہ است نعم بعضی از فقہا را درین مسئلہ خلاف گونہ است ولکن الحق ان یتبع
واللہ اعلم انتہی اور یہہ جو ہمنے سابق بیان کئے ہیں اسمت محمدیہ ہین او
محمد صاحب کے جو رتبے و مراتب ہین وہ سابق جارحہ نبوت مین گذرے اور نیز
بیان حال استشفاع نبینا صلے اللہ علیہ وسلم سے با وقات اربعہ یہہ بات معلوم
ہولی کہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد اصنام ہین کیونکہ معنی اسکی یَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے اور جس جا کہ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وارد ہوا اور اوسکی بعد
یدعون من دون اللہ حضرت قرآن مین آیا عبادت مخ الدعا ہے کہ وہ
اپنے بتونکو حاجت چاہنے مین پکارتے تھے اور وہ ممنوع ہے اور کفر اور استغاثہ
اور استعانت پیغمبر صاحب سے اور سواے انکے اور نبیون اور اماموں سے بتصریح
اسما اونکے ممنوع نہین بلکہ موجب رواے حاجت بندگان ہے جیساکہ سابق مفصل
اوسکا ذکر کیا گیا ——— قولہ کہ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے
متقی مشرک سے اَقُوْلُ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ اس عبارت سے یہہ معلوم ہوا کہ ساتھہ تقوی
کے شرک بھی جمع ہوتا ہے حالانکہ امر خلاف اسکے ہے اسواسطے کہ متقی اوسکو کہتے ہین کہ جو
پرہیز کرے شرک اور سب گناہ سے فلیتفکر قولہ دوسری فصل اشراک فی العلم کے
بیان مین یعنی اس فصل مین ان آیتون اور حدیثونکا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم
کی برائی ثابت ہوتی ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَبَارَکَ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ
لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ انعام مین کہ اوس پاس ہین
کنجیان غیب کی نہین جانتا انکو مگر وہی ﷺ ف ﷺ یعنی جسطرح اللہ صاحب بندونکے
واسطے ظاہر کی چیز ونکے دریافت کرنیکو الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ مراد اس آیت مین

غیب ہے پانچ چیزین ہین کہ اوسکا علم اللہ صاحب نے سواے اپنے کسیکو نہین دیا
چنانچہ کلام مجید اپنے مین فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ
مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِاَيِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ترجمہ یعنی اللہ جو ہے اوسی پاس ہے قیامت
کی خبر اوتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو مان کے پیٹ مین ہے اور کوئی جی نہین جانتا
کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے
خبردار اور تفسیر بغوی مین مذکور ہے وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اُوْتِيَ نَبِيُّكُمْ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ
اِلَّا عِلْمَ مَفَاتِيْحِ الْغَيْبِ ترجمہ ابن مسعود نے فرمایا کہ تمہارے نبی دیئے گئے علم
ہر چیز کا مگر مفاتیح الغیب کا کہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا اب یہہ جو کچھہ حضرت مولوی صاحب
نے بے ادبی نسبت نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے فائدہ مین افادہ فرمایا کہ یہہ اللہ
ہی کی شان ہے کسی نبی ولی جن وفرشتہ پیر وشہید کو امام امامزادے کو بھوت پری کو
اللہ صاحب نے یہہ طاقت نہین بخشی کہ جب وچاہین غیب کی بات معلوم کرلین بکمال
بے ادبی ہے کہ انبیا کے نام کے ساتھہ بھوت پری کا ذکر کرنا اور احکام مین ایک سمجھنا باعث
عدم تقوی ہے اَللّٰہُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ ونیز ادراک وعلم رسولونکا اور نبیونکے
بہی محقق وثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے سورۃ جن مین ارشاد فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ
عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا
لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ترجمہ تو نہین خبر دیتا ہے اپنے بھید کی
کسیکو مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول تو وہ چلاتا ہے اوسکے آگے وپیچہے چوکیدار تا جانے
کہ اونہون نے پہونچائے پیغام اپنے رب کے اور قابو مین رکھا ہے جو اونکے پاس ہے اور

گنتے ہین ہر چیز کے گنتی اور تفسیر بغوی مین اسکی تصحیح یون کے ہے فلا یظہر لا یطلع علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الا من یصطفیہ لرسالتہ فیظہر علی ما یشاء من الغیب لانہ یستدل علی نبوتہ بالآیۃ المعجزۃ بان یخبر عن الغیب فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا ذکر بعض الجہات دلالۃ علی جمیعہا رصدا ای ما یجعل بین یدیہ و خلفہ حفظۃ من الملئکۃ یحفظونہ من الشیاطین ان یسترقوا السمع و من الجن ان یسمع الوحی فیلقوا الی الکہنۃ قال مقاتل و غیرہ کان اللہ اذا بعث رسولا اتاہ شیطان فی صورۃ ملک یخبرہ فیبعث اللہ من بین یدیہ و من خلفہ رصدا من الملئکۃ یحرسونہ و یطرد ون الشیاطین فاذا جاءہ الشیطان فی صورۃ ملک اخبروہ بانہ شیطان فاحذروہ و اذا جاءہ ملک قالوا لہ ہذا رسول ربک لیعلم قرء یعقوب لیعلم بضم الیاء ای لیعلم الناس ان الرسل قد بلغوا و قرء الآخرون بفتح الیاء ای لیعلم الرسول ان الملئکۃ قد ابلغوا رسالات ربہم و احاط بما لدیہم ای علم اللہ ما عند الرسل فلم یخف علیہ شی و احصی کل شی عددا قال ابن

عَبّاسٍ اَحصٰی مَا خَلَقَ وَعَرَفَ عَدَدَ مَا خَلَقَ لَا یَعْلَمُہٗ
عَالِمُ شَیْءٍ عِلْمَہٗ حَتّٰی مِثْقَالَ الذَّرِّ وَالخَرْدَلِ ترجمہ کہا ابن عباس نے
گھیر لیا ہے تمام مخلوقات کو اور جان لیا رسول نے گنتی تمام مخلوقات
کہ نہین فوت ہوتا اوسے رسول سے علم کسی چیز کا یہانتک کہ مثاقیل
ذرہ اور رائے کے اب مولوی صاحب اسجا لحاظ فرماوین کہ اس
آیۂ کریمہ سے ونیز حدیث ابن مسعود سے کہ سابق گذرے ثابت
ہوا کہ اللہ نے اپنی حبیب ورسول کو علم ہر شئے کا عطا فرمایا اور
غیوبیت اونکے نظر سے اوٹھادے اب یہان کنجیان غیب کے سوا
غیوب خمسہ کے آنحضرت کو ملے یا نملے اگر فرماوینگے تو ضرور فرماوینگے
کہ ہان ملے پوشیدہ نرہے کہ جواب واقعہ افک کا یعنے تہمت زنا حضرت
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو منافقین سے سرزد ہوے
بچند وجوہ ہے وجہ اول یہہ کہ عدم علم ایک واقعہ خاص کا مستلزم
نہین عدم علم اکثر واقعات کو وجہ ثانی یہہ کہ جملہ ظاہر سے یہہ بات ہے
کہ مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تمامی انبیا سے بالاتر ہے پھر
اسمین کیا شبہ ہے کہ حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو
حال حضرت سارہا سے اوسوقت مین کہ بادشاہ مصر نے اونکو مقید کرکے
قصد بحرمتی کا کیا اطلاع ہوی اور جو حجاب کہ درمیان اونکے اور درمیان
حضرت سارہ کے واقع تھا اوٹھ گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو حال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے
اصلا اطلاع نہوئی اسمین فضل مفضول کا اوپر فاضل کے لازم آتا ہے

اور یہہ محال ہے اور دوسرا اسمین یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کام اپنا اللہ پر چھوڑا تہا اور تسلیم سے اسکا تجاوز نہ کیا آخر اطلاع پائی بخلاف ابراہیم علیہ السلام کے کہ صبر اور توکل کو چہوڑکر اللہ صاحب سے عرض کیا کہ خداوندا مجکو نمرود نے آگ مین ڈالا اور مین نے اوسپر صبر و تسلیم کیا اب مفارقت سارہ سے صبر نہین کرسکتا اللہ نے اونکی دعا قبول کی اور حجاب کہ درمیان انکے اور حضرت سارہ کے واقع تہا فی الفور اوٹھا دیا آپ نے اونکے وقصہ ہمبستی کا دیکہکر بد دعا کی ہفت اندام شاہ مصر کے سیاہ ہوگئے وجہہ ثالث یہہ ہے کہ اگر عدم علم ایک واقعہ کا موجب علوم کثیرہ کا ہو جیسا واقفین قصہ افک پر واضح ہے وہ عین علم ہے نہ جہل وجہہ رابع یہہ ہے کہ اعتبار جاننے اور نجاننے کا اوسوقت مین ہے کہ اوترنا وحی کا تمام اور منقطع ہو اور جبتک کہ زمان تعلم اور تعلیم کا باقی ہو اور متعلم اپنے کمال کو نہ پہونچا ہو اوسکے تحقیر نجاننے بعض مغیبات سے کرنے عین تحقیر اپنی ہے وجہ خامس یہہ کہ اسجا رب العزت کو حقارت آنحضرت کی اصلا مقصود نہین بلکہ بیان کمال عزت و حرمت اور عصمت حضرت صدیقہ اور فضیحت اور رسوائی منافقین کے منظور ہے جیسا کہ شاہد اسپر وہ آیۃ کریمہ جو سورہ نور کی رکوع ثانی مین مسطور ہے ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب عظیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون عصمت اور عزت اور حرمت اہلبیت رسول اللہ کے

اور رسوائی اور بے عزتی اور تحقیر دنیا اور آخرت میں جمیع منافقین
کے بوجہے گئے نہ یہہ کہ کسر شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
اونکے اہلبیت کے واللہ اعلم بالصواب قولہ کہ جو کوئے
یہہ دعوے کرے کہ میرے پاس ایسا کچھہ علم ہے کہ جب
مین چاہون اس سے غیب کی بات کو معلوم کر لون اور
آئندہ کے باتونکا معلوم کر لینا میرے قابو مین ہے سو وہ
بڑا جھوٹا ہے کہ خدائے کا دعوے کرتا ہے
اقول و باللہ التوفیق خدائے کا دعوے تو نمرود و شداد
و ہامان وغیرہ کو تہا اور سوائے اونکے کون ایسا مسلمان
ہے کہ برابر خدا کے دعوے اپنے علم اور قدرت کا کرے
مگر ہان اونمین اسقدر استعداد اللہ جل شانہ نے عطا
فرمائے کہ بدولت اوس استعداد کے جب رجوع
الی اللہ کرتے ہین تو فی الفور غیب اونپر آشکارا اور واضح ہوتا ہے
جیسا حال اسکا سابق گذرا اور بنبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وجیہ اللہ
دنیا و آخرت مین اور مقربین سے ہین اونکا تو کیا ذکر آپکے بعض بعض
امتیونکو علم غیب بوجہ اپکے اتباع کے حاصل تہا اور جو اعتراض کہ میر
کہ حضرت مولوی صاحب سورہ نمل سے واسطے نفی علم غیب کے
تمام عالم سے لائے اور فرمایا کہ قال اللہ تعالے
قل لا یعلم من فی السموات والارض
الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون

وقضا بدین فرماتی ہین۔ وما سہا شہور اودمو تمر و تنقضی الا سے لی وتجری بما یاتی
وتجری تعلمی وانقصر عن صدالی۔

ترجمہ کہو اسے محمدؐ نہین جانتا وہ شخص کہ بیچ آسمان اور زمین کی ہے غیب کو مگر
اللہ اور نہین واقف ہین کب اوٹھائے جائینگے ف یہہ مخصوص ہے بیچ حق مشرکین
کے کہ وہ پوچھتے تھے رسول صلعم سے کہ ہم کب اوٹھائے جائینگے بعد موت
کے اور اوسکا کب وقت ہے اوسپر یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ الخ جسکا ذکر اوپر گذرا کہ علم اوسکا مخصوص
بجناب باری ہے اسمین ہمکو کچھہ کلام نہین کہ سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا
و نیز نفی علم خاص مستلزم نفی علم عام نہین پس مطلوب ثابت ہوا اور آگے اسکی واسطے
اثبات مطلب کے جو آیتین لکھین مثل قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ
وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ کہا اللہ
صاحب نے سورہ لقمان مین بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی
اور وہی اوتارتا ہے مینہہ اور جانتا ہے جو کچھہ کہ مادہ کی پیٹ مین ہے اور
نہین جانتا کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی کہ کس زمین مین مریگا بیشک
اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار وہ مفید مجیب ہین نہ معنید مولوی صاحب کمام فافہم
قولہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا
یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا اللہ
صاحب نے سورہ احقاف مین اور کون گمراہ ہوگا اس شخص سے زیادہ کہ پکارتا ہے
ورے اللہ سے ان لوگونکو کہ نقبول کرین اسکی بات قیامت کے دن تک اور
وے انکے پکارنے سے غافل ہین قولہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ
لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا

ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یؤمنون کہا اللہ صاحب نے سورۂ اعراف مین

کہ کہہ نہین اختیار رکہتا مین اپنی جانکی کچہہ نفع اور نقصان کا مگر جو کچہہ چاہے

اللہ اور جو جانتا مین غیب تو بیشک بہت سے لے لیتا مین بہلائی اور نہ چہوتے

مجکو کچہہ برائی مین تو فقط ڈرانیوالا ہون اور خوشخبری سنانیوالا ہون انکو کو

جو یقین رکہتے ہین اقول وباللہ التوفیق یہہ سب ایتین نفی غیب خاص

مین کہ عبارت خمس لا یعلمہن الا اللہ سے ہے وارد ہوئین ہین یعنے

وہ غیب حقیقی ہے کہ اللہ تعالی نے اسکا علم سواے اپنے کسی دوسرے کو نہین دیا

اور علم غیب اضافی بہ نسبت انبیاء و اولیاء وغیرہ کی صحیح اور جائز ہے جیساکہ

جواب اسکا سابق گذرا اور اسکی تصریح ملا علی قاری نے مرقاۃ مین بخوبی کردی ہے

اور مراد وهم عن دعائهم غفلون سے اصنام اور بت ہین اور

اور سلب علم اور رفع علم اصنام اور بتونکا مستلزم رفع علم انبیاء و اولیاء نہین

فافہم قولہ اخرج البخاری عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت

جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی

فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن

من قتل من اباءی یوم بدر اذ قالت احداهن فینا نبی

یعلم ما فی غد فقال دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین

مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے

نقل کیا کہ پیغمبر خدا آئے میرے گہر مین جب شادی ہوئی تہی میری پہر بیٹہے

میری مسند پر جیساکہ تو بیٹہا ہے میرے پاس سو ودن ہے شروع کیا چہوکریون

نے ہماری کہ دف بجانے لگین اور مذکور کرنے لگین اون لوگونکا کہ مارے گئے تھے بڑے ہمارے بدر مین سو ایک کہنے لگی کہ ہم مین ایک نبی ایسا ہی کہ جانتا ہے کل کیے بات پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہہ بات چہوڑدی اور وہی کہہ جو کہتے تہے اقول وباللہ التوفیق جواب [illegible] کا بچند وجوہ ہے پہلی یہہ ہے کہ جمیع علوم قرآن مین موجود ہے اور علم اون سب کا رسول کو ضرور اور لازم والّا لازم آویگا جہل اور جہل منافی شان رسول اور تبلیغ ہے اور تبلیغ ما انزل من ربہ واجب اور دوسرے یہہ کہ قول آنحضرت صلعم بنات انصاریہ کو دعی ہٰذہ وقولی بالذی کنت تقولین سے انکار علم غیب نہین بوجہا جاتا بلکہ یہہ قول بطریق شوق استماع کلام بنات انصاریہ ہے اور تیسرے یہہ کہ صدور اس قول کا بنات انصاریہ سے بلا استماع حضرات انصار سے نہین جیسا کہ یہہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین ونیز صدور اس قول کا انصار سے حجت ہے واسطے مجیب کے نہ واسطے مولویصاحب کے چوتھے یہہ کہ تعارض مابین دلائل سابقہ قرآن اور حدیث سے کہ سابق گذرین اور مابین اس حدیث کے لازم آویگا فافہم وکن من الشاکرین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین قولہ اخرج البخاری عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت من اخبرک ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی وتبارک ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ لقد اعظم الفریۃ مشکوۃ کی باب رؤیۃ اللہ عزوجل مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا حضرت بی بی عائیشہ نے کہا کہ جو کوئی خبر دے مجکو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تہے پانچ باتین کہ اللہ نے مذکور کین ہین سو بیشک ان نے بڑا طوفان باندہا اقول وباللہ التوفیق

اسکا تو ضمیر کو بہی اقرار ہے اور قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واجب الاتباع
اور نیز یہہ قول موئد مطلوب مجیب ہی کا مر فثبت المطلوب ورا س بیان سیے
مافی الفائدہ سب جہوٹ و باطل ہوگیا قولہ اخرج البخاری عن ام العلاء
الانصاریۃ قالت قال رسول اللہ صلعم واللہ لا ادری واللہ لا
ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم مشکوۃ کے باب البکاء و
الخوف مین لکہا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ فرمایا پیغمبر
خدا نے قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا مین اور پہر قسم ہے اللہ کی کہ نہین جانتا
مین حالانکہ مین رسول اللہ کا ہون کہ کیا معاملہ ہوگا مجہسے اور کیا تمسے
اقول وباللہ التوفیق ظاہرا یہہ حدیث مناقض ہے اس آیۃ کریمہ لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی و نیز منافی اس آیۃ کریمہ ولسوف
یعطیک ربک فترضیٰ کی ہے ترجمہ تا اینکہ بخشے اللہ گناہ اگلے اور پچہلے تمہارے
اور بتحقیق قریب ہے کہ عطا کریگا تمکو اللہ پس راضی ہوجاویگا ان دونو آیتون
سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مغفور ہین اور روز قیامت
کو مرتبہ مقام محمود کہ عبارت مرتبہ وزارت سے ہے اونکو عطا ہوگا اور حال
یہہ ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا قال اللہ تعالیٰ ان اللہ
لا یخلف المیعاد یعنی بتحقیق اللہ خلاف اپنے وعدہ کے نہین کرتا اور بنظر
اس وجوہ کی بعض شراح اس حدیث نے اسکو منسوخ کہا ہے وعلیٰ تقدیر التسلیم
یہہ فرمانا آپ کا بنظر لحاظ خوف وخشیت ہے کہ حضرت انسان کو لازم اور
واجب ہے کہ اپنے علم کو اسمقام مین بمقابلہ علم الٰہی کی نہایت اندک اور ناچیز
سمجہے اور اقرار اپنی نادانی کا کرے کیونکہ مقابلہ علم اللہ کی اپنا قصور ظاہر کرنا نہایت

مناسب مقام ہے حضرت نے شب معراج کو حضرت جبریل کو دیکھا کہ
خوف الہی سے روتے روتے اونکے چہرہ مین خراش نمودار تھے
اسطرح پر کہ اگر اوسمین کشتے روان کیجاوے تو بخوبی روان ہوجاوے
حالانکہ ملائکہ معصوم ہین وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اشارہ ہے باین جانب کہ
اللہ کی سطوت اور دبدبہ سے اپنے اعمال اور افعال پر نظر کرکے ہر وقت
اور ہر آن ڈرتا رہے اور اپنے علم اور عمل پر تکیہ وغرّہ نکرے اور اپنے علم
کو بمقابلہ علم اوسکی کی لا علم سمجھے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب قوله قَالَ اللّٰہُ
تَعَالٰی وَتَبَارَكَ قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ الخ ترجمہ کہا
اللہ تعالی نے سورہ مومنون مین کہ کون ہے وہ شخص کہ جسکے ہاتھ مین ہے
تا بہر حد کا الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق جواب اسکا سابق گذرا فتذکر
قوله قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا
قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا
الخ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ جن مین کہہ کہ بیشک مین نہین اختیار رکھتا
تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدے کا کہہ بیشک مجھکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے
کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا ورے اسکی کہین بچاو الخ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق
مولویصاحب نے تمام آیت نہین لکھی کیونکہ مستثنی منہ کو لکھکر مستثنی کو
چھوڑا اور ساتہ اسکی وہ آیت آیندہ کہ اسپر معطوف تھی بجہت اسکے کہ مخل
مقصود قائل تھی اوسکو بھی چھوڑا اور عبارت مستثنی یہہ ہے اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ
اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ اور معطوف اوسپر یہہ ہے وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
اور بغوی نے اسجگہ یہہ لکھا ہے وَلَمْ یُؤْمِنْ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

ابدًا یعنی مگر پہونچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اوسکی پیغام دینے اور جو کوئی
حکم نہ مانے اللہ کا اور اوسکے رسول کا سو اوسکو آگ ہے دوزخ کی رہا کرین
اوسمین ہمیشہ **ف** یعنی کافرونکو سنا کر کہدین کہ مین تمہارے نفع و نقصان
کا مالک نہین مگر اوسکے احکام پہونچانے اور رسالت کا اور جو کوئی حکم نہ
مانیگا اللہ اور رسول کا اور ایمان نہ لاویگا اوسپر سو اوسکو آگ ہی دوزخ کی
اوسمین رہیگا ہمیشہ اور جب معنی اس آیت کے یہہ ٹھہری تو جو کچھہ تحت فائدہ
کے لکھا وہ سب باطل ہوگیا کیونکہ ہمیشہ رہنا آتش دوزخ مین سوائے کافر
اور مشرک کے ہرگز مومن کو جائز نہین اور اعتقاد اسکا انکار آیت ہے اور انکار
آیت کفر صریح ہی کیونکہ قصداً معنی خلاف مقصود مراد لیا اور جو شخص کہ معنی غیر مقصود لے
اوسکے جزا یہی ہے فافہم **قولہ قال اللہ تعالی ویعبدون من دون
اللہ ما لا یملک لہم رزقا من السموات والارض شیئا ولا
یستطیعون** فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نحل مین اور پوجتے ہین اللہ سے ورے
ایسونکو کہ نہین اختیار رکھتے انکی روزی کا آسمانون سے اور زمین سے کچھہ اور
نہین طاقت رکھتے **ف** یعنی اللہ کے سوا تعظیم کرتے ہین ایسونکی جنکا کچھہ
اختیار نہین اور اونکے روزی پہونچانی مین کچھہ دخل نہین رکھتے نہ آسمان سے
مینہ برسا دین نہ زمین سے کچھہ اوگا دین اور انکو کسی نوع کی قدرت نہین **اقول
وباللہ التوفیق** یہہ سب حال بتونکا ہے کہ انکے ہاتھہ مین نہ رزق ہے کہ کسیکو
دین اور نہ طاقت ہے مینہ برسانے کی کہ جو واسطہ رزق ہے اور نہ کسیطرحکی
طاقت و قدرت ہے اور تفسیر بغوی اور سارے تفاسیر مین مراد ان سب سے
اصنام ہین نہ انبیا و اولیا کہ اونکی تعظیم و تکریم خود حضرت قرآن سے ثابت

ہے اور محقق ہے جیسا کہ مکرر گذرا اور جو کچھ کہ بذیل اس آیہ کریمہ کی فائدہ
لکھا وہ سب باطل ہوا **قولہ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ
الظّٰلِمِينَ** فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ یونس ہین اور مت پکار دورے
اللہ کی ایسونکو کہ نہ فائدہ دیوین تجھکو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہہ تو بیشک
تو بے انصاف ہے **اقول وباللہ التوفیق** تفسیر بغوی مین لکھا ہے کہ
معنی لا تدع کے لا تعبد ہین یعنی مت عبادت کر ورے اللہ کی اس سے معلوم ہوا
کہ ممنوع عبادت غیر خدا ہے اور مراد من دون اللہ سے اصنام ہین جیسا کہ اسپر
صاف دال ہے **لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ** اور ظاہر ہے کہ کچھہ نفع اور ضرر
پتھر و نمین نہین اور جو کچھہ مولویصاحب نے اس جا بذیل اس آیہ کریمہ کے
فائدہ مین لکھا یہہ سب صحیح ہے **قولہ قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ
زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ
ظَهِيرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا
فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ** اور کہا اللہ نے سورۂ سبا مین کہ کہہ ہہلا پکار تو ان
لوگونکو کہ خیال کرتے ہین ورے اللہ سے سو وے تو اختیار نہین رکھتے
ایک ذرہ بھر آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہین انکا ان دونون مین
کچھہ ساجہا اور نہین اللہ کا ان مین سے کوئی بازو اور نہین کام آتی
سفارش اسکی ور برو مگر جسکو پروانگی دے یہانتک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی
ہے انکے دلونسے تو کہتے ہین کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہین کہ حق

اور وہی ہے بلند بڑا اَلْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق یہہ بہی آیت اصنام اور
بتونکی شان مین ہے اور مراد من دون اللّٰہ سے وہی اصنام ہین کہ کفار اونکو اپنا
اللّٰہ اور معبود سمجہکر عبادت کرتے اور پکارتے حالانکہ وہ بمقدار ایک ذرہ
کی بہی شرکت آسمان اور زمین مین ساتہہ اللّٰہ صاحب کے نہ رکہتے تہے اور نہ
کچہہ انکی مدد کرتے اور انہین جوتنکے حق مین فرمایا کہ قیامت کے روز یہہ بت
جسکو پکارتے ہین انکے کچہہ کام نہ اوینگے کہ کچہہ شفاعت انکی کرین اللّٰہ صاحب
سے اور یہہ لوگ اِن بت پرستونکی نہایت غلط تہی اور کہتے تہے کہ یہہ قیامت
کے روز ہمارے شفیع ہونگے اللّٰہ صاحب کے پاس اسواسطے اللّٰہ صاحب
نے اسکو رد فرمایا کہ نفع نہ دیگی انکی شفاعت انکو اللّٰہ کے پاس مگر وہ کہ جسکو
اللّٰہ تعالیٰ اذن دی اور اذن نہوگا مگر ذوی العقول کو کیونکہ شفاعت کیواسطے
دو چیز شرط ہے .... شرط اول یہہ کہ
شافع کو اذن شفاعت ہو اور وہ اوسکا مالک ہو اور شفاعت مالک چیز ہے کہ اللّٰہ جسکو دی اوسکا وہ مالک ہو
اور مالک نہین اوسکا مگر محمد صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ عنقریب آویگا
شرط دوسری یہہ کہ شافع ذوی العقول مین سے ہو اور یہہ اصنام محض بیجان
اور بیعقل ہین اسیواسطے اللّٰہ صاحب نے فرمایا اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ اور یہہ مین کا
ہمارے دعوے پر دلیل ہے اور دلیل دونو شرطون پر یہہ ہے کہ جسکو اللّٰہ
صاحب نے سورہ زمر مین فرمایا اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَاءَ
قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ای کیا کافرون
نے سوا اللّٰہ کے اپنا سفارشی کہوا ای محمد اگرچہ نہ مالک ہون یہہ لوگ
کسی شئے کے فائدہ اس آیۃ سے کئی بات ثابت ہوئی ایک یہہ کہ دون اللّٰہ

سے مراد اصنام ہین اور دوسرے یہہ کہ یہہ لائق سفارش کے ہنین کیونکہ
مالک ہنین کسی شی کی تیسرے یہہ کہ شرط شفاعت مین عقل بھی ہے اور شفاع انکی
بے عقل محض ہین اور پھر اسکے بعد ارشاد فرمایا اللہ تعالی سے قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ
جَمِيعًا ط لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنی
کہہ تو اسے محمد کہ واسطے اللہ ہے سب ہے سب شفاعت اوسیکا ہے راج آسمان اور
زمین پر پھر اوسکے طرف پھیری جاوگی یعنے کل شفاعت کا مالک وہی ہے جسکو دے
وہ دے اور یہہ اصنام اسکے لائق ہرگز نہین جیسا کہ سابق ذکر ہوچکا اور نیز آیت آیندہ
سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مراد من دون اللہ سے اصنام ہے جیسا کہ اللہ صاحب
نے آگے اِسکے یہہ فرمایا کہ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ
یعنے جب نام لیجئے اللہ کا نرا رک جاوین دل اونکے جو یقین نہین رکھتے پچھلے گھر کا
اور جب نام لیجئے اوسکے سوا اور ونکا اسے اصنام کا تبھی وہ لگین خوشیان کرنے
بس نہ رہے قابل شفاعت کے مگر ذوی العقول من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین اور جو لوگ انکے مطیع ہین اور امین سب سے اولے اور افضل اور اقدم
نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ انکو منجملہ اور عطیہ کی ایک شفاعت بہی ہے کہ حضرت
کو عطا کی گئی اور وہ شافع اور مقبول شفاعت ہین جیسا کہ مشکوۃ کے باب فضائل
سید المرسلین مین مذکور ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِا
لرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا
رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ

فی لم تحل لاحد قبلی و اعطیت الشفاعة وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت عامۃ الی الناس متفق علیہ ترجمہ یعنی جابر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین عطا کیا گیا پانچ چیز کہ نہین عطا کیا گیا کوئی اونکو پہلے میرے فتح دیا گیا مین ساتھ رعب کے مسافت ایک مہینے کی اور کردانی گئی زمین واسطے میرے مسجد اور طہور مین جو آدمی امت میرے سے لے اوسکو وقت پس چاہیئے کہ نماز پڑہے وحلال کی گئی واسطے میرے غنیمتین اور نہین حلال کی گئین واسطے کسیکے پہلے میرے اور عطا کیا گیا مین شفاعت کے تئین اور تہا نبی کہ بہیجا جاتا تہا طرف قوم اپنے کے بالتخصیص اور بہیجا گیا مین طرف تمام آدمیونکی اتفاق کیا اس حدیث پر بخاری اور مسلم کا فائدہ اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ مراد من دون اللہ سے سوائے اصنام کے پیر و پیغمبر امام وقطب وغوث نہین کہ وہ معبود ٹھہرائے جاوین واسطے سائر مسلمین کے اور احکام شرک کا اونپر جاری کیا جاوے اور مراد ھؤلاء شفعاء سے پیر و پیغمبر و امام نہین کیونکہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کو شفاعت مطلق عطا ہوئے اور منکر شفاعت کا منکر قرآن وحدیث ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم یوم القیمۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع رواہ مسلم اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روز قیامت مین مین سردار اولاد آدم ہونگا واول اونکا کہ قبر اونکے نکلنے مین ہونگا اور اول شافع اور مقبول شفاعت مین ہونگا عن جابر ان النبی صلی

اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبین ولا فخر وانا اول شافع ولا فخر رواہ الدارمی اور روایت کیا جابر نے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین کھینچنے والا ہونگا مرسلین کا اور اسمین مجھکو کچہ فخر نہین اور مین پہلا شفاعت کرنیوالا اور مقبول شفاعت ہون اور اسمین فخر نہین وصح انا اول من تنشق عنہ الارض فالبس الحلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد یقوم ذالک المقام غیری یعنی صحیح ہے یہہ حدیث کہ فرمایا حضرت نے اول اونکا کہ اپنے قبر وںسے نکلین مین ہون گا پہر پہنایا جاویگا ایک حلہ حلل بہشت سے پہر کہڑا ہونگا جانب یمین عرش کے کہ اس مقام مین کسیکو تاب قیام نہوگی مسند حمید مین لکہا ہے کہ یہہ خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر دجال فرماتے تہے ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین آٹا سانتی ہون مجہکو خیال اسکا ہے کہ ایسا نہو کہ دجال خروج کرے اور مین سعی پکانیسے فارغ نہون آپ نے فرمایا کہ اگر دجال خروج کرے اور مین اوسوقت موجود ہون تیرے طرفسے کفایت اس مہم کے کرونگا اور اگر بعد میرے خروج کرے بس اللہ خلیفہ میرا ہی یعنے حافظ اور نگہبان میرے امت کا ہے سو منوکوئی بہی اسطرحکا دلیر نہ تہا اور نہ کسیکو یہہ اذن تہا کہ حضرت رب العزت کو کہتا اللہ خلیفتی من بعدی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ اذن تہا کہ فرماتے تہے اللہ خلیفتی من بعدی اور یہی وجہہ تہی کہ مرض الموت مین خیال امت دلمین رکہا اور مناجات فرماتے تہے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اب کو اللہ تعالے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم آپ حبیب اور رسول اور خلیفہ

میرے بندو منین اب بہی جسوقت آپکو اس جہانسے اوٹھاونگا مین خود خلیفہ آپکا ہونگا آپکے اُمت مین یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے سید الاولین والآخرین تو اپنے دل کو ساتھہ امت کے مشغول نرکہہ بلکہ اپنے امت مجہے سپرد کر کہ بعد وفات آپکے اونکا حافظ و ناصر مین ہونگا یعنی جسطرح حالت حیات مین آپکے برکت سے اونکو راہ راست دکہائے اوسیطرح بعد وفات آپکے راہ راست پر قایم اور صراط المستقیم پر دائم رکھونگا کہ کفر سے بچین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے قوم بہائی کو سپرد کے اور فرمایا اُخْلُفْنِی فِی قَوْمِی وہ پیچہے اوسکے گوسالہ پرست ہوئے اے سید عالم واے فخر بنی آدم امت اپنے مجہکو سونپ کہ بعد وفات اپکی امت اپکے پرستش میرے کرین انتہی کلامہ قولہ کہ جو کوئی کسی نبی یا ولی یا امام وشہید کو یا کسی فرشتے یا پیر کو اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجہے سو وہ اصل مشرک ہے اقول و باللہ التوفیق بیشک آیہ کریمہ و احادیث سے یہہ بات ثابت و متحقق ہوئے کہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور شافع اور مشفع ہیں اور آپ کو شفاعت عطا کئی گئی اور جنسے اللہ صاحب نے نفی شفاعت فرمائے اونکا حال سابق گذرا کہ وہ اصنام ہین اور نفی شفاعت اونسے ظاہر ہے تصریح اور تردید اوسکی پہلی ظہور مین آئی کہ نہ وہ مالک شفاعت ہین اور نہ اونکو عقل ہے اور نیز اس تحقیق سے صاف ظاہر ہوا کہ جو شخص نبی ولی امام شہید پیر کو اپنے ولی اور شفیع بجانے وہ منکر حدیث اور قرآن ہے کما مر غیر مرۃ اور مولویصاحب نے خوب قدر اللہ کی پہچانی کہ محالات کو بہی ممکنات سے سمجہا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم

خاتم النبیین ہین اور جب پیدا کرنا مثل آنحضرت کے ممکنات سے اور مقتضاے
شان الٰہی ہوا تو امر محال ممکن ہوا اور تبدیل قول اللہ تعالی کی لازم آئی اور حالانکہ
اللہ تعالی نے تبدیل قول سے سورۂ قاف مین منع فرمایا مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ
لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ یعنی نہین تبدیل کیا جاتا ہے قول نزدیک میرے
اور نہین ہون مین ظلم کرنیوالا اپنے بندون پر اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سا
دوسرا پیدا کرنا ممکن ہوا تو یہہ بھی بات لازم ہوئی کہ وہ ظلم کرنیوالا محمد صاحب
پر ہوا اور جو جو احسانات اللہ صاحب نے اپنے حبیب اور اوسکی امت پر کیا
واقعی قدر دانی اوسکی یہی ہے ممکن نہین اور کیونکر قدر دانی اوسکی ہوسکتی ہے
جیسا کہ ابھی نقل مسند حمید سے گذرے کہ اللہ صاحب نے وعدہ کیا کہ تو اس
جہان مین ہو تو مین خود خلیفہ تیرے امت مین ہونگا اور اونکو کفر سے بچا دونگا اب
بمقابلہ اس انعام کے جو آنحضرت اور لوگونکے امت کو عطا ہوا اوسکی قدر دانی
اور شکر گذاری تا بقیامت کسی سے ممکن نہین مگر مولوی صاحب نے خوب قدر دانی
کی کہ اللہ صاحب کے وعدہ بعث کرانے سب نبی سردار امام دہلی شہید کو زمرۂ
مشرکین مین داخل کیا اور اونکے شفیع اور ولی کہنے والے کو بھی زمرۂ مشرکین
مین داخل کیا اور کیون نہ داخل کرین کہ انکے شیخ نجدی نے کہ عبدالوہاب
نجدی ہین خود اپنے رسالہ توحید مین یہہ لکہا ہے کہ جو شخص پیغمبر کو اپنا ولی
اور شفیع جانے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے اور پیغمبر کے قبر اور تبرکات
بت ہین اور محمد مشرک اور ہلاک کے راہ ہین واہ واہ آپ کی یہہ قدر دانی
اور آپ کی چچا صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز نے اپنے
تفسیر عزیزیہ مین بذیل اس آیہ کریمہ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى

کے کیسی قدر دانی اللہ صاحب اور اوسکے حبیب کی فرمائی کہ جسکے عبارت
یہہ ہے یعنی ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از معاملت اول تا آنکہ بشریت ترا
اصلا وجود نماند و غلبہ نور حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود و اگر آخرت
را بر ما بعد الموت حمل نمایند نیز جا دارد زیرا کہ ظہور سیادت آنحضرت صلعم
در جمعیت انجاب و فیضان جود الٰہی از منبع ذات ایشان دران روز
بکمال قوت و علو داشتہ باشد بحدیکہ در روز قیامت اولین و آخرین
بشفاعت ایشان محتاج شوند و زیر نشان ایشان سایہ یابند و از آب
حوض ایشان سیراب گردند و تقسیم درجات و منازل بہشت از ایشان
صورت گیرد و در لفظ ربک کمال تشفی نکت انجاب را یعنی چہ احتمال است
کہ خاوندیکہ باین مرتبہ ترا پرورده باشد و انواع تربیت خود در حق تو
مبذول ساختہ تا آنکہ تجلی نور خود را بلا واسطہ مرشدے و پیغمبرے بر روح
تو انداختہ ترا رخصت کند و جواب دہد ہمینی از خاوندان مجازی دور
مینماید چنانچہ مشہور است کہ نواختہ را نباید انداخت چہ جاے خاوند حقیقی کہ
پیش از وجود ہر چیز استعداد آنرا در ہاے آنہا داشتہ ہر یک
را بمنصبے و مرتبہ مخصوص مینماید و لنعم ما قیل ع چون بعلم
ازل مرا دیدے + دیدے آنگہ بعیب بگزیدے + من بعیب آن و تو
بعلم ہمان + رد مکن آنچہ خود پسندیدے + درینجا باید دانست کہ ہرگاہ
آقاے مہربان قدر دان نوکرے از نوکران خود را بخدمتی مامور سازد
و آن نوکر بکمال جد و اجتہاد بدان خدمت مشغول شود حاسدان غمازان
در پیے دلشکنی آن نوکر شوند و اراجیف بے اصل شایع کنند کہ فلانے

از نظر خاوند خود افتاده و از خدمتے کہ بدان مامور بود معذول گشت درین
وقت آن خاوند را از کمال تلطف و شفقت می باید کہ آن نوکر را دلداری
نماید و او را تسلی دہد و برای رفع اثر کدورت کہ باستماع آن اراجیف
در دل آن نوکر نشستہ بانعامی و خلعتے و وعدۂ ترقیات منصب او را
مخصوص کند و از ہمین جنس ہست این کلام وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضَىٰ یعنی و البتہ بدہد ترا پروردگار تو آن قدر کہ راضی شوی و بآن
پیمانہ استعداد تو لبریز گردد و طلبی و تعطشی باقی نماند و این وعدہ کمال
وسعت دارد خصوصاً بنظر بوسعت استعداد مخاطب کہ پیغمبر چنین
عالیقدر بود تو ان فہمید کہ عطا ہای الہی چہ مقدار بوی خواہد داد
تا سیر خواہد شد در حدیث شریف ہست کہ چون این آیت نازل شد
آنحضرت صلعم بیاران خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا انکہ یک یک
را از امت خود بہ بہشت داخل نکنم و عطایای الہی کہ در حق آنجناب از
ابتدای آفرینش روح مبارک ایشان تا انتہای دخول بہشت واقع
شدہ و میشود و خواہد شد بیرون از حیطۂ قیاس وحد بیانست مجملی ازان
بیان کردہ میشود باید دانست کہ چون شخصے یکی را از متوسلان خود محبوب
خود می سازد او را بچیز ہای بسیار در لباس و سواری و محمل جلوس و دیگر
احوال ممتاز میگرداند تا محبوبیت او در نظر عام و خاص جلوہ گر شود و آن
حضرت را صلعم خصوصیاتی کہ از جناب خداوندی حاصل شدہ دو قسم است
اول انکہ پیغمبران دیگر نیز دران شریک اند لیکن ایشان را بیش از ہمہ
و بیش از ہمہ آن نعمت دادہ اند بسبب آن ایشان را ممتاز ساختہ

وقسمے آنست کہ خصوص بایشانست دیگرے را ازآن نصیب نیست وبحث
اختصار دریجا از ہر دو قسم مخلوط باہم پارہ را نشان دہیم تا معنی این آیت
در ذہن مستمعان بوجہ احسن جاگیر دو از خصوصیاتی کہ آنحضرت صلعم را
در بدن مبارکش دادہ بود ندان بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
از پس پشت خود میدیدند چنانچہ از پیش روی خود میدیدند و در شب تاریکی
چنان میدیدند کہ بروز در روشنی و آب دہن ایشان آبجاہے شور را
شیرین میگردد باطفال شیر خوارہ یکقطرہ از لعاب دہن خود می چشانیدند
آن اطفال تمام روز شکم سیر می ماندند و طلب شیر نمیکردند چنانچہ بروز عاشورہ
باطفال اہلبیت تجربہ شدہ و بغل آنحضرت صلعم سفید رنگ براق بود و اصلا
موسے نداشت واز ایشان جاے میرسید کہ آواز دیگران بعشر
عشیر آن نرسد و از دور می شنیدند کہ دیگران از مسافت نمی توانند
شنید و در خواب چشم ایشان خواب آلودہ میشد و دل خبردار میماند و
خازہ دہن ہرگز ایشانرا در تمام عمر اتفاق نیفتادہ و احتلام ہرگز واقع
نشدہ و عرق مبارک ایشان خوشبوتر از مشک بود بحدیکہ اگر در کوچہ
میگذشتند مردم بسبب بوے خوش عرق ایشان کہ در ہوا سرایت
کردہ میماند پے مے بردند کہ ازین کوچہ آنحضرت صلعم گذشتہ اند و ہیچکس
اثر فضلہ ایشانرا بر روے زمین ندیدہ زمین میشگافت و فرو می برد و از آن
مکان بوے مشک مے شنیدند و در وقت تولد مختون پیدا شدند و
ناف بریدہ و پاک و صاف ہرگز لوث نجاست بر بدن ایشان نبود
وچون برزمین بر افتادند سجدہ کنان وانگشت خود را بسوی آسمان

بر داشته و در وقت تولد ایشان نورے متشعشع شد که به سبب آن شهرهاے
شام مادر ایشان را نمودار شد و مهد ایشان را ملائکه می جنبانیدند و مهتاب با
ایشان در حالت طفولیت که در گهواره بودند حرف میزد و هرگاه اشاره بسوے
سیر نموده بسوے ایشان مائل میشد و بارها در حالت گهواره تکلم فرموده اند
و همیشه ابر در وقت تمازت گرما بر ایشان سایه میداشت و اگر زیر درختے
می آمدند سایه درخت سمت ایشان متوجه می شد و سایه ایشان بر زمین
نمی افتاد و بر جامهاے ایشان مگس نمی نشست و پیش ایشان ایذا نمی
داد و اگر بر جانورے سوار می شدند آن جانور تا مدت سواری ایشان
بول و براز نمی کرد و در عالم ارواح اول کسیکه پیدا شد ایشان بودند اول کسیکه
در جواب الست بربکم بلے گفت نیز ایشان بودند و سیر معراج مخصوص با ایشان
ست و سواری براق نیز مخصوص با ایشان و بالاے آسمان رفتن و بحد
قاب قوسین رسیدن و بدیدار الهی مشرف شدن و ملائکه را فوج و حشم
ایشان ساختن تا همراه ایشان مانند لشکریان جنگ و قتال کردن نیز خاصه
ایشانست و شق القمر و دیگر معجزات عجیبه و غریبه نیز مخصوص با ایشانست و روز
قیامت البته ایشان را دهند مجلس را اندهند اول کسیکه از قبر سر آرد ایشان باشند
و اول کسیکه از بیهوشی افاقه کند ایشان باشند و ایشان را بر براق حشر نمایند
و هفتاد هزار فرشته گرداگرد ایشان باشند و بجانب راست عرش بالاے
کرسی ایشان را جا دهند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشان لواے
حمد دهند که حضرت آدم و تمام ذریت ایشان زیر آن نشان باشند و همه
انبیا با امتیان خود پس روے ایشان باشند و در دیدار خدا اول با ایشان

شروع نمایند و بشفاعت عظمی ایشان مخصوص سازند و اول کسیکه بر پلصراط بگذرد
ایشان باشند و تمام خلائق حشر را حکم شود که چشمهای خود فرو بندند تا دختر
ایشان حضرت فاطمه زهرا رض بر پلصراط بگذرد و اول کسیکه در دروازه جنت
را بکشاید ایشان باشند و روز قیامت ایشان را بمرتبه وسیله مشرف
سازند و آن مرتبه ایست نهایت بلند که کسی را از مخلوقات میسر نشده و
حقیقت آنست که ایشان در آن روز از جناب خداوندی بمنزله
وزیر از بادشاه باشند و انچه در شرائع بان مخصوص اند چیزهای بسیار
ست که تعداد آن موجب تطویل ست انتهی کلامه اور پوشیده
نرہے کہ بیان سابق اور لاحق سے یہ بات متحقق ہوے کہ جتنے گناہ
صغائر و کبائر سواے شرک کے کہ جسکے تعریف ہمنے سابق کے بشفاعت
نبینا صلعم سے کہ حبیب رب العالمین ہیں اور حدیث محبوبیت کی اونکے
مشکوۃ میں موجود ہے .... سب بخشدیے جاوینگے
وَنِعْمَ مَا قَالَ هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ
هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ ازالۃ الشک جو کچھ کہ حضرت قرآن
میں نفی شفاعت جسجگہ اور جہاں وارد ہوے مراد اوس سے شفاعت
کفار اور مشرکین اور منافقین ہے جسکو اللہ صاحب نے فرمایا
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ان سبہونکو شفاعت کسیکے
نفع ندیگی و نیز میں دون اللہ سے مراد اصنام ہیں جیسا کہ شرح مواقف
میں مذکور ہے کہ ابن زبعری نے صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر کہا کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ

جہنم یعنے تم مقرر اور وہ چیز کہ پوجتے ہو تم سوائے اللہ کے جہنم
ایندہن ہو حالانکہ لوگ انبیا علیہم السلام کو بہی پوجتے تہے پس چاہیے
کہ وہ بہی جہنم مین جاوین حضرت نے فرمایا کہ تجہکو اپنے زبان کے محاورے
سے بہی خبر نہین تو نہین جانتا کہ لفظ ما جو قرآن مین آیا ہے اوس
سے غیر ذوی العقول چیزین مراد ہوا کرتی ہین پس انبیا ذوی عقل
سہے وہ مراد نہین بلکہ حجر و شجر مراد ہین **قولہ** دوسرے صورت
ہے کہ کوئی بادشاہ زادو لسنے یا بیگما تو نسے یا کوئی بادشاہ کا معشوق
اس چور کا سفارشی بنکر کہڑا ہو جاوے اور چور کے سزا نہ دینے
دیوے اور بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کے تقصیر
معاف کر دے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین یعنے بادشاہ نے
محبت کے سبب سفارش قبول کر لے اور یہہ بات سمجہے کہ یکبار غصہ
پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو
اس محبوب کے روٹہہ جانے سے مجہکو ہو گا اس قسم کی شفاعت
بہی انکی دربار مین کسیطرح ممکن نہین اور جو کوئی کسیکو اس جناب
اقدس مین اس قسم کا شفیع سمجہے وہ بہی ویسا ہی مشرک ہے
اور جاہل **اقول وباللہ التوفیق** جواب اسکا بخوبی سابق گذرا
کہ جب بادشاہ عظیم الشان اپنے حبیب سے کچہہ وعدہ کو تاہے تو
بموجب الکرام اذا وعدوا وفا کے ضرور اوسکو ایفا کرتا ہے تا کہ خلاف
وعدہ نہ ہو اور نہین لحاظ کیا آپ نے کہ اللہ صاحب نے اپنے حبیب
سے وعدہ فرمایا **ولسوف یعطیک ربک فترضی** اور آپ کے
چچا صاحب نے بہی تفصیل تمام شرح اس آیہ کریمہ کی بخوبی کر دے

کرا دیمین اصلا شک وارتیاب باقی نرہا مگر یقین تو اللہ کے دینے
سے ہوتا ہے اور جب تک کہ انسان اپنے کو اوسکی عبادت مین
کہو نہین دیتا اجمال وتفصیل کچہہ اوسکو فائدہ نہین کرتا وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ اور یہہ جو صدیق صاحب نے کہا کہ لاچار ہوکر
اس چور کے تقصیر معاف کردے یہہ تو آپ کے گڑہے باتین ہین اور
ایسے عظیم الشان کی جناب مین ایسا شک ... ہم بھی عین شرک
ہے اور یہہ جو کہا کہ جو کوئی کسیکو اس جناب مین اس قسم کا شفیع
سمجھے وہ بہی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل یہہ تو دعوی مولوی صاحب
کا بلا دلیل ہے اور دعوی بلا دلیل مثبت مدعا نہین اور جو کچہہ آگے
اسکے لکہا جواب اوسکا یہہ ہے کہ ہان یہہ مقتضاے ایمان ہے کہ
انسان کو لازم ہے کہ ہردم وہر آن خوف مالک الملک سے اپنا زہرہ
آب رکہے اور نیز امیدوار اوسکی رحمت کا رہے لیکن پہر بہی رحمت
غالب ہے بمقتضاے سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلٰى غَضَبِي کے اکثر واغلب
نجات ہے وہ کیسا ہی گنہگار ہو اور ذکر اسکا سابق مکرر گذرا

قوله ...... یوم قیامت کو ایسا خوف ہوگا اور ایسی گہبراہٹ
ہوگی کہ فرشتے آپس مین بیہوش ہونگی اقول وباللہ التوفیق
کہ یہہ بیہوشی اور گہبراہٹ تو ملائکہ کو ہوگی کہ مرتبہ خواص ملائکہ کا کمتر ہے
خواص انبیا سے جیسا کہ عقاید اہل سنت ہے اور عام امت بنبینا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے گہبراہٹ اور بیہوشی سے ایمن اور بیخوف
ہو جاے کہ رسول صلعم جیسا کہ اللہ صاحب نے سورہ نمل کے رکوع

آخیر مین فرمایا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ
یعنے جو شخص ایک نیکی کریگا تو بس واسطے اوسکے خیر اور بہتر
دیجاویگی اوس نیکی سے اوس حالت مین کہ وہ ترس و خوف سے
اسدن مین ایمن و نڈر ہون گے فاید جب حضرت
کے ادنے ادنے امتی کا یہ رتبہ ہے کہ اللہ صاحب نے اونکے
حق مین ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ دن قیامت کو ایسے ترس
وخوف سے ایمن اور نڈر ہون گے تو حال نبینا صلعم کا کہ شفیع
موعود مین اور شفاعت اونکو عطا ہو گئی باحادیث مذکورہ کیونکر ایمن
اور نڈر نہونگے اور یعنے شفاعت بالاذن کے سابق گذرے
اور جواب تیسری صورت کا بیان سابق سے سب واضح
واشکارا ہو گیا حاجت تحریر نہین اور قولہ صورت تیسری مین
جو اصل مالک بھول جائے الخ اَقُولُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق اسمین کچھ
شک نہین یعنے سنکر ہوا اوسکے احکام کا اور اون چیزونکا
جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیے آئے اللہ صاحب کے
پاس سے تو البتہ سب نبی اور ولی ایسے آدمی سے بیزار
ہین بلکہ اوسپر غضب مین آتے ہین اور جواب بکاری
کا کہ مراد يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے مراد ...... ہے سابق گذرا
قولہ۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم يَوْمًا فَقَالَ
يَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ

تُجَاهَكَ وَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا سْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ

مشکوۃ کے باب التوکل مین لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عباس نے کہ تہا مین پیچہے پیغمبر خدا کے ایکدن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکہہ اللہ کو کہ وہ یاد رکہے تجہکو اور رکہہ اللہ کو کہ پاوے تو اوسکو اپنے روبرو اور جب مانگے تو کچہہ تو مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد مانگ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجہہ رہنا کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاوین اسپر کہ فایدہ پہونچاوین تجہکو کچہہ تو فایدہ نہ پہونچا سکین مگر جتنا کہ لکھدیا ہے اللہ نے تیرے حقمین اور جو اکٹھے ہوجاوین اسپر کہ نقصان پہونچاوین تجہکو تو نقصان نہ پہونچا سکینگے مگر اوتنا ہی کہ لکھدیا ہے اللہ نے تجہپر اوٹہا لیے قلم اور سوکھہ گئی

کا غلط اقول وباللہ التوفیق اسباب اور توسل منافی توکل
نہین اور یہ سب داخل جف القلم بما ہو
کائن ہے اور آثار اور اخبار توسل اور استشفاع
مین سابق مذکور ہوے اور آنحضرت صلعم نے بھی
واسطے بعض دعاؤن کے کہ اوس سے شفاعت
آنحضرت صلعم کے تصریح تمام بوجھی جاتی ہے
اگر منافی توکل ہوتی تو آپ کیون استدعا کی
ارشاد فرماتے جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاذان
مین لکھا ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صلعم مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ
رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ
نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ
وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
کہا جابر نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ جسنے کہا وقت سننے اذان کے اے اللہ
تو پروردگار ہے اس دعاے کامل کا اور نماز فرض کا
گردان تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ
اور بزرگی اور اوٹھا اوسکے تئین بمقام محمود
مین کہ وعدہ کیا ہے تونے اوسکا واجب ہوگی

واسطے اوسکے شفاعت میری دن قیامت کے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **فائدہ**
اگر استدعا و توسل منع ہوتا تو آپ ایسا کیون
فرماتی شاید کہ مولویصاحب بعد اذان کے یہ
دعا نہ پڑھتے ہون گے اور نہ اپنے لوگونکو حکم فرماتے
ہون گے اس حدیث مین وعدہ شفاعت کا صراحتہً
مذکورہے غرضکہ انکار ایسے امورکا کہ ثبوت اوسکا حدیث
صحیح سے ہو آفتاب پرخاک ڈالتا ہے اور باقی
جو فائدہ مین کہا اور بیان کیا وہ سب سابق
اور لاحق سے صاف رد ہو گیا و نیز جاننا چاہیے
کہ جو کچھ دنیا مین موجود ہے یہ نمونہ آخرت سے
مگر فرق اتنا ہی کہ اللہ جل شانہ شاہنشاہ ہے
اور یہ دنیا کے چھوٹے چھوٹے بادشاہ ہین اور بادشاہ
کے یہان سب لوگ معزز وممتاز نہین ہوتے اسی
طرح شاہنشاہ کے یہان سب لوگ معزز وممتاز
نہین جیسا کہ اللہ صاحب نے حضرت قرآن مین فرمایا
وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور
ولا الظل ولا الحرور وما یستوی
الاحیاء والاموات

یعنے آیا برابر ہے زندہ اور مردہ یعنے ان سب مین بڑا فرق ہی اور اللہ صاحب کے
یہان مراتب جدا جدا لگاتہ ہین جیسا سابق اسکا ذکر ہو چکا اسیطرح بادشاہان دنیا کے
نزدیک بھے ہر شخص کے مرتبے علیحدہ علیحدہ ہین کوئی وزیر داہنے جانب ہی اور کوئی وزیر
بائین جانب ہان اتنا فرق ہے کہ ہر ایک بندہ سامنے اللہ کے ہی اور اللہ اوسکا
حال دیکھتا ہی اور سنتا ہے اور بادشاہان دنیا ایسے نہین کیونکہ جو اون کے
حضور مین ہے وہ حاضر اور جو اون سے غائب ہین غائب اور جیسا کہ التفات بادشاہان
دنیا کا نسبت اپنے بندگان کے برابر نہین اسیطرح التفات شاہنشاہ کا نسبت اپنے
بندگان کے بھے برابر نہین رتبہ انبیا کا اور ہی رتبہ ملایکہ کا اور اور اسیطرح مراتب
صدیقین اور شہدا اور صالحین کے متفاوت ہین اور سوا اے انکے اور بندگان
ہین کہ اپنی شامت اعمال سے جانب شاہنشاہ کے نظر نہین کر سکتے کیونکہ وہ جانتے
ہین کہ رحمت اللہ کی نیک کارون کے نزدیک ہی اور ہم لوگ تباہ کار اور گنہگار ہین
اس جہت سی نہایت شرم سے کچھ کہہ نہین سکتے پس ایسے لوگون کے واسطے شفاعت
خواص خصوصاً نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ قیامت مین اول شافع اور مشفع ہونگے
نہایت مفید اور موجب نجات آتش دوزخ سے ہے جیسا کہ دنیا مین آپ کی برکت
سے انواع انواع کے عذاب دنیا سے اللہ صاحب نے بچایا چنانچہ اللہ صاحب نے
فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ
یعنے نہین ہے اللہ کہ عذاب کرے اونکو اور حال یہ ہی کہ تو ہے اونمین اور نہین ہے اللہ
کہ عذاب کرے اونکو حالانکہ وہ توبہ کرنیوالے ہون اور آپ نے فایدہ مین یہ جو لکہا کہ
بلکہ اللہ اپنے بندون سی بہت نزدیک ہی جو اوسنے بندہ اپنے دل سے اوس کی طرف متوجہ ہو
تو اوسکو اپنے سونہہ کے روبرو پاوے وہان اپنی غفلت ہی حجاب ہی اور کچھ پردہ نہ تہا جو کوئی

اس سے دور ہی اپنی غفلت کے سبب دور ہی وگرنہ وہ تو سب سے نزدیک ہے سہلمناد
للغم ما قال ۔ سے پردہ تو کوئی مانع دیدار نہ تھا اپنی غفلت کے سوا
کچھہ در و دیوار نہ تھا اور اسی روک ٹوک کیواسطے کہ باعث اوسکا اپنی غفلت
ہے اللہ جل شانہ نے اپنے خواص کو مقرب درگاہ اپنا کیا کہ اونکی شفاعت سے
ایسے گنہگار شرمسار کو آتش دوزخ سے خلاصی بخشی **قولہ** اخرج ابن ماجۃ
عن عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان قلب ابن
ادم بکل واد شعبۃ فمن اتبع قلبہ الشعب کلہا
لم یبال اللہ بای واد اہلکہ ومن توکل علی
اللہ کفاہ الشعب مشکوٰۃ کے باب الصبر والتوکل مین لکھا
ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاص نے نقل کی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بیشک
ادمی کے دلمین ہر میدان کی طرف راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دلکو سب راہونمین
کے تو کچھہ پروا نہین رکھتا اللہ کہ کسی جنگل مین تباہ کرے اوسکو اور جو کوئی بھروسا
کرے اللہ پہ تو وہ کفایت کرتا ہے اوسکو سب راہونمین **اقول وباللہ
التوفیق** ۔ جو کچھہ مولویصاحب نے اس جا ذکر فرمایا سب صحیح ہے مگر کسی
پیغمبر یا ولی یا شہید کو وسیلہ گرداننا منافی توکل وصبر نہین ہے کما مر غیر مرۃ

قولہ ۔ اشراک فی العبادت کی برائی کے بیان مین یعنے عبادت کہتے ہین ان کاموں کو جو اللہ صاحب
نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنے بندونکو بتلائی ہین سو اس فصل مین یہ مذکور ہے کہ قران اور
حدیث مین اللہ کی تعظیم کے کون کونسے کام ہین تاکہ اور کسی کے لیے کرنے سے شرک لازم آئے
اقول وباللہ التوفیق ۔ معنے عبادت کے لغت مین خضوع اور تعبید وتذلیل ہے نہ تعظیم
اب جو کوئی اللہ کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرے وہ بیشک مشرک ہے

اور چونکہ سجدہ مین نہایت تذلل پایا جاتا ہے اسواسطے اللہ صاحب نے اس
امت پر سجدہ لغیر اللہ حرام فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی و تبارک نے
لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ الخ اور نیز حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنی قوم کو عبادت بتون سے منع فرمایا اور ڈرایا کہ غایت تذلل اور خضوع
و تعبد سواے اللہ کے نچاہئے کیونکہ کفار انہی بتون کے ساتھ یہ سب معاملہ
کرتے تھے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو افعال کہ اوس سے تذلل اور خضوع
بوجھا جاوے سواے اللہ کے نکرنا چاہئے جیسا کہ سجدہ نیہ کہ کل افعال کہ وہ
نماز مین ہون خواہ مناسک حج مین اون سب کو چھوڑ دینا چاہئے جیسا کہ
نماز مین قعود اور قیام کیونکہ یہ واسطے غیر اللہ کے بھی عند التعظیم اور غیر تعظیم
ظہور مین آتا ہے اور وہ شرک نہین مثلاً کسی عالم کے سامنے دوزانو بیٹھنا یا
واسطے اوسکے جگہ مجلس مین چھوڑ دینا خواہ وہ تزحزح یعنے جنبش ایک مکان سے
طرف مکان کے ہو یا باوجود وسعت مکانی کے یا قیام واسطے عالم یا کسی
شخص معظم مکرم کے جیسا کہ قیام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واسطے رسول اللہ صلعم
کے اور آنحضرت صلعم کا واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ان سبکی تصریح مشکوٰۃ
مین موجود ہے اور نیز حدیث صحیح مین وارد ہے اِذَا جَاءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ
یعنے جسوقت کہ آوے پاس تمہارے بزرگ ایک قوم کا پس تعظیم اور تکریم کرو اوسکی
اور سابق اسکے مذکور ہو چکا ہے کہ صاحب بغوی نے مراد دعا سے عبادت لیا اور
اسیطرح یعنے سورہ جن مین اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا سے لا تعبدوا اللہ
لیا اس سے معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ کہنا شرک نہین ہے اگر شرک ہو تو ضرور ہے
کہ التحیات مین بھی ماخوذ نکرین اور حالانکہ وہ حضرت کے زمانہ سے ابتک اوسمین

داخل ہی اور یہ کہنا کہ یہ دعا بطریق نقل اور اخبار ہی نہ بطریق انشا ریہ خلاف
واقع ہے کیونکہ طحطاوی حاشیہ در المختار مین اسکے خلاف لکھا ہے جسکو شک
ہو حاشیہ مختار دیکھ لے اور حضرت کے نام ہی تو داخل نماز او رخارج نماز سب کوئی اور جس جا اللہ
نے اپنا نام ذکر کیا ہے نام حضرت صلعم کا بھی ضم کیا ہے مگر تین جا پہلے آخر بانگ نماز مین
فقط لا الہ الا اللہ کہتے ہین دوسری عطسہ مین الحمد للہ تیسری وقت ذبح کے کہ فقط بسم اللہ اکبر کہتے
ہین جیسا سابق گذرا اب ذرا مولوی صاحب غور کرین کہ اپنے نام کے ساتھ سوائے
نام حضرت صلعم کے کسی اور کے نام کو بھی ضم کیا ہے **قولہ** - کوئی بندہ اپنی پاک
دل سے پکارتا ہے لوگ بیوقوف یون سمجھتے ہین کہ بڑا بزرگ ہو گیا ہے جسکو وہ
چاہے دیوے اور جو چاہے چھین لیوے اور اس بات کی امید کرکے ہجوم کرتے ہین
اوس بندے کو چاہیے کہ سچی بات بیان کردے کہ مشکل کیوقت پکارنا اللہ
ہی کا حق ہے اور نفع و نقصان کی امید رکھنی اوسیسے ہی چاہیے یہ معاملہ اور کسی
سے کرنا شرک ہی اور شرک سے مین بیزار ہون سو اب کوئی چاہی کہ یہ معاملہ
مجھسے کری اور مین اوس سے راضی ہوون یہ ہرگز ممکن نہین اس آیت سے
معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اوسکو پکارنا اور اوسکا نام جپنا اونہین
کامون سے ہی کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہین اور کسی سے یہ معاملہ
نکرے کہ شرک ہے **اقول** باللّٰہ التوفیق ایسے بندون کا فرق سابق بیان
ہو چکا کہ اللہ کے خاص بندے مثل بتون کے نہین کہ ان سے نہ کچھہ نفع
متصور ہی نہ ضرر اور دنیا اور آخرت مین کسی قسم کا بفاد انسے متصور نہین
بخلاف بندگان مخلصین کے کہ اون سے دنیا اور آخرت کے فایدے متصور
ہین خصوصاً نبینا صلعم سے کہ اون سے قبل ظہور پیکر عنصری اور بعد ظہور

کے ہر طرح کے سفاد اور مضار اپنے اپنے محل مین ظہور مین آسے اور بعد خلع
صورت عنصری یعنے وفات کے انواع انواع کے فواید منصور کہ ظہور اوسکا
انشاء اللہ مقام محمود مین ہوگا لیکن باوصف ایصال فوایداور انعامات
اپنی اُمت پر اصلا اپنی کلام مین حد بشریت کو نچھوڑا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب
اشراط الساعۃ مین مذکور مین ہے اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْھُمْ اِلَیَّ فَاَضْعُفَ عَنْھُمْ وَلَا تَکِلْھُمْ
اِلٰی اَنْفُسِھِمْ فَیَعْجِزُوْا عَنْھَا وَلَا تَکِلْھُمْ اِلَی النَّاسِ فَیَسْتَاْثِرُوْا عَلَیْھِمْ ترجمہ یا اللہ مت چھوڑ انکو طرف
میری اور نہ سونپ ان کے کامونکو طرف میرے کہ عاجز ہون مین انسے اور
نسکون مین اوٹھانا بارغمخوارگی ان لوگون کا اور مت چھوڑ انکو ساتھہ انکی
کہ عاجز آوین درست کرنیمین اپنی ذات کے مشکلون کے اور نچھوڑ انکو اور
ان کے کامونکو طرف آدمیون کے اور محتاج مت کر انکو طرف آدمی کے
کہ اختیار کرین اور مقدم رکھین آدمی اپنی حاجتونکو انکی حاجتونپر جیسا کہ عادت
گرفتاران نفس کی ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح استقامت مین لکھا
ہے کہ اسجگہہ تعلیم اور تنبیہہ ہے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی امت کو کہ اپنے
کامون کو اللہ کے ساتھہ سونپین اور اعتماد غیر سبحانہ تعالے پر نکرین اور نظر نہین
؏ کار خود را بخدا باز گذار ٭ کت نبینم ازین بہتر کار ٭ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو استقامت پر حد بشریت اور ضعف عبودیت
پر رکھا واسطے رعایت کمال عزت وعظمت ربوبیت حق جل وعلے کے ورنہ آنحضرت
صلعم خلیفہ مطلق اور نائب کل جناب اقدس کے ہین کرتے ہین اوسیطرح جو کچھہ
چاہتے ہین حکم سے اوسکے شعر ٭ فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا ٭ وَمِنْ عُلُوْمِكَ
عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ؏ یہ ہے حال کاملین کی تحریر اور تقریر کا نسبت آنحضرت صلعم کے

کہ اونکی تعظیم اور توقیر دلسے سمجہکر صفحہ قرطاس پر لکہتے ہین بخلاف حضرت مولویصاحب
کے کہ سوائے ذم اور تحقیر کے کسی جا اونکو بعزت اور تعظیم یاد نہین کرتے اور رجال
ادب سے کہڑی ہوئے اور بجائے ایکا سابق گدرا اور سوائے کفار بدشعار کے کوئی
مومن بجائے نام اللہ کے انکا نام نہین جپتا اور علاوہ اسکے مولویصاحب نے
جو باتین اس آیت سے استنباط کرکے تحت فایدہ لکہا یہ استنباط جدید او خلاف
مجتہدین ومفسرین ہے کیونکہ تفسیر بغوی مین اس آیت کے معنے یون لکہا ہے
لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یعنی نبی صلعم یَدْعُوْہُ یعنے یَعْبُدُوْہُ وَیَقْرَءُ
الْقُرْاٰنَ کَادُوْا یعنے اَلْجِنُّ یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ای یَرْکَبُ بَعْضُھُمْ
بَعْضًا وَیَزْدَحِمُوْنَ حِرْصًا عَلٰی اِسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ ھٰذَا قَوْلُ
قَوْلُ الضَّحَّاکِ وَرَوَاہُ عَطِیَّۃُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ
سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنْہُ ھٰذَا مِنْ قَوْلِ نَفَرِ الَّذِیْنَ رَجَعُوْا
اِلٰی قَوْمِھِمْ مِنَ الْجِنِّ ... مَا اَخْبَرَھُمْ بِمَا رَاَوْا مِنْ طَاعَۃِ اَصْحَابِ
النَّبِیِّ صلعم وَاقْتِدَائِھِمْ بِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَالَ الْحَسَنُ
وَقَتَادَۃُ وَابْنُ زَیْدٍ اَعْنِیْ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بِالدَّعْوَۃِ
تَلَبَّدَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَتَظَاھَرُوْا عَلَیْہِ لِیُبْطِلُوا الْحَقَّ
الَّذِیْ جَاءَھُمْ بِہٖ وَیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ فَاَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ
یُتِمَّ ھٰذَا الْاَمْرَ وَیَنْصُرَہٗ عَلٰی مَنْ نَاوَاہُ قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا
رَبِّیْ ای قَالَ مُقَاتِلٌ وَذٰلِکَ اِنَّ کُفَّارَ مَکَّۃَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ
لَقَدْ جِئْتَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ فَارْجِعْ عَنْہُ فَنَحْنُ نُجِیْرُکَ
فَقَالَ لَھُمْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ فَلَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا

ترجمہ - یعنے ہر گاہ کہ قایم ہوئی نبی صلعم عبادت کرتے اللہ کی قریب تھے جن
کہ چڑہتے بعض اون کے بعض پر اور ازدحام کرتے تھے سننے قران پر اور یہ قول
ضحاک کا ہے اور روایت کیا عطیہ نے ابن عباس سے پس کہا سعید ابن
جبیر نے اون سے یہ بات اونلوگونکی ہی کہ لوٹے طرف قوم اپنی کے جن سے خبر دیا اونکو
جو کچھ کہ دیکھا تھا بندگی اصحاب نبی صلعم سے اور پیروی اونلوگون سے ساتھہ نبی
کے نماز مین اور کہا حسن اور قتادہ اور ابن زید نے ہر گاہ کھڑے ہوئے نبی
صلعم ساتھہ دعوت کے ازدحام کرتے تھے جن وانس اور مدد کرتے تھے وہ سب
اون کے ضرر پہونچانے پر تا انکہ بجھاوین نور اللہ کو پس انکار کیا اللہ نے
مگر یہ کہ تمام کرین اس امر کو اور مدد کرے اونکے اوپر اوس چیز کی کہ چاہا تہا
تہا اونلوگون نے اوسکو اور کہا مقاتل نے کہ یہ بات ثابت ہے کہ بیشک کہا
کافرون نے نبی صلعم سے بیشک لایا تو ایک امر بڑا پس لوٹ جا تو اوس سے
پس ہم سب پناہ دینگے تجہکو کہا نبی صلعم نے کہ بیشک مین عبادت کرتا ہون
اپنے رب کی اور نہین ساجہی کرتا ہون مین اوسکے ساتھہ کسیکو - انتہی - حضرت
مولویصاحب یہ چاہتے ہین کہ خلاف مفسرین اور محدثین کے اپنی راے سے
تفسیر آیتون کی بیان کرکے تمام مومنین کو زمرہ کفار مین داخل کرین اور
احکام مشرکین کے اونپر جاری مگر یہ بات ہرگز ممکن نہین کہ اللہ صاحب اونکی
ایمان کا خود حامی و مددگار ہے - قولہ قال اللہ تعالی وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ
رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لئے بعضے بعضے
مکان ٹہرائے ہین جیسے کعبہ اور منا اور مزدلفہ اور صفا اور مقام ابراہیم اور
ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ ساری حرم اور لوگون کے دلمین وہانکے

جانیکا شوق ڈالدیا کہ ہر طرح سے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے قصد کرتی ہین اور رنج وسفر کی تکلیف اوٹہاکر میلے کچیلے ہوکر وہان پہونچتے ہین اوراوسکے نام پر وہان جانور ذبح کرتے ہین اور اپنی منتین اداکرتے ہین اور پہر میل کچیل دور کرکے نہا دہوکے صاف پاک کپڑے پہنکر اوس گہر کی زیارت کو جاتی ہین اور اوسکا طواف کرتے ہین اور اپنی مالک کی تعظیم جو دلمین بہری وہان جاکر خوب نکالتے ہین کوئی چوکہٹ چوم رہاہے کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہاہے کوئی غلاف پکڑے ملتجی بن رہاہے کوئی اسکے پاس اعتکاف کی نیت کرکر راتدن اللہ کی یادمین مشغول ہی کوئی ادب سے کہڑا اسکے دیکہنے ہی مین مصروف غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کی کرتے ہین اور اللہ اون سے راضی ہوتاہی اور اونکو دین ودنیا کا فایدہ ملتاہی سواس قسم کا کام اور کی تعظیم کے لیئے نکرنا چاہی اور کسیکے قبر یا چلئے پر یا کسیکے تہان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج اور تکلف اوٹہاکر میلے کچیلے ہوکر وہان پہونچنا وہان جاکر جانور چڑہانا اور منتین پوری کرنی اور کسیکے قبر یا مکان کا طواف کرنا اوسکے گرد اور مثل کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار نکرنا اور درخت نکاٹنا گہاس نہ اوکہاڑنا اور اس قسم کے کام کرنے اور اونسے کچہ دین اور دنیا کے فایدے کی امید رکہنی یہ سب شرک کی باتین ہین انسے بچنا چاہیے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہیے کسی مخلوق کی یہ شان نہین کہ اس سے یہ معاملہ کیجیے انتہے۔ **اقول وباللہ التوفیق**۔ یہ امر غیر مسلم ہے اسواسطے کہ خود حضرت صلعم نے زیارت قبور کے واسطے حکم فرمایا جیساکہ حدیث صحیح مین وارد ہے نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا یعنے منع کیا تہا ہمنے تمکو زیارت قبور سے

خبردار ہو پس زیارت کرو تم اونکی یہہ حدیث عام اور شامل ہی اون قبور
کو کہ بعید ہو یا قریب پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے
نہ شرک اور رسول اللہ صلعم نے خود مدح اور تعریف بعض صحابیونکی فرمائی کہ جو حالت
حیات مین واسطے زیارت آنحضرت کی حاضر ہونے کو اونہون نے توقف کیا اور
بعد غسل اور بدلنے پوشاک کے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور جن لوگون
نے حضوری جناب اقدس مین توقف نکیا اور بدلے میل کچیلی کے خدمت شریف مین
فائز ہوئے اونکی مدح نفرمایا تو نزدیک مولویصاحب کے یہ بہی شرک ہی اور حال طواف یہ ہے
کہ آپکی جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی کتاب انتباہ مین یہ لکہا ہے۔
بدانکہ ذکر برای کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید دوگانہ را بروح آن بزرگوار ادا کند
اگر سورہ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند در دوم اخلاص والا نہ در ہر دو رکعت
سورۂ اخلاص بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعض سورتہا کہ
وقت زیارت میخوانند چنانچہ سورۂ ملک و غیر ذلک بخواند بعدہ قل گوید پس از فاتحہ
یازدہ بار سورہ اخلاص بخواند و ختم کند و تکبیر بگوید بعدہ ہفت کرت طواف کند و دران
تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعدہ طرف پایان رخسار نہند و بیاید نزدیک روی
میت بنشیند بگوید یا ربّ یا ربّ بیست و یکبار بعدہ اول طرف آسمان بگوید یا روح و در دل
ضرب کند یا روح الروح تا دل بکشاید انشراح یابد این ذکر بگوید انشاء اللہ تعالی کشف
قبور و کشف ارواح حاصل آید انتہے اور سوائے اسکے اور فتاوی مین بہی طواف قبور
کو جایز کہا اور فتاوای ابو البرکات مین بہی صاف مذکور ہے جسکو منظور ہو کہولکر
دیکہے اب تابعین مولویصاحب کی غور کرین کہ جب ایسا محدث کہ جسکے قول پر جمیع علما کو اعتماد
ہو طواف کو باعث کشف قبور اور ارواح کا سمجھے تو اور امور کہ جسکو مولویصاحب نے شرک لکہا ہے

جیسے رخصت تہجری وقت رخصت کعبہ کے یا اور تعظیمات جسکو مولوی صاحب نے شرک کہا اگر یہ نسبت
اور سکا ملین کی ظہور مین آوے تو طواف سے بہر گونہ آہون اور ادنی ہی اور سکے گرتین انکو کیا
عذر ہوگا الحق مصرع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند اور حالی واندروست کا سابق گذرا
قولہ قال اللہ تعالی او فسقا اھل لغیر اللہ بہ اور فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ انعام مین یا گناہ کی خبر
کر مشہور کی گئی ہو اللہ سوائے کسی اور کے کرکے یعنی جیسا سور اور لوہو اور مردار ناپاک و حرام ہے ایسا
جانور بہی ناپاک و حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن جاتا ہے کہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام کا ٹہرایا گیا اور وہ جانور
حرام و ناپاک ہے اس آیت مین کچھہ ایسا تذکرہ نہین کہ اوس جانور کے ذبح کرنیکے وقت کسی مخلوق کا
نام لیجے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کی نام پر جہان کوئی جانور مشہور کیا گیا کہ یہ
گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے وہ حرام ہو جاتا ہے پہر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ
کسی مخلوق کے نام کا یا نبی کا یا پیر کا یا دادا کا بہوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک
اور کرنیوالے پر شرک ثابت ہوتا ہے اقول وباللہ التوفیق یہ معنی جو مولوی صاحب نے لکہی سوائے
تفسیر نیشاپوری کے اور تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی کہ انہون نے بہی اتباع صاحب نیشاپوری
کی کیا اور کسی نے ایسا نہین لکہا بلکہ سب خلاف اسکے ہین اور جب اکثر ایک طرف ہوئی اور ایک دو
شخص یکطرف تو اتباع اکثر ہی کی معمول ہے اب سنیے کہ صاحب بغوی نے اس مقام مین پارۂ
سیقول کی پانچوین رکوع مین یہ لکہا ہے وما اھل بہ لغیر اللہ ای ما ذبح للاصنام والطواغیت
واصل الاھلال رفع الصوت وکانوا اذا ذبحوا یرفعون اصواتہم بذکرھا
فجری ذلک من امرھم حتی قیل لکل ذابح وان لم یجھر بالتسمیۃ مھل
ترجمہ یعنی وہ جانور کہ ذبح کیا جاوے واسطے بتونکے اور طواغیت کے اور اصل اہلال
کے بلند کرنا آواز کا ہے اور تہے عرب بت پرست کہ بلند کرتے تھے آواز اپنی کو ساتہ
نام بتون کے وقت ذبح کرنے کے پس جاری ہونے امر اونکے سے یہ بات یہانتک

کہ حکم کیا گیا ہر ذابح کے واسطے مہلّ اگرچہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام اللہ کے
اور پارہ لو اننا مین اس آیت کے معنی اھل لغیر اللہ بہ کی تفسیر
مین صاحب بغوی نے یہ لکھا ذھو ماذبح علی غیر اسم اللہ
تعالے یعنی وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جاوے اوپر نام غیر اللہ تعالے
کے اور تفسیر احمدی مین یہ لکھا ہے ومن ھھنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا
حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا
وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا لہ ترجمہ اور اس
جگہ سے جانا گیا یہ کہ بیشک گائے نذر کی گئی واسطے اولیاء کے
جیسا کہ ہمارے زمانہ مین ہے حلال اور طیب ہے اسواسطے کہ نہین
ذکر کیا اوپر نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے اور اگرچہ ہون کہ نذر کیا
تھا اوسکو واسطے اولیاء کے اور قید رفع الصوت عند الذبح کے
تمام تفاسیر مین ہین پس جو تکبیر کہ بذیل اس آیۃ کے فائدہ لکھا سب
بیفائدہ ٹھہرا اور اطلاق شرک ان سب صورتون مین زیادت
کتاب اللہ اور کتاب الرسول پر ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا
ومن سیئات اعمالنا ‌+ قولہ وقال اللہ تعالیٰ
یا صاحبی السجن اارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد
القہار ما تعبدون من دونہ الا اسماء
سمیتموھا انتم وآباءکم ما انزل اللہ بہا من سلطان

ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ترجمہ یعنی کہا اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں کہ حضرت یوسف نے قیدخانہ میں اور قیدیونسے کہا کہ اے رفیقون قیدخانہ کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہین یا اللہ ایک زبردست الخ اقول وباللہ التوفیق تفسیر بغوی مین لکہا ہے آلھۃ شتی وھذا من ذھب وھذا من فضۃ وھذا من حدید وھذا اعلی وھذا اوسط وھذا ادنی متباینون لا تضر ولا تنفع خیر ام اللہ الواحد القہار ترجمہ آلا معبود پریشان اور متفرق یہ سونے سے اور چاندی سے اور لوہے سے اور یہ بزرگ اور برتر اور یہ متوسط اور یہ ادنی یہ سب جدے جدے ہین کہ نہین ضرر پہنچاتے ہین اور نہ نفع دیتے ہین بہتر ہین یا اللہ اکیلا زبردست انتہی حاصل اسکا یہ ہے کہ کفار جدا گانہ بت کوئی سونے سے کوئی چاندی سے کوئی لوہے سے کوئی سب سے بلند اور کوئی سب سے متوسط اور کوئی سب سے نیچا بناکر اپنا معبود سمجہکر پرستش کرتے تہے اب تابعین مولویصاحب غور کرین کہ کون مسلمان سطرح کے اصنام بناکر اوسکی پرستش کرتا اور اللہ کا دوسرا شریک ور سا جہی سمجہتا ہی ہینے تو عوام کو بہی کسی جگہ پر ایسی حرکات ناشائستہ کرتے نہ دیکہا نہ سنا اور کوئی اونمین سے باغواے شیطان وہان گیا ہو تو وہ نادر ہے والنادر کالمعدوم ہے پہر ناحق مسلمانون کو ایسی نسبت کرنی مصداق سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر کا ہونا ہے اور معنی اس آیۃ کے یہ جو کہا کہ

نہین مانتے تم دری اسکے مگر گنتنے نامونکو کہ ٹھہرائین ہین تمنے اور تمہارے باپ دادون سے نہین اوتاری اللہ نے اونکی کچھہ سند نہین حکم کسیکا سوائے اللہ کے سو اوسنے تو یہی حکم کیا کہ کسیکو سوائے اسکی مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہین جانتے یہہ سب افعال کفار بدشعار کے تہے اسمین اصلا مسلمان داخل نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ افعال مسلمین کے نہین اور مختار مصطفےٰ اور مجتبیٰ تو قرآن سے ثابت ہے جسکا مختار ہونا پسندیدہ اور برگزیدہ لوگون کو کہتے ہین اور وہ سب نبیین اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین کہ جنکی تعریف اللہ صاحب نے جا بجا فرمائی اور ان لوگون کا مختار ہونا انکے اسما سے کہ محمد اور علی ہے خود ظاہر ہے کہ محمد سراہے ہوئے کو کہتے ہین اور علی اوسکو کہتے ہین کہ جسکا رتبہ بلند ہو وہ دنیا اور آخرت مین رفیع الدرجات ہین اور مولوی صاحب اور تابعین نے قصیدہ مضریہ بہی نہین دیکھا

شعر یَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ + وَالْأَنْبِيَاءِ وَجَمِيعِ الرُّسُلِ مَا ذُكِرُوا + اب ذرا غور کیجئے کہ یہہ اسما بے حقیقت محض نہین جیسے کفار اپنے بتون کے نام محض بے حقیقت ٹہرا کر اوسکو پوجتے تہے یہان کون مسلمان اونکو پوجتا ہے اور یہہ تو خیر الاسما ہین کہ جسکی طرف حضرت نے اپنے کلام مین ارشاد فرمایا خَيْرُ الْأَسْمَاءِ مَا حُمِّدَ وَعُبِّدَ اسیواسطے نام آنحضرت کا احمد ومحمود ومحمد ٹہرا اور کوئی مسلمان انسے کچھہ نہین مانگتا سوائے اللہ کے اور زیادہ وسیلہ سے کہ وہ حدیث مین وارد ہی نہین سمجھتا اور کوئی انکی تصویر سونے اور چاندی اور لوہے سے بناکر نہین پوجتا انکی طرف ایسی نسبت کرنی محض جہوٹ وافترا ہے اور آگے اسکے جو کچھہ لکھا اسی پر قیاس کرنا چاہئے واللہ اعلم

قوله - اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ

یَتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابی داؤد نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہ نے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اسکے روبرو سو ٹھہر الیوے اپنا ٹھکانا دوزخ الخ **اقول وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق** اس حدیث سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ دوست رکھنا قیام آدمی کا بطریق تعظیم وتکریم کی جیسا کہ مولوی صاحب نے فرمایا مکروہ وحرام ہے اور جو کہ اسوجہ پر نہو مکروہ نہیں ایسی ہی اشعۃ اللمعات اور دوسری شروح احادیث مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور جو نتیجے اس حدیث کے فائدہ لکھا وہ بھی مؤید مطلوب ہمارے ہے کیونکہ مطلق قیام تعظیمی ہو خواہ غیر تعظیمی جو مثل ہیئت نماز کی نہو وہ سب جائز ہے اور اگر مثل ہیئت نماز کی ہو کہ یمین وشمال او سمین التفات نکرے وہ البتہ مکروہ وحرام ہے جیسا مولوی صاحب نے خود فائدہ میں فرمایا۔ **قولہ** اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَقُوْلُ لَا یَذْہَبُ اللَّیْلُ وَالنَّہَارُ حَتّٰی یُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ ہُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اَنَّ ذٰلِکَ تَامًّا قَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ مِنْ ذٰلِکَ مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً فَتَوَفّٰی کُلَّ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ فَیَبْقٰی مَنْ لَا خَیْرَ فِیْہِ فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰی دِیْنِ اٰبَائِہِمْ مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے

کہ فرماتے تھے کہ نہ تمام ہونگے رات اور دن یعنے قیامت نہ آویگی یہانتک کہ پوجینگے
لات وعزے کو کہا مین نے اے پیغمبر خدا بیشک مین جانتے تھے جب اوتاری
اللہ نے یہہ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ إلى آخره کہ بت پرستی
تمام ہونیوالی ہے فرمایا بیشک ہو گا اسیطرح جبتک چاہیگا اللہ پہر بہیجیگا اللہ
ایک باد اچہی سو جان نکال لیگی جسکے دلمین ہو گا ایک رائی کا دانہ بہر ایمان اور
رہ جاوینگے وہی لوگ کہ جنمین کچہہ بہلائی نہین سو پہر جاوینگے اپنے باپ دادون کے
دین پر اقول وباللہ التوفیق یہہ حدیث اور اسکا ترجمہ جو کچہہ
اس مقام مین مولویصاحب نے فرمایا سب مفید مطلب فقیر ہے کیونکہ اس حدیث
سے یہہ بات ظاہر ہے کہ ظہور اتصالت یعنے بت پرستی کا میری امت مین
مشرق سے مغرب تک بعد نزول عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کے ہو گا
اور سوئد اوسکے حدیث آیندہ مسلم کے ہے اور ہمارا زمانہ عنایت الٰہی سے محفوظ
ہے اسواسطے کہ اس زمانہ مین نور ایمانی قلوب مومنین مین بہت باقی ہے جب
جاوے مقدار خردل اور رائی کے کہ یہہ تو اوسی زمانہ مین ہو گا سو اللہ اونکو بہی برکت
تصدیق قلبی اور اقرار لسانی گو کہ مقدار ایک رائی کے ہو نجات دیکر اونکی روح قبض کریگا
پس باقی رہ جاوینگے وہ لوگ کہ جسمین کچہہ بہی نیکی اور ایمان نہین ہے پہر مرتد
ہو جاوینگے اور رجوع کرینگے طرف دین باپ دادون کے یعنے بحکمت الٰہی آخر
زمان مین کفر اور بت پرستی ہو گی تا قیامت کہ محل ظہور قہر وجلال حق ہے اور وہ
قیامت بدونیر قائم ہو گی نہ نیکو نپر اور جو کچہہ کہ تحت اس حدیث کے فائدہ
مولویصاحب نے لکہا اصلا اس حدیث سے ماخوذ نہین ہوتا ہے اور اصلا
اوسکو اصل حدیث سے مناسبت نہین بلکہ اس حدیث سے یہہ بات ثابت

ہوئی کہ ایمان عبارت فقط اقرار سے نہین کہ وہ اصل مذہب فرقہ کرامیہ ہے
اور وہ باطل ہے جیسا کہ سابق گذرا اور اسیوجہ سے نور ایمانی کہ جو دلمین مومن کے
ہے اقرار لسانی اوسکی تائید کرتا ہے اصلا ساتھہ شرک کے جمع نہین ہوتا پس
ایسے خیالات اور شکوک اور اوہام باطلہ اس حدیث سے هَبَاءً مَّنثُورًا
یعنے مثل غبار کے اوڑ گئے اور سب فائدہ اصل سے ساقط ہوا واللہ اعلم قولہ
اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم يَخْرُجُ
الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهٗ
فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى
وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ
فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ
مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا
تَسْتَجِيْبُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ
الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ مشکوۃ کے باب لا تقوم الساعۃ میں لکھا ہے کہ
مسلم نے ذکر کیا کہ عبد اللہ ابن عمرو نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے نکلیگا دجال اور رہیگا چالیس تک پھر بھیجیگا
عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو سو وہ ڈھونڈے گا اوس کو اور ہلاک کرے
گا اوس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کیطرف سے اور باقی نرہیگا
زمین پر کوئی کہ اسکے دلمین ذرہ بھی ایمان ہو مگر مار ڈالے اوسکو سو باقی رہ
جاوینگے برے لوگ سبکی مین جیسے پکھیرو اور وہ جاوے مین پہاڑکہانیوالے
جانور کی طرح یعنے بدچالی اور بدکاری مین ایسے ہلکی کہ جیسے جانور اور ظالم و خونریزی
مین ایسے مضبوط اور پکے جیسے چارپائی درندہ نہ اچھے سمجھیگے اچھی بات کو

تھہ بڑے سمجھیں گے بُری بات کو پس صورت پکڑاویگا ان پاس شیطان اور کہیگا
تمکو کچھ شرم نہیں ایسے کاموں سے سو ہیں گے تو کیا بتاتا ہے ہمکو سو بتاویگا
شیطان بتاویگا اونکو پوجا تہا نو نکا اور اسمین چلی آویگی روزی اچھی طرح گذری
زندگی **اقول** وباللہ التوفیق + یہہ حدیث ہمارے موافق ہے کہ ظہور ایسے
شرک کا بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے ہوگا اور یہ زمانہ ابھی تک بفضلہ محفوظ ہے
قولہ اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا تقوم الساعۃ
حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصۃ مشکوٰۃ باب لا تقوم الساعۃ مین لکھا ہے کہ بخاری
اور مسلم نے ذکر کیا کر نقل کیا ابو ہریرہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نہین آئیگی قیامت یہان
تک کہ ہلین گے سرین دوس کی عورتون کے گرد ذی الخلصہ کی فائدہ دوس
نام ہے عرب کے ایک قوم کا اونمین ایک بت تھا جسکا نام ذی الخلصہ وہ پیغمبر
خدا کے وقت برباد ہوگیا تھا مگر قیامت کے نزدیک اسکو لوگ پھر ماننے لگینگے
اور عورتین اوسکے گرد طواف کرین گی سرین ہلتے ہوئے اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوا اور کسیکا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور
کافرون کی رسم یہہ ہرگز نکیا چاہیے **اقول** وباللہ التوفیق مولوی صاحب نے
جو تحت فائدہ افادہ فرمایا وہ ہرگز حاصل حدیث شریف نہین ہے اسلئے کوئی عبارت
اس حدیث کی اس امر پر دلالت نہین کرتی کہ سوائے اللہ کے گھر کی اور کسیکا
طواف کرنا شرک ہے بلکہ اس حدیث سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ
قریب قیامت کے بت پرستی پھر شائع ہوجاویگی جیسا کہ زمان جاہلیت مین
تھی اور طواف سوا کعبہ کے دوسری چیز کا ہرگز شرک نہین اسلئے کہ خود حضرت
صلعم نے طواف سید حرما کا فرمایا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب المعجزات مین جابر رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے عن جابر قال توفی ابی وعلیہ دین فعرضت علی غرمائہ ان یاخذوا التمر بما علیہ فابوا فاتیت النبی صلعم فقلت قد علمت ان والدی استشہد یوم احد وترک دینا کثیرا وانی احب ان یراک الغرماء فقال لی اذہب فبیدر کل تمر علی ناحیہ ففعلت ثم دعوتہ فلما نظروا الیہ کانہم اغروا بی تلک الساعۃ فلما رای ما یصنعون طاف حول اعظمہا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ ثم قال ادع لی اصحابک فما زال یکیل لہم حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وانا راضی ان یودی اللہ امانۃ والدی ولا ارجع الی اخواتی بتمرۃ فسلم اللہ البیادر کلہا حتی انی انظر الی البیدر الذی کان علیہ النبی صلعم کانہا لم تنقص تمرۃ واحدۃ رواہ البخاری ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میرے باپ نے وفات کیا اور وہ مقروض تھے قرضخواہون سے مین نے کہا کہ بمقابلہ قرض کے خرما لین پس اونھون نے قبول نکیا مین نے حضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکو معلوم ہے کہ میرے والد احد مین شہید ہوئے اور اونپر بہت قرض تھا اور مین چاہتا ہون کہ آپکو قرضخواہ میرے یہان دیکھین پس فرمایا مجھکو کہ جاؤ اور سب قسم کی چھوارون کے ڈھیر لگاؤ پس ایسی مین نے کیا بعد اوسکے حضرت صلعم کو بلایا پس جب دیکھا قرضخواہون نے حضرت صلعم کو لپٹے وہ لوگ مجھے مطالبہ کرنے مین پس جب آنحضرت نے اس حال کو دیکھا طواف کیا گرد بڑے ڈھیر خرما کے تین مرتبہ بعد اوسکے بیٹھے اور فرمایا بلاؤ اپنے صاحبون کو میری پاس پس ناپنا شروع کیا واسطے قرضخواہون کے چھوارون کو یہانتک کہ ادا کیا سبحانہ تعالی نے میرے باپ کے قرض کو اور مین راضی اسپر تھا کہ اللہ تعالی قرض ادا کرے اور نہ پھیر لیجاؤن اپنی بہنون کے پاس ایک

چہارم ہی بس باقی رکھا اللہ نے سب پہیرن کو جہان تک کہ مین دیکھتا تھا اور ڈہیر کو جسپر حضرت صلعم بیٹھے تھے گویا کہ نہین کم ہوا ایک چہار ہی بس یہہ حدیث صاف دال ہے کہ طواف مخصوصات کعبہ سے نہین اگر کہا جائے کہ یہہ طواف طواف عبادت نہین اور طواف کعبہ کا طواف عبادت ہے اور پہلا غیر کے واسطے جائز اور دوسرا سوائے کعبہ کے جائز نہین کہونگا کہ علی ہذالقیاس طواف عورات دوس کا ذی الخلصہ کو طواف عبادت ہے اسلئے ممنوع ہے اور یہہ طواف جو مسلمان کرتے ہین وہ طواف عبادت نہین پس کیونکر اوسکی کرنے سے شرک ثابت ہوگا - **قولہ پانچوین فصل** اشراک فی العبادت کی برائی کے بیانمین یعنے اس فصل مین اون آیتون اور حدیثون کا ذکر ہے جنسے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کامون مین جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اوسکی تعظیم طرح طرح سے کرتا ہے ویسا معاملہ اور کسی سے نکرے قال اللہ تعالیٰ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نسا مین کہ نہین پکارتے ہین لوگ ورے اللہ سے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت

کی اوسکو اللہ نے اور اوسنے کہا بیشک لگا لونگا مین تیرے بندون مین
سے ایک حصہ اور بیشک بے راہ کرونگا انکو اور خیالات مین ڈالونگا اونکو اور سکہا ونگا
کہ کاٹینگے جانورون کے کان اور بیشک مین سکہا ونگا اونکو کہ بدل ڈالینگے
صورت اللہ کی بنائی ہوئی اور جسنے ٹہرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چہوڑ کر سو
بیشک صریح ٹوٹے مین پڑا کہ وعدہ دیتا ہے اونکو اور خیالات مین ڈالتا
ہے اونکو اور جو وعدہ دیتا ہے اونکو شیطان سو محض دغا ہے ایسون کو ٹہکانا
ٹہکانا دوزخ ہے اور نپاوینگے اسی چہٹکار۔ **فائدہ** یعنے اللہ کے سوائے
جو اور لوگونکو پکارتے ہین سو اپنے خیال مین صورتون کا تصور باندہتے
ہین پہر کوئی حضرت بی بی نام ٹہرالیتا ہے اور کوئی بی بی آسیا کوئی
اناولی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا اور مسانی کوئی
کالی اور بہوانی غرضکہ ایسے ہی خیالات باندہتے ہین اور وہان حقیقت
مین نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد یہہ محض اپنا خیال ہے اور شیطان کا
وسوسہ اور یہہ جو کبہی خواب مین ڈراتا ہے یا اپنی منت کی چیز قبول کرواتا ہے
اور کبہی سر پر چڑہکر بولتا ہے اور کبہی کوئی کرشمہ دکہاتا ہے سو وہ شیطان
ہے سب انکے نام کی نذر و نیاز مین اسکو پہونچتی ہین۔ **اقول** و
باللہ التوفیق تفسیر بغوی مین لکھا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی مکے والونکی
حق مین اور مراد اِنْ یَدْعُوْنَ سے یَعْبُدُوْنَ ہے بقولہ تعالےٰ فقال ربکم
اُدْعُوْنِیْ اے اُعْبُدُوْنِی بدلیل قولہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِیْ قولہ مِنْ دُوْنِہٖ اے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِلَّا
اِنَاثًا اِنَاثًا اَدْ پا لا کُنَاتِ اَلَاوُثَانَ ہہتم کا نوا

يُسَمُّونَهَا بِاسْمِ الْاِنَاثِ فَيَقُولُونَ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَمَنَاتَ
وَكَانُوا يَقُولُونَ لِصَنَمِ كُلِّ قَبِيلَةٍ اُنْثٰى بَنِي فُلَانٍ
وَكَانَ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَيْطَانٌ يَتَرَاءٰى
لِلسَّدَنَةِ وَالْكَهَنَةِ وَيُكَلِّمُهُمْ فَلِذٰلِكَ قَالَ وَاِنْ يَدْعُونَ
اِلَّا شَيْطَانًا مَرِيْدًا هٰذَا قَوْلُ اَكْثَرِ الْمُفَسِّرِيْنَ يَدُلُّ
عَلٰى صِحَّةِ التَّاوِيْلِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِنَاثِ الْاَوْثَانُ قِرَاءَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ
يَدْعُونَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اُثُنًا فَيَصِيْرُ الْوَاوُ هَمْزَةً

ترجمہ یعنے نہین عبادت کرتے مگر بتون کو پسند قول اللہ تعالے کے کہ فرمایا تمہارے
رب نے عبادت کرو میری بدلیل قول اللہ تعالے کے کہ بیشک وہ لوگ
کہ سرکشی کرتے ہین عبادت میری سے اور فرمانا اللہ تعالے کا مِنْ
دُوْنِهٖ اے سواے اللہ کے مگر عورتون کو اور مراد ساتھ اُناث کے اوثان
ہین اسیواسطے کہ تھی عرب کہ نام رکھتے تھے اونکا ساتھ نام اُناث کے پھر کہتی
تھی لات وعزی ومنات اور تھی کہ کہتی تھی واسطے بت ہر قبیلہ کے اُنثٰی
بنی فلان پس تھا کہ در آیا تھا بیچ ہر واحد کی اونہین بتون سے شیطان دم
بریدہ واسطے خادمین ور کاہنون کے اور تکلم کرلے اوسی شیطان کے
اون سے اسیواسطے فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہین عبادت کرتے مگر
شیطان سرکش کی یہہ قول اکثر مفسرین کا ہے کہ دلالت کرتا ہے اوپر
صحت و تاویل اس بات کے کہ مراد اناث سے اوثان ہین اور قرأۃ ابن عباسؓ
کے بجاے اناث اوثان ہے پس ہوگیا واو ہمزہ یعنے نہین عبادت کرتے
وہ سب سواے اللہ کی مگر بت کے تئین غرض کہ تفسیر اکثر مفسرین و نیز تفسیر

ابن عباسؓ سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ مُراد اُناث سے اس مقام مین لات وعزیٰ ومنات وغیر ذالک من الاوثان ہین کہ ہر واحدان بتون مین شیطان داخل ہوکرکے اونکے خادمین اوکاہنین کے ساتھہ تکلم کرتا تہا اور انکے عابدین کوراہ راست سے بہٹکاتا تہا اور اناث سے حضرت بی بی وحضرت آسیا مُرادلینا خلاف آیتہ قرآنی اور تحریف معنوی ہے اور یہہ سب خیالات اور ظنون اور شکوک مولوی صاحب کے ہین اور ایسے خیالات آخرکار منجر بکفر ہوجاتے ہین اس واسطے کہ دین مین یہ بات ثابت ہے کہ سلطان ظل اللہ ہے اور اکرام اوسکا اکرام اللہ ہے اور اہانت اوسکی اہانت اللہ ہے اور حضرت بی بی اور حضرت آسیا منتخبات اور معظمات دین سے ہین اور اکرام انکا موجب اکرام خدا ہے اور اہانت انکی اہانت خدا ہے اور جب اونکو بتون مین داخل کیا تو بموجب آیتہ کریمہ کے شیطان انمین بہی حلول کریگا اور شیطان نجس ہے اور یہہ بیبیان بموجب آیت قرآنی کے طاہر اور مطہر ہین تو یہہ سب مورد حلول شیطانی ہوکر نجس ہونگے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اور ذکر کرنا ان دونو بیبیونکا ساتھہ بہوانی اور بسانی اور غیرہ ذالک کے صاف دال ہے اس امر پر کہ یہہ بیبیان بہی ایسی ہی ہین گونفس الامر مین نہون مگر اس خیالات فاسدہ سے اہانت تو انکا اومنین ثابت ہوتا ہے اور مومنین کے خیال مین اصلا یہہ باتین نہین مین ہے کیونکہ صورت انسان صورت معبودہ نہین کہ اوسکی کوئی عبادت کرے۔

قوله وہ اپنے خیال مین تو عورتون کو دیتے ہین اور حقیقت مین شیطان لے

لیتا ہے اور انکو اسے کچھہ فایدہ نہین اور نہ دین کا و نہ دنیا کا **اقول وباللہ**
التوفیق فایدہ اسکا اس آیہ کریمہ **هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان**
سے ظاہر و ہویدا ہے کیونکہ جو کوئی جسکی ساتھہ نیکی و احسان کریگا خواہ
وہ زندہ ہو یا مردہ وہ اوسکے عوض مین انکے ساتھہ مین احسان کریگا
چنانچہ یہہ معنی آپ کے چچا صاحب کے قول سے ہی ہویدا ہے۔ **وَدُوْنَهٗ**
خَرْطُ القتاد اور جواب باقی فائدہ کا یہہ ہے کہ یہہ سب افعال مشرکین کے
ہین کہ اوسکو عمل مین للتے ہین اور جو وعیدات لکھے حقین اللہ صاحب نے
فرمایا ہے حق اور بجا ہے ہان اگر کوئی مسلمان کسی کی چوٹی رکھے یا چار ابرو کے
صفائی کرے تو اسکے اوپر اطلاق فسق اور خسارہ شرعی کا کیا جاوے گا نہ یہہ کہ
کافر اور مشرک ہین **قولہ** آخر فایدہ ان باتو نکلے ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا
ہے اور شرک مین گرفتار ہو جاتا ہے **اقول وباللہ التوفیق**
جواب اسکا جو فقیر نے سابق دیا وہی قول مولوی صاحب کا بھی ظاہر اور
آشکار ہے کہ بالفعل کوئی مسلمان کرنیوالا ان افعال کا مشرک نہین لیکن
آیندہ اسکو اگر حلال جانیگا اور مستحق عبادت کا انکو **سمجھیگا** تو البتہ مشرک ہو جاویگا
قولہ قَالَ اللہ تعالے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا اور کہا اللہ تعالی نے سورہ اعراف مین
کہ اللہ وہ شخص ہے کہ جسنے پیدا کیا تمکو ایک سے اور بنایا اس سے جوڑا
اسکا کہ چین پاوی اس سے آہ۔ **اقول وباللہ التوفیق** جواب اسکا
اوائل رسالہ مین بشرح و بسط تمام بدلائل شرعیہ دیا گیا جسکو اصول قران
مین دخل تمام ہے اور عقل سلیم رکھتا ہے بمجرد دیکھنے کے قبول کریگا۔

ہدایت اور ضلالت اللہ کے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہے ہدایت دے اور
جسکو چاہے گمراہ کرے **شعر** اگر نیاید بگوش رغبت کس + بر رسولان
بلاغ باشد و بس + **قوله قال اللہ تعالے وجعلوا للہ**
مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا
للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم
فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون
اور کہا اللہ صاحب نے سورۂ انعام مین کہ لوگ ٹہراتے ہین اللہ کا اوس چیز
مین سے کہ اسنے وہ پیدا کیا ہے کھیتے اور مواشی ایک حصہ پہر کہتے ہین
یہہ حصہ اللہ کا اپنے خیال پر اور یہہ ہمارے شریکونکا وہ ل نہجاوے اللہ
کی طرف بہت برا حکم کرتے ہین **فائدہ** یعنے سب کہیتے اور مواشی اللہ
ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہین کی پہر انمین سے جیسے انکی نیاز
نکالتے ہین بلکہ اور ونکی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہین اللہ کی نیاز
کے رتنے نہین کرتے **اقول وباللہ التوفیق** حال نیاز اور فاتحہ
کا سابق معلوم ہو چکا کہ وہ سب جائز ہے اور یہہ سب افعال مشرکین
کے ہین کہ سوائے اللہ کے اصنام کو اوسکا شریک ٹہرایا تھا کہ جسکو
اللہ صاحب نے فرمایا اور مسلمان ایسا نہین کرتے کہ انکے نزدیک کوئی
اوسکا شریک نہین کیونکہ کلمہ توحید کا اوسکو اپنا ورد رکہتے ہین اوس سے
بیخ شرک بتمامہ منقطع ہوگی **ف** نہین ممکن کہ خطرہ غیر کا دلمین کبھی آوے +
کسیکی یادمین سب کچہہ ملانا اسکو کہتے ہین - بلکہ نذر انکی سب اللہ کے
واسطے ہے مگر ثواب اسکا بموجب **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان**

کی سب بزرگوں کو بخشتے ہیں کیونکہ ثواب اعمال مالیہ اور بدنیہ کا نزدیک حنفیہ کے بلاشبہہ اموات کو پہونچتا ہے چنانچہ یہہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں **قولہ** قال اللہ تعالیٰ وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور کہا اللہ صاحب نے سورہ انعام میں اور کہتے ہیں یہہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے نکہاوے اسکو مگر وہی کہ چاہیں ہم اسکو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہے کہ منع ہے سواری اسکی اور بعضے ہی کہ مذکور نہیں کرتے اسپر اللہ کا نام یہہ سب جہوٹ باندہے ہے اللہ کے نام پر سو وہ سزا دیگا انکو جہوٹہہ باندہنے کی بدلے

اقول وباللہ التوفیق جواب اسکا اور اس فائدہ کا جو ذیل اس آیۂ کریمہ کے لکہا سابق ہو چکا فتذکر **قولہ** قال اللہ تعالیٰ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اور کہا اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں نہیں ٹہرائی اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن کافر باندہتے ہیں اللہ پر جہوٹہہ اور اکثر وے سمجہہ نہیں رکہتے **فائدہ** یعنے جو جانور کسی کے نام کا کرتے تہے اسکا کان پہاڑ دیتے تہے اوسے بحیرہ کہتے تہے اور جو سانڈ کرتے تہے اسکو سائبہ کہتے تہے اور جو کسیکی منت مانتے تہے کہ فلانے جانور کا اگر بچہ نر ہووے تو ہم اسکی نیاز کر دینگے پہر اگر ہوتا

نر و مادہ ہوتا تو دونوں کو نیاز نہ چڑھاتے کہ بادہ کے ساتھہ وہ بہی نیاز نہ ٹھہرا
اوس مادہ کو وصیلہ کہتے اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہوئے اوسپر
لادنا اور چڑہنا موقوف کرتے اسکو حام کہتے سو اللہ نے فرمایا کہ یہہ باتین اللہ نے
نہین ٹھہرائین اپنی بیوقوفی سے ایسی رسمین باندہ لین ہین اس آیتہ سے معلوم
ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹھہرا رکہنا اور کچہہ اسکا نشان اسپر لگادینا اور
یہہ بہی کرنا کہ فلانی کی نیاز گائے بکری ہوتی ہے اور فلانے کی نیاز مرغ یہہ
سب بیوقوفی کی رسمین ہین اپنی طرف سے اللہ کے حکم کے خلاف مسلمانون
کو یون ہرگز نکیا چاہیے اقول وباللہ التوفیق تحقیق اسکی بیچ بیان
آیتہ کریمہ ما اہل لغیر اللہ کی بخوبی ظہور مین آئی حاجت تکرار کی
نہین کیونکہ نزدیک مومنین کے نہ کوئی بحیرہ ہے اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ
و نہ حام اور یہہ سب افعال کفار کے تہے اور مومنین جو جانور ذبح کرتے
ہین بنام اللہ کرتے ہین اور وہ سب داخل تحت اس آیتہ کریمہ کے ہین
فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم
یذکر اسم اللہ علیہ پس قیاس جانور مومنین کا جانوران کفار سے
کرنا اور حکم ایک کا دوسرے پر جاری کرنا قیاس مع الفارق ہے اور محض کسی
کے کہنے سے حلت اور حرمت جانوروں کی نہین ہو سکتی فتفکر قولہ قال اللہ تعالیٰ
ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا
حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ
الکذب لا یفلحون اور کہا شاہ صاحب نے سورہ نحل مین کہ تمکو ایسی جہوٹی
باتین کہہ بان کرتے ہین تمہاری زبانین کہ یہہ کیا چاہیے اور یہہ نکیا چاہیے

نہ باندہو اللہ پر جہوٹہہ بیشک جو لوگ باندہتے ہین اللہ پہ جہوٹہہ وے مراد کو نہین
پہونچتے فائدہ یعنی جہوٹہہ جہوٹہہ نہ ٹہراؤ کہ فلانا کلام کیجیے کیونکہ کسی کام کو
روا کرنا یا نا روا کرنا اللہ ہی کی شان ہے سو اسمین اللہ پر جہوٹہہ باندہنا ٹہراؤ
یہہ خیال کرنا کہ فلانی کام کو کیجیے تو مراد ملتی ہے اور نہین تو کچہہ نقصان ہو جاتا
ہے سو یہہ محض غلط ہے اللہ پر جہوٹہہ باندہنے سے یا اپنی وہم و خیال پر دوڑنے
سے کبہی مراد نہین ملتی اس آیتہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ عشرہ محرم مین
پان نکہاوے لال کپڑا پہنے حضرت بی بی کی صحنک مرد نکہاوین اور جب اونکی
نیاز کیجیے تو وہی خشکی پر کیجیے اور اسمین بالضرور فلانی فلانی ترکاریان ہی ہوں
اور مسی اور مہندی بہی ہو اور لونڈی نکہاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند
کیا ہو وہ نکہاوے اور جو نیچ قوم مین ہو یا بدکارہ ہو نکہاوے اور شاہ عبد الحق کا
توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور اوسکو اس احتیاط سے بناٹین اور حقہ پینے
والیکو نہ دیجیے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑہتا ہے اور بو علی قلندر کی نیاز
سہ منی اور اصحاب کہف کی نیاز گوشت و روٹی موت کی بعد چہہ مہینہ تک شادی
نہ کیجیے اور نہ شادی مین بیٹہے اور نہ آچار ڈالے اور فلانے لوگ لال کپڑا نہ پہنے
اور لال سوتی نہ پہنے سو یہہ جہوٹے ہین اور شرک مین گرفتار اللہ کی حکومت
کی شان مین اپنا دخل و تصرف جتاتے ہین اور ایک شرع جدی ہی اپنی طرف سے
قائم کیتے ہین اقول وبالله التوفیق یہہ سب افعال مشرکین مکہ کے تہے
کہ واسطے جہوٹہہ باندہنے کے اللہ پہ ایسے افعال کرتے تہے کسی جانور کو حلال
اور کسی جانور کو حرام ٹہراتے اور مومنین تو اصول دین مین سب متفق ہین مگر اور
فرقے کہ فروعات مین مخالف ہو کر صراط مستقیم سے کوئی داہنے بہٹکا اور کوئی بائین

اور تشبہات شیطانیہ ایسے ایسے کام بمشابہت کفار انہین لوگون سے صادر ہوتے ہین اور محرم ہین کہ ایام غم ہے سو ہانہ نہین پہنتے اور پان نہین کہاتے وغیر ذالک من المزخرفات کیا کرتے ہین اور اہل سنت تو ایسے افعال سے کارہ ہین اور یہہ بہی آخر کار بدولت ایمان بعد عذاب انشاء اللہ تعالے داخل جنت ہونگے ولنعم ما قال ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ * چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند * اور جواز فاتحہ کا آپ کے چچا صاحب کے اقوال سے خود ظاہر وہویدا ہے کہ آپ کے چچا صاحب یعنے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز بعض جوابون مین فرماتے ہین کہ طعامیکہ بر آن فاتحہ امامین کنند تبرک میشود ونیز شاہ صاحب نے بجواب اعتراضات مولوی عبدالحکیم پنجابی کے لکھا ہے **قولہ** یعنے پنجابی عرس بزرگان خود بر خود مثل فرض دانسته سال بسال بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرینی در انجا تقسیم نمودہ سقایہ را وثنا تعبد مے کنند الخ این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیراز فرائض شرعیہ مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشان بامداد ثواب وتلاوت قران ودعاء خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجتماع علماء وتعیین روز عرس برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ این امر واقع شود موجب فلاح ونجات است وخلف را لازم است کہ سلف خود را باین نوع بر واحسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ والولد الصالح یدعو لہ ودر در منثور سیوطی مرقوم است اخرج ابن المنذر وابن مردویہ عن انس ان رسول اللہ صلعم کان یاتی احدا کل عام فاذا تفو

الشعب سلم علے قبور الشهداء فقال سلام عليكم
بما صبرتم فنعم عقبى الدار واخرج ابن جرير عن محمد ابن
ابراهيم قال كان النبي صلعم ياتي قبور الشهداء على
راس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى
الدار وابوبكر وعمر وعثمان هكذا يفعلون انتهى وفي
التفسير الكبير عن رسول الله صلعم كان ياتي قبور الشهداء
راس كل حول فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم
عقبى الدار والخلفاء الاربعة هكذا
يفعلون انتهى ترجمہ اخراج کیا ابن منذر اور ابن مردویہ نے انس سے کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے کوہ احد کو ہر سال پس جب ملتی تہین آنحضرت
کو گھاٹیان سلام کرتی تہی آنحضرت قبور شہدا پر پس فرمایا سلامتی ہو جیو تمپر اوس چیز
کی کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچھا ہی گھر آخرت کا اور اخراج کیا ابن جریر نے محمد ابن
ابراہیم سے تھے نبی صلعم آتے تھے قبور شہدا پر شروع ہر سال کی پس فرماتے تھے
کہ سلامتی ہو جیو تمپر بہ سبب اوس چیز کے کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچھا ہے گھر آخرت
کا او حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اسیطور پر کرتے تھے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہی
تھے رسول اللہ صلعم کہ آتے تھے قبور شہدا پر شروع ہر سال مین پس فرماتے تھے کہ
سلامتی ہو جیو تمپر بہ سبب اوس چیز کے کہ صبر کیا تم لوگون نے پس کیا اچھا ہے گھر آخرت
کا اور خلفاء اربعہ اسی طور پر کرتے تھے اور آپ کے دادا صاحب یعنے حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب اپنے باپ سے انفاس العارفین مین نقل کرتے ہین کہ در ایام وفات حضرت
رسالت مآب صلعم چیزی فتوح نشد کہ بنا بر آنحضرت طعامی پختہ شود قدری نخود بریان

قند سیاہ نیاز کردم شبی در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت عرضہ میدارند و
در آنمیان نان نخود و قند سیاہ نیز معروض داشتند بنہایت ابتہاج و بشاشت
قبال بقبول فرمودند و آنرا طلبیدند و چیزے ازان تناول کردند و باقی در اصحاب قسمت
کردند و نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز در تفسیر سورۂ و انشقت
بعد آیۃ و القمر اذا اتسق ارقام فرمودہ اند اول حالتیکہ بمجرد جدا شدن روح از بدن
خواہد شد کسی الجملہ اثر حیات سابقہ و الفت و تعلق ببدن و دیگر معروفان از ابنائے
جنس خود باقیست چہ آن وقت گویا برزخ است در میان زندگانی دنیا و استغراق
عالم قبر کہ چیزے ازین طرف و چیزے ازان طرف دارد و بعینہ ابقائے وقت شفق است
ہنوز تصرفات مخلوقات را آمد و شد آنہا منقطع نگردیدہ و جان داران ہمہ بیدار و حساس
متحرک و در تقاضائے اعمال روز مشغول و این حالت حالت اکتناف و جزائے بیرنجے
از نیکیہائے و بدیہاست و مدد زندگان بمردگان درین حالت زود تر میرسد
و مردگان منتظر لحوق ازین طرف میباشند و چنان گمان میبرند کہ ہنوز زندہ ایم
لہذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجا میگوید دعونی
اصلی یعنی بگذارید مرا تا نماز بجا آرم و نیز وارد است کہ مردہ درانحالت مانند غریق است
کہ انتظار فریاد رسی میبرد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ درینوقت بسیار بکار او مے آید
و ازینجاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یکچلہ بعد موت درین نوع امداد
کوشش تمام مے نمایند و روح مردہ در قرب موت در خواب عالم تمثل ملاقات
بزندگان میکند و مافی الضمیر خود را اظہار مے نماید انتہی ہر چند دلائل و شواہد جواز فاتحہ
کی بہت سی ہین لیکن فقیر نے اسیجا اختصار کیا جسکو شوق ہو تو فقیر کے رسالہ
میں کہ مسمی بہ نذیر بشیر ہے دیکھیے انشاء اللہ تعالے تشفی خاطر ہو گی فائدہ

اس بیانسے معلوم ہوا کہ جو کچھہ فاتحہ فتوح اور نذر نیاز کہ مرسوم دیار ہند ہی از
موت میت تا یکسال و عروس بزرگان سب ماخوذ حدیث سے ہین اور حال
نذر نیاز بقرہ سید احمد کبیر و نیاز اصحاب کہف و نیاز بو علی قلندر سابق معلوم ہوا
کہ سب جائز ہین بلکہ یہہ تعین و تخصیص کہ ہر ایک کے نیاز مین معین و مقرر ہے اور
اوس کیواسطے یہہ دلیل ہے کہ مثلاً اولاً ایک شخص نے نذر کی کہ یا اللہ اگر یہہ مراد
میری بر آوے تو ایک گاے ذبح کرنے اوسکا گوشت اور تین من آٹا پکا کر میرے
دوست کا فاتحہ کر کے نیازیونکو کہلاونگا اور ثواب اوسکا سید احمد کبیر کو پہونچاونگا
اور جب مراد اوس کی پوری ہوئی تو بموجب منت کے وہ یہہ عمل ظہور مین لایا اور
آیندہ بہی یہی سنت اور مومنین مین مرسوم رہی ہے علی ہذا القیاس اور نیاز ون کو
مثل نیاز شاہ عبد الحق توشوی اور اصحاب کہف وغیرہ ذلک کے ایسا ہی سمجہنا
چاہیے اور اوسکو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تجربیات مین داخل کیا جیسا
کہ اہل علم پر پوشیدہ نہین ہے اور فاسق کو یہہ طعام متبرک نہ دینا اور دوسرے مومنین
اور مسلمین و متقین کو کہلانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مشکوۃ شریف کے باب الحب
فی اللہ ومن اللہ مین لکہا ہے عن ابی سعید انہ سمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصاحب الا مومنا ولا یاکل طعامک
الا تقی رواہ الترمذی وابو داؤد والدارمی ترجمہ روایت ہے ابی سعید
سے کہ تحقیق سنا ابی سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے نہ پاس
بیٹہہ مگر مومنین کے اور نہ کہاوے کہانا تیرا مگر پرہیزگار اور آپکے چچا صاحب یعنی
یعنے شاہ عبد العزیز صاحب نے جواب مین سوالات عشرہ کے حقہ کو بوجہہ اجماع

کراہیت چند مکروہ تحریمی لکھا اور خود حضرت مولوی صاحب جبکہ شہر الہ آباد مین
تشریف لائے اوسوقت شیخ غلام علی صاحب کہ سربراہ کار راجہ بنارس کے تھے
اونکے دعوت کی اوقت وعظ مین حقہ اور افیون کو حرام کہا بلکہ افیون مع ظروف اور
حقہائے قیمتی کو دریا مین ڈبوا دیا اب اگر مشائخ ایسے کہانے متبرک کو حقہ پینے والیکو
نذین تو انپر کیا الزام ہے اور کیونکر دین کہ انکے دعوے پر یہہ حدیث شاہد عادل
اور گواہ ہے اور نیز مشائخ اس طعام متبرک کو حقہ پینے والیکو نذینا سوائے ترک اولی کے
حرام نہین سمجھتے ہین یہانتک کہ اونپر الزام ہو اس فعل کو کہ ثابت حدیث سے
ہی اسکو شرک فی العادت کہنا گردن انصاف کے مارنے ہے کیونکہ مشرکین مکہ
کہتے تھے اپنے گمان پر کہ یہہ مواشی اور کہیتے حرام ہے جسکو چاہین گے ہم دینگے
اور یہہ بھی کہتے تھے کہ اسپر اللہ نے ہمکو حکم کیا ہے آگے اللہ صاحب نے انکے
جواب مین ارشاد فرمایا سیجزیہم بما کانوا یفترون قریب ہے یعنے جزا دیگا اللہ اونکو
ساتھ اوس چیز کی کرتے وہ لوگ جہوٹھہ باندھتے اللہ پر مقام غور ہے کہ احکام مشائخ
اور مشرکین متحد نہین کیونکہ اونکا احکام اونکے گمان پر تہا نہ یہہ کہ اللہ صاحب نے
اوسپر اونکو حکم کیا تہا اسواسطے نسبت جہوٹھہ کے اونکی طرف اللہ صاحب نے کی
بخلاف احکام مشائخ کہ سب ماخوذ آیت اور حدیث سے ہین کما عرفت اور مسی
اور مہندی وغیر ذالک کا صحنک پر رکہنا مزخرفات زنان ہند سے ہے لا اصل لہ
واللہ اعلم اور سوائے اسکے جسنے دعوی کیا اوسپر اوسکا بیان لازم ہے تا آنکہ
ہم اوسپر کلام کرین اور ان بزرگونکو منکر اللہ کا ٹہرا کے فاتحہ کرنیوالونکو داخل
مشرکین کے کرنا محض افترا اور کذب ہے چنانچہ تحقیق اسکی سابق گذری

قولہ اخرج مسلم عن حفصۃ زوج النبی صلعم قالت قال

رسول اللہ صلعم من اتی عرافا فسئالہ عن شئ لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ مشکوٰۃ کے باب الکہانت مین لکہا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی خبر دینے والے کے پاس پھر پوچھے اسے کچہہ تو نہین قبول ہوتی اسکی نماز چالیس دن فائدہ یعنے جو کوئی غیب کی باتونکے بتانے کا دعویٰ رکہتا ہے اس پاس جو کوئی جاکر کچہہ پوچھے تو اوسکی عبادت چالیس دن تک قبول نہین ہوتی کیونکہ ان نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتونکا نور کہو دیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجومی اور رمال اور جفار اور فال دیکہنے والے اور نام نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوے کرنیوالے اسمین داخل ہین اقول وباللہ التوفیق جواب علم غیب کا سترہ سابق دیا گیا و نیز مولویصاحب کے تابعین سے پوچہتے ہین کہ علم غیب ممکنات سے ہے یا من قبیل محالات اور ثانی باطل ہے کیونکہ اگر محالات سے ہوتا تو خضر علیہ السلام کو کیون علم غیب عطا ہوا بیضاوی شریف مین ذیل آیۃ وعلمناہ من لدنا علما لکہا ہے مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وہو علم الغیوب ترجمہ اوس چیز سے کہ مخصوص ساتہہ ہمارے ہے اور نہین جانتا کوئی مگر توفیق ہماری سے اور وہی علم غیوب ہے اور مدارک مین تفسیر اس آیۃ کے یہہ لکہا ہے وقیل العلم اللدنی ما حصل للعبد بطریق الالہام علم لدنی وہ چیز ہے کہ حاصل ہو بندہ کو بطریق الہام کے اس دو نو تفسیر سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ علم غیب اور کشف اور الہام ممکنات سے ہے اور اپنے بندگان خاص کو عطا کیا اور کشف المحجوب مین لکہا ہے کہ کرامت ولی علین معجزہ نبی ہے اور وہی دلیل ہے

اسپر کہ معجزہ نبی کا ظاہر کیا پس معجزہ معجزہ کو نقض نہین کرتا آیا نہین دیکھتا ہے تو
کہ جبکہ مسمی حقیقت کو کہ کافرون نے مکہ مین دار پر کہینچا رسول اللہ صلعم مدینہ کی مسجد مین
بیٹھے ہے اور اوسکو دیکھتے تہے اور اپنے اصحاب سے فرماتے تہے وہ معاملہ کہ اوسکی ساتھ
کفار کرتے تہے اللہ صاحب نے حقیقت کی آنکھ سے بہی پردہ اوٹھایا یہانتک کہ اوسنے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سلام کیا اللہ تعالے نے اونکا سلام حضرت کے
سمع مبارک تک پہونچایا اور حضرت کا جواب اوسکو سنوایا مدینہ منورہ سے اور حضرت
نے دعا فرمائی اونکا منہ جانب قبلہ کے پھر گیا پس دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مدینہ سے اونکو بطریق اعجاز اور حقیقت کا دیکھنا آنحضرت صلعم کا مدینہ مین مکہ بیچ
عین کشف و کرامت اور داخل کرنا کشف و کرامت کا کہانت مین خارج از دین و
دیانت ہے اور بذیل اس حدیث کے طیبی مین لکہا ہے کہ کاہن وہ ہے کہ خبر دے
آئندہ کی باتون کی اور دعوے کرے شناخت پوشیدہ خبرون کا اور عرب مین کاہن
تہے کہ بعضون کے جن تابع تہے اور آسمان پر جاکر احکام کہ حق سبحانہ و تعالی کی
طرف سے صادر ہوتے تہے اوسکو دزدیدہ سنکر برہمنون کے کانون مین پہونچاتے
تہے اور بعضے ارواح جن اور شیطان سے استفادہ جہوٹی باتونکا اور اون
باتون سے کہ جو آدمی کو گمراہ کرتے ہین اور بعضے مقدمات اور اسباب اور علامات
اور افعال اور اقوال اور احوال سے تعرف و شناخت کرتے تہے اور یہی لوگ
مخصوص ہین ساتہہ نام عراف کے کہ مکان مسروق اور گم شدہ کو معلوم کرین اب مقربین
بندگان کو انمین داخل کرکے اونکے اعمال چالیس دن تک غیر مقبول ہونا زیادتی اوپر
سنت کے ہے اور نیز بندگان روضۃ الاحباب مین لکہا ہے در صحاح اخبار
وارد شدہ کہ حق تعالی پیغمبر خویش را بر احوال اہل موتہ اطلاع داد و گویند ہمین را

مرفوع گردانید تا حضرت معرکہ و محاربہ ایشان را دیدیاران را خبر داد از احوال مو
و فرمود اخذ الرّایۃ زیدٌ فاصیب ثمّ اخذھا جعفر فاصیب ثمّ
اخذھا ابن رواحۃ فاصیب یعنے علم را زید گرفت و شھید شد بعد از ان
جعفر گرفت و مرتبہ شہادت یافت بعد ازان ابن رواحہ برداشت و جرعہ شہادت
چشید این سخن پیغمبر فرمود و آب از چشم نرگسین روان میشد آنوقت فرمود شمشیری
از شمشیرہای خدا یعنے خالد علم برگرفت و فتح بردست او حاصل شد و در روایتے آنکہ
فرمود یا خدایا بدرستی کہ خالد شمشیری از شمشیرہاے تست ویرا نصرت دہ و ازان
روز باز خالد را سیف اللہ لقب شد و در تخصیص المغازی آوردہ کہ چون مسلمانان
و کفار در موتہ بہم رسیدند در انحالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ نشستہ
بود و حال اہل موتہ ایرو ے ظاہر ساختہ بودند چنانکہ در جنگگاہ ایشان
رسیدند و نیز وارد ہوا کہ عمرؓ بروز جمعہ خطبہ پڑہتے تہے اثناے خطبہ مین فرمایا
کہ یاساریۃ الجبل الجبل اس قول کو حضرت سعد ابن وقاص نے سنا
اور حالانکہ فاصلہ مابین حضرت عمرؓ اور ابن وقاص کی بہت تہا اوسکو سنکر کمینگاہ
کفار سے آگاہ ہو کر کفار ونکو مغلوب کیا اور سواے اسکے اخبار و آثار لکھنا موجب
طوالت رسالہ ہے لہذا اسقدر پر کفایت کیا جسکو زیادہ توضیح منظور ہو کتب
سیر کو ملاحظہ کرے بخوبی حال معجزہ اور کشف اور کرامت کا واضح اور آشکار ہوگا اور
نام نکالنے کا طریقہ مولوی صاحب کے دادا صاحب یعنے شاہ ولی اللہ صاحب
نے قول الجمیل مین لکہا ہے اور تابعین اونکے کس بات کا انکار کرکے اونکے
پر خاک ڈالینگے فی لہ اخرج ابو داود عن جبیر ابن مطعم
قال اتی رسول اللہ صلعم اعرابیٌ فقال جہدت

نفس وجاع العیال ونهکت الاموال وهلکت الانعام فاستسق الله لنا فانا نستشفع بک علی الله ونستشفع بالله علیک فقال النبی صلعم سبحان الله سبحان الله فما زال یسبح حتی عرف ذالک فی وجوه اصحابه ثم قال ویحک انه لا یستشفع بالله علی احد شان الله اعظم من ذلک ویحک تدری ما الله ان عرشه علی سمواته لهکذا وقال باصابعه مثل القبة علیه وانه لیاط به اطیط الرحل بالراکب

مشکوٰة کے باب بدء الخلق مین لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ جبیر نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا سختی سے ہلاک ہوئین جانین اور بھوکی مرتی ہین کبنے اور نقصان ہوئے مال اور مرگئے مواشی سو مینہ مانگ اللہ سے واسطے ہمارے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہین تمہاری اللہ کے پاس اور اللہ کے تمہارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نراہی اللہ نراہی اللہ سو اللہ کی پاکی یہانتک بولتے رہے کہ اسکا اثر یارون کے چہرہ مین معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کہ کیا ہے بیوقوف ہے تو اللہ کو سفارشی نہین لاتے کسی کے آگے اللہ کی شان بڑی ہے اسی افسوس ہے تجہپر آیا جانتا ہی تو کہ کیا چیز ہے اللہ بیشک تخت اوسکا اوس کے آسمانون پر اسطرح سے ہے اور بتایا اپنی انگلیون سے قبے کیطرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہے اسی جیسا کہ چرچر بولے اونٹ کا پالان سوار کے بوجہ سے اقول وبالله التوفیق حال جواز استشفاع سابق گذرا اور ناخوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اس امر پر تہے کہ وہ گنوار اللہ کو شفیع لایا اور اللہ کو شفیع قرار دینا ہرگز درست نہین قولہ کسی نے یہ بیت کہی کرے دل از مہر محمد ریش

دارم + رفاقت باخدائی خویش دارم + جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ شعر کہ جسکا محمل محمل صحیح پر کر سکتے ہین داخل تحت قول اعرابی وگنوار نہین بلکہ داخل آیۃ کریمہ کہ جو آخیر رکوع سورۂ مریم مین مذکور ہے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا ۵ ترجمہ یعنے بیشک وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام اچھے کئے قریب ہے کہ ظاہر کریگا اللہ انکے واسطے دوستی خلق کی دلونمین بدون اسباب اور وسائط کے اور حدیث مین وارد ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے جبرئیل سے فرماتا ہے کہ مین فلانے بندے کو دوست رکھتا ہون تو بھی اوسکو دوست رکھہ تو جبرئیل علیہ السلام بھی اوسکو دوست رکھتے ہین اور ایک پکارنیوالا پکارتا ہے آسمانیون کو کہ حق سبحانہ وتعالے فلانے کو دوست رکھتا ہے تم بھی اوسکو دوست رکھو پھر آسمانی اوسکو دوست رکھتے ہین بعد اوسکے محبت اوسکی رکھتا ہے زمین مین تا اینکہ زمین والے بھی اوسکو دوست رکھین اور یہی معنے ہین اس شعر کے کہ قائل کہتا ہے ؎ دل باز مہر محمد ریش دارم + رفاقت باخدائے خویش دارم + یعنے اپنے دل کو محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زخمی ورگھائل رکھتا ہون اور کیونکر نہ رکھون کہ حق سبحانہ تعالے خود انکے ساتھہ محبت رکھتا ہے اور انکو اپنا محبوب ٹھرایا پس اس محبت مین مین اپنا رفیق اللہ کو رکھتا ہون کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ صاحب کو باین کلمہ ارشاد فرمایا کہ ھو الرفیق الاعلے پس حضرت رفیق اللہ صاحب کے ٹھرے اور مین رفیق محمد صاحب کا بموجب آیہ کریمہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن

النکر وتنگا ٹہرا اور یہہ جو کہا کہ ع با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار جواب اسکا
یہہ ہے کہ وہ داخل تحت آیتہ کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
کے ہے نہ داخل تحت قول اعرابی وگنوار کے کیونکہ قول اوسکا کہ با محمد ہوشیار
باش یعنے اتباع محمد کو چہوڑنا نچاہیے ورنہ باعث ہلاکت دنیا اور آخرت ہوگا اور
قول اوسکا کہ باخدا دیوانہ باش یعنے ساتہہ اللہ کے ایسی محبت پیدا کرنی چاہیے
کہ لوگ اوسکو دنیامین دیوانہ کہین اور یہہ دیوانگی اوسوقت ظاہر ہوتی ہے کہ سوائے
اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا خیال اوسکو نہو اور یہہ جو کچہہ
شاعرون نے کہا عین ادب ہے مگر جو کوئی نہ سمجہے اور اوسکو بے ادبی تعبیر
کرے تو اوس سے انکار آیات قرآنی کا ظہور مین آویگا وہو کما تری الحمد للہ کہ اسجگہہ
قول حق یعنے دعائے ادب زبان پر مولویصاحب کے گذرے ع از خدا خواہیم
توفیق ادب ✦ بے ادب محروم گشت از فضل رب ✦ اور یہہ جو کہا کہ ایک ختم مشہور ہے
کہ اسمین یون پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر شیئا للہ جواب یہہ کہ شیخ عبد القادر جیلانی
رحمتہ اللہ علیہ کو مختار کل نہین ٹہرایا جیساکہ اوس اعرابی نے ٹہرایا تہا بلکہ اسجا تو مختار
کل اللہ ہے اور لفظ للہ اسی پر دلالت کرتا ہے پہر تو یہہ قول ایسا ہوا کہ جیسا
کوئی کسی سے کہے کہ فلانی چیز ہمکو للہ عطا کیجیے تو یہہ قول کمال عظمت اللہ پر دلالت
کرتا ہے نہ کہ اوسکی تحقیر پر ہان جیساکہ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر یون کہے
کہ یا اللہ کچہہ دے تو شیخ عبد القادر کیو اسطے تو بجا ہے تو یہہ بہی درست ہے اور توسل
محبوب الٰہی ہے اور اجمال ثبوت توسل کا احادیث سے سابق بخوبی ظہور مین آیا
پہر یہی بات معلوم ہوئی کہ مقبول اللہ کو نزدیک اللہ کے توسل ٹہرانا بیشک جائز و
درست ہے جب ثبوت ان امورات کا آیات قرآنی اور اقوال ربانی سے مولوی صاحب

سے معلوم ہوا تو آگے جو کچھہ کہ فرمایا عز خنکہ منہ سے بنو لئے نہ جیسے یو شرک کی باب
ادبی کی ظاہر ہوا لغرض سب دہو گیا فتفکر و لا تغفل ولکن ست الشاہ کین و
اعبد ربک حتی یاتیک الیقین **قوله** اخرج ابوداؤد والنسائی
عن شریح ابن ھانی عن ابیه انه لما وفد الی رسول الله
صلعم مع قومه سمعھم یکنونه بابی الحکم فدعاہ رسول
الله صلعم فقال ان الله ھو الحکم والیه الحکم فلم تکنی ابا الحکم
مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح
نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا کے پاس اپنی قوم کے ساتھہ
حضرت نے سنا انلوگون کو کہ کہتے ہین اسکو ابو الحکم یعنے اصل قضیہ چکا دینے والا
سو بلایا اوسکو پیغمبر خدا نے اور فرمایا بیشک اللہ ہے اصل قضیہ چکا دینے والا اور
اوسیکا ہے حکم پہر تجہکو کیون کہتے ہین ابو الحکم **فائدہ** یعنے یہہ بات کہ قضیہ کو چکا
دے اور جہگڑے کو مٹاوے یہہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت مین ظہور کرے گی
کہ پہلی پچہلے دین و دنیا کے جہگڑے سب صاف ہو جاوینگے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ کے شان کے لائق ہے اور اوسی مین وہ پائے جاتی ہے
سو اور کسیکو نہ کہئے جیسے پادشاہون کا پادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند
جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا دانا بے پروا **علے ہذا القیاس** **اقول** باللہ التوفیق
جو کچھہ کہ اسمقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے اوپر کنیت ہے کیونکہ
حکم اللہ صاحب کا نام ہے سوائے اوسکے کسی دوسرے کے کنیت کرنا شرک
اولی ہے جیسا کہ بقیہ حدیث کہ مولوی صاحب نے مخل مطلب اپنا سمجھکر چھوڑ دیا ہوا ہے
اسپر ہے پس اس حدیث کو واسطے اثبات شرک مومنین کے لانا زیادتی علی السنت

چنانکہ ہانی نے کہا انّ قومی اذا اختلفوا فی شیٔ اتونی فحکمت بینھم فرضی کلا الفریقین مجھکے فقال رسول اللہ صلعم ما احسن ھذا فما لک من الولد قال لی شریح و مسلم و عبد اللہ قال فمن اکبرھم قال قلت شریح قال فانت ابو شریح رواہ ابوداؤد والنسائی

ترجمہ یعنے کہا ہانی نے کہ جسوقت میری قوم اختلاف کرتی ہے کسی شئے مین آتے ہین میرے پاس پہر حکم کرتا ہون مین درمیان اون لوگون کے پس راضی ہوتے ہین دونو فریق میرے حکم پر پس فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیما کہ کس چیز نے نیک کیا اسکو پہر فرمایا تیرے کئی لڑکے ہین اوسنے جواب دیا شریح و مسلم و عبد اللہ فرمایا کون بڑا ہے اونمین کہا کہ مین نے عرض کیا شریح فرمایا آنحضرت نے کہ تو ابو شریح ہے روایت کیا اسکو تنین ابو داؤد اور نسائے نے فائدہ چونکہ یہہ نام اوسکے اور احسن نہ تہا اسکو تبدیل فرمایا ابو شریح رکہا تاکہ مناسبت نام مابین باپ او بیٹے کے ہوجاوے اور کچہہ تعرض شرک اور غیر شرک سے نکیا اور یہہ جو آنحضرت نے فرمایا انّ اللہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنّی بالحکم مراد اسی حکومت حقیقی ہے نہ مجازی کیونکہ ظہور اس حکومت خاص کا جناب باری سے دن قیامت کو ہوگا اسیواسطے اطلاق اسکا سوائے جناب باری کے غیر پر صحیح نہین ورنہ اطلاق اور حکومت کا مجازا سوائے خداوند تعالے کیو اسطے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسر سومنون کے قرآن مین موجود ہے جیساکہ سورہ نسا مین بیچ حق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتّی یحکموک فیما

شجر بینہم ثم لا یجد وا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ٭ ترجمہ سو قسم ہے تیرے رب کی اونکو ایمان نہو گا جب تک تجکو منصف نجانین جو جہگڑا اوٹہے آپس مین پہر نپاوین اپنے جی مین خفگی تیرے چکوتے پر اور قبول رکہین مان کر اور اسی سورۂ مین دوسری جگہہ فرمایا وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما ان اللہ کان علیما خبیرا اگر تم ڈرو لڑ دو نو آپس ضد سے کہتے ہین تو کہڑا کرو ایک منصف مرد والون مین سے اور ایک منصف عورت والون مین سے اگر یہہ دونو چاہین کے صلح تو اللہ ملا دیگا اونمین اللہ سب جانتا ہے خبر رکہتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر اجبال اسلئے کیہہ کہتا ایام جاہلیت کے تہے شاید وہ لوگ معنے حقیقی سمجہتے ہین اسلئے تبدیل فرمایا نہ یہہ کہ شرک ہے اور کوئی مسلمان اسکے معنے حقیقی مراد نہین لیتا تا اسکہ اوسپر اطلاق مشرک کا کرین جب یہہ بات بپایہ ثبوت پہونچی تو اطلاق شاہنشاہ کا اور بادشاہون پر باین اعتبار جائز اور درست ہوا کیونکہ مراد اسی سب بادشاہونکا پادشاہ جیسے شاہ روم اوسکے نیچے بہت سے سلاطین ہین اور اسکا معنے حقیقی اصلا مراد نہین جیساکہ سابق ذکر ہوا اور اطلاق شاہنشاہ کا زبان فارسی مین اس معنے پر اکثر جا وارد ہوا چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتابونمین اکثر جا ذکر کیا ہے شہنشہ کہ بازارگانرا بخست ٭ درخیر بر روے لشکر ببست ٭ دوسری جگہہ یہہ کہا ہے دوان آمدش گلہ باقی بہ پیش ٭ شہنشہ بر آورد تعلق ز کیش ٭ اور تیسری جگہہ یہہ فرمایا ہے شہنشہ بر آشفت کانیک وزیر ٭ تعلل میندیش و حجت مگیر ٭ قولہ اخراج فی شرح السنۃ عن حذیفۃ عن النبی صلعم قال

تقولوا ما شاء الله وشاء محمد وقولوا ما شاء الله
وحدہٗ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ
نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور محمد اور
بولا کرو جو چاہے اللہ اقول وباللہ التوفیق یہہ روایت منقطع کہ جسکو مولوی صاحب
نے نقل کیا موافق مقصود ہے اور بالا اسکے روایت قوتیہ کہ اوسکی روای صحابہ کرام
مین ظاہر اوہ مخل مقصود تہے ترک کیا اور اوسے صاف ظاہر ہے کہ ایسے کلمات عند الاطلاق
جائز ہین بادنی تغیر جیسا کہ مشکوٰۃ مین نقل کیا عن حذیفۃ عن النبی صلعم
قال لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلان ولکن قولوا ما شاء
الله ثم شاء فلان رواہ احمد وابوداؤد ترجمہ حذیفہ نے
روایت کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا ست کہو کہ وہ چیز کہ چاہا اللہ نے اور چاہا
فلانے نے ولیکن کہو وہ چیز کہ چاہا اللہ نے پہر چاہا فلانے نے روایت کیا اسکے
تئین احمد و ابوداؤد نے فائدہ اس حدیث سے وہ فائدہ جو مولوی صاحب
نے استفادہ کیا صاف باطل ہوا اور حال جاننا اور نہ جاننا انبیاء کرام خصوصًا
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا بحث علم غیب مین سابق گذرا اوسکو او سجا دیکہنا چاہیے
قوله احتج ابوداؤد عن ثابت ابن الضحاک قال نذر
رجل علی عهد رسول الله صلعم ان ينحر ابلا ببوانة فاتی
رسول الله صلعم فاخبره فقال رسول الله صلعم هل
كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد قالوا لا قال
فهل كان فيها عيد من عيادهم قالوا لا فقال رسول
الله صلعم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر في معصية الله

ولا فیما لا یملک ابن آدم مشکوٰۃ کے باب النذور مین
لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی
پیغمبر خدا کیوقت کہ ذبح کرے اونٹ ایک مکان مین کہ اوسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا
کے پاس اور خبر دی اونکو سو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ وہان کوئی تھا ہان کفر کے وقت کا کہ
پوجتے ہون لوگون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ کوئی تہوار تہا انکا لوگون نے کہا کہ نہین
فرمایا کہ پوری کر تو اپنی منت کو کیونکہ نہ پورا کیا چاہیے ایسے منت کو کہ اوسمین کچھ اللہ
کا گناہ ہو اور اوس چیز مین نذر درست نہین جسکا آدمی مالک نہو فائدہ یعنے اللہ
کے سوا اور کسیکی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پوری کرنی چاہیے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسیکی منت نہ مانے اور جو مانے ہو تو
نہ پوری کیجیے کیونکہ یہہ بات خود گناہ ہے پھر اسپر ہٹ کرنی اور گناہ زیادہ ہے اور
یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور چڑہاتے ہون
یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرحکا وہان جمع ہوکر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے
نام کا جانور بہی نہ لیجائے اور کسیطرح اونمین نہ شریک ہوجئے اچھی نیت سے
نہ بری کیلئے مشابہت کرنی خود بری بات ہے انتہی اقول وباللہ التوفیق
یہہ جو مولوی صاحب نے فائدہ مین کہا کہ یعنے اللہ کے سوا اور کسیکی منت ماننی
گناہ ہے یہہ اصلا حدیث سے پوچھا نہین جاتا ہان حدیث سے اسقدر بات
بوجھی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا مطلب برآویگا تو مین قربانی واسطے
اللہ کی ایک مکان خاص مین یعنے بوانہ یا سوا اسکے کرونگا تو اس طرح کی نذر عند الشرع
جائز ہے مگر مشروط ہے بدو شرط ایک یہہ کہ اوسجا بت پرستی نہوتی ہو دوسری
یہہ کہ عید کافرون کے نہو اور سوا اسکے ایفائے نذر اوس مکان خاص مین واجب اور

تقولوا ما شاء الله وشاء محمدؐ و قولوا ما شاء الله
وحدہٗ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ شرح السنۃ مین ذکر کیا کہ
نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور محمد اور
بولا کرو جو چاہے اللہ اقول و بالله التوفیق یہہ روایت منقطع کہ جسکو مولوی صاحب
نے نقل کیا موافق مقصود تہے اور بالا اسکے روایت قرنیہ کہ اوسکی روای صحابہ کرام
مین ظاہر اوہ مخل مقصود تہے ترک کیا اور اوسے صاف ظاہر ہے کہ ایسے کلمات عند الاطلاق
جائز ہین بادنی تغیر جیسا کہ مشکوٰۃ مین نقل کیا عن حذیفۃ عن النبی صلعم
قال لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلانٌ ولکن قولوا ما شا
الله ثم شاء فلانٌ رواہ احمد وابوداؤد ترجمہ حذیفہ نے
روایت کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مت کہو کہ وہ چیز کہ چاہا اللہ نے اور چاہا
فلانے نے ولیکن کہو وہ چیز کہ چاہا اللہ نے پہر چاہا فلانے نے روایت کیا اسکے
تئین احمد وابوداؤد نے فائدہ اس حدیث سے وہ فائدہ جو مولوی صاحب
نے استفادہ کیا صاف باطل ہوا اور حال جاننا اور نہ جاننا انبیاء کرام خصوصًا
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا بحث علم غیب مین سابق گذرا اوسکو اوسجا دیکہنا چاہیے
قولہ اخرج ابوداؤد عن ثابت ابن الضحاک قال نذر
رجلٌ علی عھد رسول الله صلعم ان ینحر ابلًا ببوانة فاتی
رسول الله صلعم فاخبرہٗ فقال رسول الله صلعم ھل
کان فیھا وثنٌ من اوثان الجاھلیۃ یعبد قالوا لا قال
فھل کان فیھا عیدٌ من اعیادھم قالوا لا فقال رسول
الله صلعم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذرٍ فی معصیۃ الله

ولا فیما لا یملک ابن آدم مشکوٰۃ کے باب النذور مین
لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابت نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی
پیغمبر خدا کیوقت کہ ذبح کرے اونٹ ایک مکان مین کہ اوسکا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا
کے پاس اور خبر دی اونکو سو پیغمبر خدا نے پوچھا کہ وہان کوئی تھا بت کفر کے وقت کا کہ
پوجتے ہون لوگون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ کوئی تہوار تہا انکا لوگون نے کہا کہ نہین
فرمایا کہ پوری کر تو اپنی منت کو کیونکہ نہ پورا کیا چاہیے ایسے منت کو کہ اوسمین کچھ اللہ
کا گناہ ہو اور اوس چیز مین نذر درست نہین جسکا آدمی مالک نہو فائدہ یعنے اللہ
کے سوا اور کسیکی منت ماننی گناہ ہے سو ایسی منت کو پوری کرنی نہ چاہیے اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسیکی منت نہ مانے اور جو مانے ہو تو
نہ پوری کیجئے کیونکہ یہہ بات خود گناہ ہے پھر اسپر ہٹ کرنی اور گناہ زیادہ ہے اور
یہہ بہی معلوم ہوا کہ جس جگہہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام پر جانور چڑہاتے ہون
یا پوجا کرتے ہون یا اور کسیطرحکا وہان جمع ہوکر شرک کرتے ہون وہان اللہ کے
نام کا جانور بہی نہ لیجائے اور کسیطرح اونمین نہ شریک ہو جیسے اچھی نیت سے
نہ بری کیلئے مشابہت کرنی خود بری بات ہے انتہی اقول وباللہ التوفیق
یہہ جو مولوی صاحب نے فائدہ مین کہا کہ یعنے اللہ کے سوا اور کسیکی منت ماننی
گناہ ہے یہہ اصلا حدیث سے بوجھا نہین جاتا ہان حدیث سے اسقدر بات
بوجھی جاتی ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا مطلب برآویگا تو مین قربانی واسطے
اللہ کی ایک مکان خاص مین یعنے بیوانہ یا سوا اسکے کرونگا تو اس طرح کی نذر عند الشرع
جائز ہے مگر مشروط ہے بدو شرط ایک یہہ کہ اوسجا بت پرستی نہوتی ہو دوسری
یہہ کہ عید کافرون کے نہو اور سوا اسکے ایفائے نذر اوس مکان خاص مین واجب اور

لازم ہوگی آیا مراد اللہ کے سوا کیا ہے اگر یہہ ہے مثلاً کہ یا امام صاحب اگر میرے
بیٹا ہوگا تو مین واسطے تمہارے قربانی کرونگا تو البتہ حرام ہے اور غیر مشروع
اور اگر یہہ مراد ہے کہ یا اللہ اگر میرے بیٹا ہوگا تو مین واسطے تیرے ایک مکان خاص
مین قربانی کرکے ثواب اوسکا شاہ بوعلی قلندر اور سوا اسکے انبیا اور اولیا کو بخشونگا
تو اسکے جواز مین کچھہ شک و شبہہ نہین **قولہ** اخرج احمد عن عائشة
رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلعم کان فی نفر من المہاجرین
والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ تسجد
لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم
مشکوۃ کے باب عشرت النساء مین لکھا ہے امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا علیہ السلام کئی مہاجرین والانصار بیٹھے
تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اوسنے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو اونکے اصحاب کہنے لگے کہ
اے پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہین جانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور چاہیے کہ تمکو سجدہ
کرین فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی **فائدہ** یعنے آپس
مین سب بھائی ہین جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کیسی
تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہی ہے بندگی اوسی کی چاہیے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے
ہین وے سب انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر انکو اللہ نے
بڑائی دی ہم پر وے بڑے بھائی ہوئے ہمکو انکی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم
انکی چھوٹے ہین سو انکی تعظیم انسانون کی سے چاہیے نہ خدا کی سی اور یہہ
بھی معلوم ہوا کہ بعض بزرگون کو بعضے درخت اور جانور مانتے ہین چنانچہ بعضی

درگاہ ہوتے شیر حاضر ہوتے ہین اور بعضی درگاہ پر ہاتھی اور بعضی پر بہیڑیے مگر آدمی کو
اسکی کچھہ سند نہ پکڑنا چاہیے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو
اور شرع مین جائز مثلاً قبرون پر مجاور بننا شرع مین نہین بتایا سو ہرگز وہان
نہ بیٹھے اگر کسی کی قبر پہ شیر اتنے دن بیٹھا رہتا ہو اوسکی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو
جانور کی ریس کرنی نہ چاہیے اقول وباللہ التوفیق اس حدیث سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حیوانات اور انسان
اور چرند اور پرند اور وحوش طیور اور سائر مخلوقات پر واجب اور لازم ہے اور کیونکر
لازم نہوگی کہ ذات بابرکات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجملہ حرمات اور شعائر اللہ
کے ہے اور اللہ صاحب نے سورہ حج مین ارشاد فرمایا ومن یعظم
حرمت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ ترجمہ اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کے
ادب کی سو وہ بہتر ہے اوسکو اپنے ربکے پاس اور آگے اوسکے یہہ فرمایا - ومن
یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب اور جو کوئی ادب رکھے
اللہ کے نام لگی چیزونکا سو وہ دلکی پرہیزگاری سے ہے اور جبکہ عدم تعظیم
شعائر اللہ کی مثل ناقہ صالح علیہ السلام کے کہ جبکی نسبت اللہ صاحب نے
سورہ ہود مین فرمایا کہ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب
قریب اور نہ چھوؤ اوسکو بری طرح تو پڑیگا تمکو عذاب نزدیک کا موجب عقاب
ہوئے تو اب عدم تعظیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ عمدہ شعائر اللہ سے ہین کیونکر
موجب عذاب الیم نہوگی البتہ خدا کی سی تعظیم نچاہیے اور یہہ قول حضرت مولوی صاحب
کا کہ وہ بڑے بھائی ہین بڑے بھائی کیسی تعظیم چاہیے ہرگز مفاد حدیث شریف
نہین اور حضرت صلعم نے اطلاق لفظ اخ کا صرف بنظر شفقت و رحمت کے فرمایا ہے

اور نہ رتبہ آپکا فوق تمام عالم کے ہی اور تعظیم و تکریم بھی موافق مرتبہ کے چاہیے اور
ہمکو ہرگز زیبا نہین کہ ہم حضرت صلعم کو باپ یا بھائی یا چچا کہین اور اونکے ساتھہ باپ اور
بھائی کا سا برتاؤ کرین اسلیئے کہ جب حضرت صلعم نے حضرت زید کو اپنا متبنی کیا تو بعض
لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید کا باپ کہنے لگے تب اللہ تعالے نے سورۂ
احزاب مین اسے منع فرمایا اور کہا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین ترجمہ نہین ہے محمد باپ کسی کا تمہارے مردون سے لیکن رسول اللہ کے
ہن اور خاتم النبین ہین اور سورۂ نور مین یہہ ارشاد فرمایا ولا تجعلوا دعاء الرسول
بینکم کدعاء بعضکم بعضا ترجمہ نہ پکارو تم رسول کو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے
ہو۔ قولہ اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا یقولن
احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم
اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی
ولا یقل العبد لسیدہ مولائی فان مولاکم اللہ
مشکوۃ شریف کے باب الاسامی مین لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم مین سے یون نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری
بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتین سب اللہ کی بندیان ہین اور
کہے تو میرا لڑکا اور لڑکی اور چھوکرا اور چھوکری اور غلام بھی اپنے میان کو یون نہ کہے کہ
میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے **ف** یعنے میان اپنے غلام اور لونڈی کو
اپنا بندہ اور اپنی بندی نہ کہے اور غلام اپنے میان کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ مالک اللہ
ہے اور سب اوسکے بندے ہین نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جو کوئی حقیقت مین کسیکا غلام ہو تو بھی آپسمین یہہ گفتگو نہ کرین کہ یہہ اسکا بندہ ہے

اور وہ اسکا مالک پھر چھوٹہہ موٹہہ کا بندہ بنا اور عبد النبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پیرستا
خاص اور امیر پرست اور آشنا پرست اپنے تئین کہلوانا اور کسیکو خداوند خدایگان
دانا کہہ بیٹھنا تو محض بیجا ہے اور نہایت بی ادبی اور ذرہ سی بات مین کہنا کہ تم ہماری
جان اور مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس مین ہین جو چاہو سو کرو محض جھوٹہہ اور شرک
کی بات ہے اقول و باللہ التوفیق منع آن حضرت کا بطریق افتخار اور معنی حقیقی کے
ہے ورنہ تعارض درمیان اس حدیث اور کلام اللہ کے باقی رہیگا کیونکہ اللہ صاحب نے سورۂ نور مین
فرمایا ہے وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان
یکونوا فقراء یغنهم اللہ من فضله واللہ واسع علیم ولیستعفف
الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیهم اللہ من فضله والذین
یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوهم ان علمتم
فیهم خیرا واتوهم من مال اللہ الذی اتاکم ولا تکرهوا
فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوة الدنیا
ومن یکرههن فان اللہ من بعد اکراههن غفور رحیم
ترجمہ بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیا
اگر وہ ہونگے مفلس اللہ اونکو غنی کریگا اپنے فضل سے اللہ سمائی والا ہے
سب جانتا ہے اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا بیاہ جب تک کہ مقدور دے
اونکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہین لکھا تمہارے ہاتھہ کے مال مین
تو اونکو لکھا دے اگر سمجھو ان مین کچھہ نیکی اور دو اونکو اللہ کے مال سے جو تمکو
دیا ہے اور نہ زور کرو چھوکریون پر بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہین قید سے
رہنا کہ کمانا چاہو اسباب دنیا کے زندگانی کا اور جو اونپر زور کرے تو اللہ اونکے

یعنی بخشنے والا مہربان ہے فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بول
چال عبد اور باندی اور مالک کا انسان میں صحیح و درست ہے اور تحقیق نسبت کے ہوا
سابق میں بخوبی ظہور میں آئے کہ اس امر کی بول چال انسان میں بطریق مجاز ہے
جیسا سابق گذرا اور نسبت عبد کی طرف انسان کی بدلیل نص قرآنی جیسا سابق
گذرا ثابت و محقق ہے اور نسبت مولا کی طرف جبرئیل و مومنین اور صالحین کے
سورۂ تحریم سے ظاہر اور آشکار ہے جیسا کہ اللہ صاحب نے فرمایا وان تظاہرا فان
اللہ ہو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد
ذلک ظہیر ترجمہ اور اگر دونوں چڑھائیاں کریں اوسپر تو اللہ ہے اوسکا رفیق
اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اسی پیچھے مددگار ہیں اور نیز حدیث سے
ثابت ہے انا سید ولد آدم ولا فخر لی اور سعد کے حق میں فرمایا قوموا
الی سیدکم اب ایسی بول چال پر نسبت شرک کی طرف کسی انسان کے کرنی
زیادہ علی الکتاب والسنت ہے اور نیز اس منع میں وہ ہے کہ جو سابق گذرا اور
جو کچھ کہ فائدہ میں ذیل اس حدیث کے بیان کیا سب اس تحقیق انیق سے باطل
ہوا قولہ اخرج الشیخان عن عمر رض قال رسول اللہ صلعم لا
تطرونی کما اطرت النصارٰی ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد
اللہ ورسولہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مجکو حد سے مت بڑہاؤ جیسا کہ
عیسے ابن مریم کو نصرانی لوگوں نے بڑہایا سو میں تو اوسکا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ
کا بندہ ہوں اور اوسکا رسول الخ اقول وباللہ التوفیق اس حدیث کا مقصد
یہہ ہے کہ مجکو تعریف میں زیادہ حد سے نہ بڑہاؤ جیسا کہ نصرانی نے حد سے تجاوز

کر کے عیسی علیہ السلام کو ابن اللہ اور یہود نے عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہا اور مین
تو اوسکا بندہ اور رسول ہون غرضکہ نہایت کمالات انسانی رسالت پر تمام
ہوتے ہین اور اوس سے بڑھکر کوئی مرتبہ نہین ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اور جو کچھہ مولوی صاحب نے اس فائدہ مین افادہ فرمایا وہ حاصل حدیث نہین اور ایسی
بحث کرنی خارج از شریعت ہے اور مولویصاحب مختار ہین جسکو چاہین مشرک
ہین اور جسکو چاہین کافر اور صوفیہ کرام نزدیک جماہیر علمائی محققین کے چیدہ و
برگزیدہ ہین اون کی طرف نسبت جھوٹہ اور دشنام وہی بموجب سبّا المومن
فسق و قتاله کفر ہے کے کفر ہے اور جو اونکو مومن نجانے وہ خود مومن نہین اور
دائرہ اسلام سے خارج وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ **قوله اخرج احمد و ابوداؤد
عن مطرف ابن عبد الله ابن الشخير قال انطلقت فی
وفد بنی عامر الی رسول الله صلعم فقلنا انت سیدنا فقال
السيد الله فقلنا و افضلنا فضلا و اعظمنا طولا فقال قولوا
قولكم او بعض قولكم ولا يستجرئنكم الشيطان** مشکوۃ کے
باب المفاخرت مین لکھا ہے کہ احمد اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرب نے نقل کیا کہ آیا مین
بنی عامر کے ایلچیون کے ساتھہ پیغمبر خدا کے پاس پہر کہا ہمنے کہ تم سردار ہمارے ہو
سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے پہر کہا ہمنے کہ بڑے ہو ہماری بزرگی مین اور بڑے
ہو احسان کرنے مین سو فرمایا کہ جس طرحکا کلام کہو اسی ہی تہوڑا کلام کرو اور تمکو
بے ادب نکردے کہین شیطان یعنے ہر کسی بزرگ کی تعریف مین زبان سنبھال کر
بولو جو بشر کی سے تعریف ہو سو ہی کرو بلکہ اوسمین بہی اختصار ہی کرو اور اس میدان
مین منہ زور گہوڑے کی طرح مت دوڑو کہین اللہ کے جناب مین بے ادبی نہو جاوے

اب سننا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنے ہین ایک تو یہہ ہے کہ وہ خود مالک
اور مختار ہو اور کسی کا محکوم نہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر مین بادشاہ سو
یہہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنون کر اوسکے سوا کوئی سردار نہین اور دوسرے
یہہ رعیت ہی ہو مگر اور رعیتون سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اوسپر آوے اور
اوسکی زبانی اورونکو پہونچے جیسا کہ ہر قوم کا چودہری اور گاؤنکا زمیندار سو ان معنونکر
ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگونکا اور ہر مجتہد اپنے تابعونکا
اور ہر بزرگ اپنے مریدونکا اور ہر عالم اپنے شاگردون کا کیونکہ یہہ بڑے لوگ اول اللہ
کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہین اور پیچھے اپنے چھوٹونکو سکھاتے ہین سو اس طرح سے
ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہین اللہ کے نزدیک اونکا مرتبہ سب سے بڑا
ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہین اور اللہ کی راہ سیکھنے مین سب
ان کے محتاج ان معنون کر اونکو سارے جہان کا سردار کہنا کچھہ مضایقہ نہین بلکہ
ضرور یون ہے جاننا چاہیے اور ان معنون سے ایک چیونٹی کا بھی سردار اونکو
نجاننے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی مین بھی کچھہ تصرف نہین کر سکتے
اقول وباللہ التوفیق اس جا بیان معنے سید مین خوب الضعاف فرمایا اگر بیان
معنے عبد اور امت اور حکم اور شہنشاہ اور سوا اسکے اور الفاظ مین جسکی تحقیق غیر
سے سابق گذری الضعاف فرماتے تو جائے گفتگو باقی نرہتی اب جناب عباد الضعاف
کے اقرار سے یہہ بات بتحقیق پہونچی کہ اگر لولی جال الانسان کی بمعنے ثانی مراد ہو
تو اوس مین مضایقہ نہین اور اگر مراد معنی اول ہو تو البتہ جائے گفتگو ہی تمام
ہوئی تردید جزو اول کی کتاب سے کہ عبارت شرک سے ہے وجزو ثانی کہ عبارت
بدعت سے ہے اوس کی تردید کی حاجت نہین کیونکہ جو کچھہ تردید کرنی تھی وہ سب

رسالہ بشیر و نذیر میں کر دیئے گئے جسکو اوسیر اطلاع منظور ہو اوسمیں دیکھلے ولیکن
هذا آخر ما اوردته فی هذه الرسالة من التردیدات
التی اوردتها و لله الحمد فی الاولی والآخرة والصلوٰة و
السلام علی سیدنا محمد خیر الخلائق وافضل البشر وشفیع الامة
یوم الحشر والنشر وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والصدیقین
والشهداء والصالحین اللهم ارزقنی رفاقتهم
فی الدنیا والآخرة واحفظنی من اغواء الشیاطین
وجنبنی من الشرک والنفاق ومن البدعة والنمیمة والمعاصی
کلها وامتنی علی السنة والجماعت آمین یا رب العالمین
تمت

تقریظ رسالہ ازالۃ الشکوک والاوہام تبرئیہ نسخہ تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب
دہلوی من تصنیف محقق حقایق دین ومدقق دقائق شرع متین پیشوائے سالکین رہنمائے
عارفین حضرت مولانا ومرشدنا ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد الحسنی الحسینی القادری
النقشبندی الالہ آبادی سجادہ نشین دائرہ متبرکہ حضرت شاہ محمد رفیع الزمان قدس سرہم
از نتائج طبع نکتہ سنج بلاغت نشان شیرین کلام وفصیح لسان سر دفتر شعراء فخیم
ابو سلیم سید شاہ محمد حلیم المتخلص بہ حلیم برادر زادہ حضرت مصنف دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

اے راہنمائے جن و آدم		اے ہادئے گمرہان عالم
اے بندہ نواز و بندہ پرور		اے خالق بے نیاز و برتر

ہر چند مری زبان کیا ہے | مین کیا ہون مرا بیان کیا ہے
لیکن جب تک کہ دم مین دم ہے | توصیف تری ہر ایک دم ہے
ہے گفتگو و زبان تیرے | جو مدح کردن ہے شان تیری
دشوار ہے گو کہ وصف کامل | مدحت سے مگر بھرا نہین دل
آتا ہے یہہ دل مین کرکے کچھ غور | زاید اس سے لکھون مین کچھ اور
ہلتی ہے زبان جس دہن مین | توصیف تیری نہ ہے ہر سخن مین
کانون مین صدا جو آرہی ہے | تعریف تیری سنا رہی ہے
آنکھین جب تک مری کھولی ہوئی ہین | قدرت کے تماشے دیکھتی ہین
آنکھون مین جگر مین اور دل مین | جلوے ہین غرضکہ آب و گل مین

نعت

کیونکر کرے نعت کوئی ہیہات | چھوٹا موتہہ اور ہے بڑی بات
ہر سچ ہے رسول بھی بشر ہے | رتبہ مین تو سب سے بیشتر ہے
رتبہ مین جو کم تو ہین خدا سے | لیکن نہ زائد ہین ماسوا سے
جو مرتبہ حبیب حق ہے | مضمون اسکا بڑا ادق ہے
پائی کسنے ہین یہہ مدارج | اللہ رے عارج معارج
اللہ رے وہ برگزیدہ حق | جسکا ہے خلیفہ رب مطلق
مقصود زمین و آسمان ہین | محبوب حد سے دوجہان ہین
جب ختم ہوئی رسالت سب | رتبہ ہے کسیکا اسطرح کب
عاصی ہو ہزار امت اون کی | کافی ہے فقط شفاعت انکی
یارب یہی التجا ہے مری | ہر لحظہ یہی دعا ہے مری

دنیا سے ہون جس گھڑی مین ہے — ہو حب رسول یا اسکے
اوڑتے پھرین حب مین و افلاک — مین بھی ہون بزیر دامن پاک

منقبت

اصحاب سب نبی کے ہین جو کامل — ہین جسم و روان و دیدہ و دل
جو جسم ہین وہ روان دین ہین — جو جان ہین وہ تن یقین ہین
جو آنکھ ہین نور معرفت سے ہین — جو دل ہین وہ مہر کی صفت ہین
اور آل کا حال کچھہ نہ پوچھو — خود کر لو خیال کچھہ نہ پوچھو
ایسا مین کہا لگانے کہنے والا — خود جانے وہ شانہ لگانے لے
ہو رحمت حق مدام اونپر — ہو صل سے علے دوام اونپر

تمہید مشتمل ذکر تردید و حالات مصنف رسالہ ہٰذا

نسب جو جانے امتحان ہے — طول اسکے کمال داستان ہے
رہ جاتے ہین سیکڑون بھٹکر — کہاتے ہین بڑی ہزارون ٹکر
کوئی تو بنا ہے اس مین گستاخ — کوئی ہے کہ لتا کوئی ستاخ
سوچی ہوئے ہے بہانہ کوئی — ہے مجتہد زمانہ کو سے
تشبیہ بری پیمبرون سے — دیتے ہین بہہ دین کے رہبرن
توہین سے صرف ہی انہین کام — ایمان ہے ہی یہی ہے اسلام
ہوئی ہوئی ہین جو دل کے وسواس — ایمان کا خوف ہی نہ کچھہ پاس
مضمون جو کچھہ کہ دل مین آئے — جہال مین بیٹھکر سنائے
ہر چند کہ کوئی کلمہ گو ہو — مشرک وہ سمجھتے ہین اوسکو
ایمان کے لاف مارتے ہین — مشرک مشرک پکارتے ہین

حالانکہ ہے جسکے دل مین ایمان ۔ مشرک ہوتا نہین وہ انسان

ہے سخت محال جمع اضداد ۔ رکہیے اس بات کو مری یاد

ہین اور بہی اس طرح کے اقوال ۔ تردید نہین سب جنکے ہین لکہے حال

اسپر بہی نہین مگر کفایت ۔ اس سے بہی زیادہ ہے حکایت

مضمون ہوئے کلک کے حوالے ۔ لکہے گئے جا بجا رسالے

تردید بہی ہو چکین ہزارون ۔ دیکہین بہا لین سنین ہزارون

لیکن جو یہہ ہے ازالۃ الشک ۔ تردید سینے نہ لیسے اب تک

باتین نہین بے دلیل کوئی ۔ سمجہیگا جو ہے عقیل کوئی

جو بات ہے لاجواب ہے وہ ۔ جو نکتہ ہے باصواب ہے وہ

انصاف کا دخل ہے سراسر ۔ اول آخر ہے سب برابر

تحریر جوابات اس مین کی ہے ۔ قرآن و حدیث سے لکہے ہے

عمدہ معقول اور کافی ۔ کیا کیا ہین دئے جواب شافی

کچہہ ضد سے لکہی نہین گئے بات ۔ اس بابت کا ہے تمام اثبات

مقصود تہی جو ہدایت عام ۔ تخفیف سے یہہ کیا گیا کام

منظور جو علم سال رد ہے ۔ بارہ سے ہفت اور نو وہی

فخر دین حسین جو فخر ملت ۔ آرایش مسند شریعت

سجادہ نشین زہد و طاعت ۔ خضر رہ منزل ہدایت

ذی رتبہ و کامل زمانہ ۔ علامہ و فاضل یگانہ

تفسیر و حدیث و فقہ یکسر ۔ گویا ہے سب زبان کے اوپر

لب پر ہین تو ہنوز علم کے سب ۔ دریائے علوم ہے لبالب

اوصاف لکھون کچھہ اور بھی بیش | حافظ حاجی حکیم درویش
پیرے مین کیا ہے حفظ قرآن | ہمت کا حذار ہے نگہبان
رہتے ہین جو ذکر حق سے خورسند | کرتے ہین سدا النصائح و پند
ہے جن کی صفت مین کلک رانے | اس رو کے وہی ہوئی ہین بانے
لیکن کچھہ حال رد بھی سنئے | کچھہ تذکرۂ مدد بھی سنئے
تھا ضعف بصر جو کبر سن سے | تحریر تھی سخت مشکل ان سے
ناچار بٹھا کے چند اشخاص | تلمیذ و عزیز جو کہ تھی خاص
تردید لکھاۓ ہے زبانی | اللہ رے ذہن سکے رد اسنے
تھا سلسلۂ کلام جارے | لکھنے والے تھی جس سے ہارے
تھی حضرت عم کے جو اجازت | چندی مینے ہی سکے کتابت
القصہ جو ہو چکا سرانجام | یعنے پہونچا زمان اتمام
مینے بھی براۓ یادگارے | لکھین کیفیتین ہین سارے
سال تقریظ بھی بتاؤن | سنہ ۱۲۹۷ ہے نظم علیم کے ہمایون
لکھاہے یہہ مینے مختصر ذکر | زاید اس سے فضول ہے فکر
اشعار مین گر کوئی خطا ہو | امید کرم ہے سب سے مجھکو
انجان ہون علم سے نہین کام | نادان ہون گو علیم ہے نام

ولہ قطعہ تاریخ

شکر یزدان کہ اس زمانے مین | یاوری سے کے جو بخت اسعد نے
قول ہے اصل شاہ اسمعیل | کرد یاد ابو محمد نے
یعنے کہتے ہین جن کو فخر الدین | مستجاب جناب اوحد نے

عالم باعمل یگانۂ حق ۔ متقی و جہان کے ارشد نے
ہو گئے رفع جب شکوک لشے ۔ کیا کہوں کیا مزے کیے رد نے
ایک عالم کو کر دیا بے چین ۔ اس رسالہ کے شوق بیحد نے
بدرو ہابیوں سے صاف حلیم ۔ گل کہلائے یہہ آپ کے کد نے
بہر تاریخ کہائے جب چکر ۔ سیکڑوں گنبد زبرجد نے
لب دین سے صدا ہوئی یہہ بلند ۔ رد کیا فخر دین احمد نے

قطعۂ تاریخ ریختہ کلک بلاغت سلک جادو بیان سحر ریخ شیرین زبان ماہر نکات خفی و جلی منشی محمد علی متخلص بہ الفت الہ آبادی سلمہ اللہ ربی

قطعہ

سپاس خداوند بالا و پست ۔ کہ از یک سخن دو جہان آفرید
رسانیدن امر خود را العام ۔ بہر دور خاصے ز خود برگزید
بدور پسین بہر تکمیل دین ۔ چو نوبت بہ ختم الرسالت سید
بعصر و بہر جائے از امتش ۔ یکے رایت اہتدا بر کشید
بحمد اللہ کاید ون شہ فخر دین ۔ بعلما ء عصر ند فرد و حید
بعلم و عمل بو حنیفہ و شند ۔ بعرفان سر شبلے و با یزید
بہ معقول و منقول و فرع و اصول ۔ چنین دید چشم نہ گوشم شنید
چو خواتم ورا اسلم و بیہقے ۔ حدیثم نباشد ز دانش بعید
بہ از فخر رازی بعلم کلام ۔ بعلم ادب بر حریرے مزید
ہمانا کہ فکر فلک سیر شان ۔ پئے حل اشکال آمد کلید